

پرکاشکا - ۶

تذکرہ الہی

میر محمد الہی الحسنی ہمدانی

جلد اول

حصہ اول

مرتبہ
عبدالحمق

राष्ट्रीय पाण्डुलिपि मिशन

॥ विज्ञानमुपास्य ॥

National Mission for Manuscripts

پرکاشکا سیریز
نمبر-۶

جنرل ایڈیٹر
دپٹی ایس. تراپاٹھی

تذکرہ الہی

جلد اول
(حصہ اول)

میر عماد الدین الہی الحسینی ہمدانی

Professor Abdul Haq
Professor Emeritus
Urdu Dept.
University of Delhi
New Delhi 110007

مرتبہ
عبدالحق

پروفیسر ایمرٹس

شعبہ اردو، دہلی یونیورسٹی، دہلی

राष्ट्रीय पाण्डुलिपि मिशन

॥ विज्ञानमुपास्य ॥

National Mission for Manuscripts

नیشنल मिशन फार मینسکرिپٹس

دیو پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

ناشر

نیشنل مشن فار مینسکرپٹس

۱۱- مان سنگھ روڈ، نئی دہلی - ۱۱۰۰۰۱

فون: + 91 11 23073387

ای میل: director.namami@nic.in

ویب سائٹ: www.namami.org

بہ اشتراک

دیو پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

سکنڈ فلور، پرکاش دیپ

دہلی میڈیکل ایسوسی ایشن روڈ

دریا گنج، نئی دہلی - ۱۱۰۰۰۲

فون: + 91 11 43572647

ای میل: devbooks@hotmail.com

ویب سائٹ: www.devbooks.co.in

قیمت: Rs 2000

Prakashika Series No. 6

ISBN 978-93-80829-16-6 (Vol.6)

ISBN 978-93-80829-02-9 (Series)

اشاعت اول ۲۰۱۳ء

© 2013 نیشنل مشن فار مینسکرپٹس

ترتیب

۹-۷	پیش گفتار
۲۲-۱۰	تقدیم
۲۸-۲۳	مقدمہ
۶۲-۲۹	فہرست
۷۰۲-۱	متن
۷۰۲-۷۰۳	مصادر

سازمان
 تحقیقات و
 ترویج
 اسلامیات

PANJAB
UNIVERSITY
LIBRARY

پیش گفتار

جون پور شاہانِ شرقی کا صرف دار الخلافہ ہی نہ تھا بلکہ علم و دانش کا مرکزِ نور بھی تھا۔ یہاں بیش بہا علمی کتابیں لکھی گئیں اور نادر الوجود علمی ذخیرے کی حفاظت بھی کی گئی۔ زمانہ حال میں تین نایاب خطی نسخوں کی بازیافت نے جون پور کی عظیم الشان علمی خدمات کو ایک نئی برگزیدگی بخشی ہے۔ شہر کے علاوہ نواحی قریہ و قسبات میں کئی علم دوست گھرانے آباد تھے، جنہوں نے ذاتی سعی و سعادت سے ذخیرہ کتب جمع کیے۔ مچھلی شہر میں مولانا محمد عمر جعفری مرحوم کا کتب خانہ بڑی اہمیت کا مالک تھا۔ ان کی وفات سے چند سال قبل عالم اسلام کے محترم شیخ الحدیث مولانا حبیب الرحمن اعظمی مچھلی شہر تشریف لائے۔ ”المصنف“ کے مخطوطے کو دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے۔ انہوں نے مولانا جعفری مرحوم سے خدمتِ حدیث کی خاطر اسے مرتب کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ مولانا جعفری مرحوم نے دنیا کا اکیلا اور سب سے قیمتی نسخہ مولانا اعظمی کو پیش کر کے علمی فیاضی و فراخ دلی کی نظیر قائم کی۔ کئی برسوں کی مشقت اور دیدہ ریزی کے بعد مولانا اعظمی مرحوم نے اسے کئی جلدوں میں مرتب کر کے بیروت سے شائع کیا۔ اب تک کی دریافت کے مطابق یہ مجموعہ احادیث دنیا میں اکیلا نسخہ تھا اور مقدس سرزمین میں لکھا گیا گیا جس کی قیمت اور اہمیت کا اندازہ لگانا ممکن نہیں ہے۔

استاذی پروفیسر محمود الہی کئی بار خانقاہ رشید یہ جون پور تشریف لائے۔ راقم بھی ان کی مدد کے لیے وہاں موجود رہتا۔ یہ خانقاہ سال میں صرف عاشورہ کے دنوں میں کھلتی ہے۔ مخطوطات سے ان کا انہماک دیکھ کر رشک آتا۔ دیوانِ حافظ کا نادر الوجود خطی نسخہ اسی خانقاہ سے انھیں حاصل ہوا تھا جسے انہوں نے پروفیسر نذیر احمد کے حوالے کر کے بے مثال علمی فراخ دلی کا ثبوت دیا ہے۔ دنیا کا یہ بیش بہا دیوان شاہ ایران کی سرپرستی میں شائع ہوا۔ گرد آلود بوسیدہ اور کرم خوردہ کتابوں کے ڈھیر اور بند کمرے سے مجھے قدرے وحشت بھی ہوتی، مگر مخطوطات

پڑھنے کا شوق بھی بڑھتا گیا۔

اس دیار کی تیسری گراں مایہ وراثت نسخہ تذکرہ الہی کے حصہ اول کی دونوں جلدیں ہیں جنہیں راقم شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ فارسی زبان و ادب کی تاریخ و تذکرہ نگاری میں یہ مخطوطہ ایک ناگزیر حیثیت کا حامل ہے۔ یہ اب تک کی دریافت کے مطابق دنیا کا واحد قلمی نسخہ ہے جو میر الہی کی حین حیات کا ہے۔ یہ ۱۷۲۸ء فن کاروں کے احوال و آثار پر مشتمل ایک علمی گنجینہ گہر ہے جسے دائرۃ المعارف بھی کہہ سکتے ہیں۔ یہ حصہ متقدمین کے ذکر پر محیط ہے۔ دوسری جلد متوسطین سے متعلق ہے جو برلن کے ذخیرے میں محفوظ ہے۔ یہ ابتدائی خاکہ ہے۔

۱۹۷۲ء میں تذکرہ الہی کا مخطوطہ نظر سے گزرا۔ چونکہ میری وابستگی اردو اور اقبالیات سے تھی، اس لیے خاطر خواہ توجہ نہ دے سکا۔ کچھ چیزیں قلم بند کر لی تھیں۔ دل جمعی کے ساتھ کبھی متوجہ نہیں ہوا، اس لیے کہ مخطوطات سے دل لگانا سودائے جنوں ہے اور حاصل، زیاں کے سوا کچھ نہیں۔ ان یادداشتوں کی بنیاد پر میں نے نومبر ۱۹۷۳ء میں معارف اعظم گڑھ میں ایک مختصر تعارفی مضمون شائع کیا تھا۔ کچھ صاحبان نظر نے خط لکھ کر ہمت افزائی بھی کی۔ خاص طور پر جناب محمد امین دارابو (داراب، کشمیر) اور پروفیسر سید حسن عسکری (پٹنہ) نے خاص توجہ فرمائی۔ عسکری صاحب نے تو نے لکھا: "It's importance is unparalleled and needs our special attention. Hundred of verses are unknown in our knowledge." میری دوسری مصروفیات حائل رہیں۔ تذکرے کا مطالعہ مدتوں ملتوی رہا۔

مگر رہیں ستم ہائے روزگار کے باوجود تذکرے کی تدوین و اشاعت سے غافل نہیں تھا۔ بیشتر تذکروں کا مطالعہ اور خود الہی کی تخلیقات کی جمع و فراہمی کے لیے کوشاں تھا جو کوہ کنی اور جوئے شیر لانے سے کم نہ تھا۔ الہی کے تذکرے کا ذکر بھی بیشتر تذکروں میں نہیں کے برابر پا کر مایوسی ہوئی۔ ڈاکٹر اشپرنگر اور اسٹوری کے کیٹلاگ کی مدد سے برلن کے نسخے کا سراغ ملا۔ اس کی نقل کا حصول بھی کار دیوانگی سے کم نہ تھا۔ ۱۹۸۰ء کے دوران نسخے کی مانگرو فلم موصول ہوئی۔ پھر اسے کاغذ پر اتارنا ایک آزمائش تھی۔ جنون شوق کی خود رفتگی بھی دیدنی تھی۔ مدتوں مرحلہ شوق کو آہے گاہے طے کرنے کی تمنا کرتا رہا۔ یہ میرے رب کا بڑا احسان ہے کہ اب دونوں نایاب نسخوں کو شائع کیا جا رہا ہے۔ ذاتی نسخے کے ساتھ نسخہ برلن کا متن تیسری جلد میں شامل ہے۔

تلاش بسیار کے باوجود ان مخطوطات کی کسی دوسری نقل یا نسخے کا اب تک سراغ نہ مل سکا۔ ترتیب و تدوین کا حق ادا کرنے میں محذوری مقدر بن گئی۔ صرف ایک نسخہ کی موجودگی میں یہ کام ممکن نہ تھا۔ متن بہت زیادہ کرم خوردہ، آب زدہ اور موسمی اثرات سے متاثر ہوا ہے۔ ایک نسخہ کی موجودگی میں تصحیح متن ناممکن ہے۔ ہو بہو

نقل کی اشاعت پر اکتفا کرنا پڑا۔ کہیں کہیں قیاسی تصحیح سے کام لیا گیا ہے۔ حاشیے میں اشارہ موجود ہے۔ 'ت' کی علامت قیاسی تصحیح کے لیے حاشیہ میں درج کی گئی ہے۔ آخر کے چند صفحات بہت خراب تھے۔ انھیں کمپوز کر کے داخل متن کیا گیا ہے۔ جلد ساز نے ذاتی نسخہ کی ترتیب میں بڑی بے احتیاطی سے کام لیا۔ بیشتر صفحات کی ترتیب بدل گئی تھی۔ اسے درست کرنے میں بڑی دقتوں کا سامنا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ شاید ایک دو جگہ اب بھی درست نہ ہو سکا ہو۔ میرا الہی سے متعلق ایران و پاکستان، ہندوستان و کشمیر میں موجود مواد کا جمع کرنا بھی آسان نہ تھا۔ جہاں تک ممکن ہو سکا استفادہ کیا گیا ہے۔ عکسی تحریر میں روشنائی کا مدہم ہو جانا بھی ایک فطری عمل ہے۔ مگر اس میں اصل تحریر کی شکل برقرار رہتی ہے۔ مصنف اور قدیم دور کا اندازِ خط بھی اس طرح محفوظ ہو گیا ہے۔ آئندہ کوئی مردِ غیب برآمد ہو تو متن کی ترتیب و تصحیح کو انجام دے سکے گا۔ میری آرزو یہی ہے کہ فارسی شعر و ادب کا یہ نایاب نسخہ خاص و عام کے استفادے کے لیے منظرِ عام پر آجائے۔ قارئین حسبِ ذوق اکتساب فیض کر سکیں گے۔

مقترف ہوں کہ فارسی یا تذکرہ و تاریخ میرا موضوع مطالعہ نہیں ہے۔ اردو درس و تدریس سے وابستہ ہوں۔ فارسی کی شد بد برائے نام ہے لیکن شعاعِ آفتاب کے روبرو قطرہٴ شبنم کی جرأت کا منظرِ قابلِ رحم ہوتا ہے۔ اس خام حوصلے نے اس کام کے لیے آمادہ کیا۔ غلطیوں کا درآنا میری بے بضاعتی اور محرومی کے باعث ہے۔ قارئین سے درگزر کرنے اور دعائے خیر کی درخواست کرتا ہوں۔

علیم مکن کہ در شب ہجران نوشتہ ایم

یہ میری تالیفی زندگی کی سب سے مشکل آزمائش تھی جسے طے کرنے میں توفیقِ الہی اور تائیدِ غیبی کے سوا ذرا راہ کچھ بھی نہ تھا۔ ربِ کریم کا بے پایاں احسان ہے کہ اس نے نایاب نسخے کی دستیابی اور اشاعت کے اسباب پیدا کیے۔ میں صمیم قلب سے پروفیسر دپتی ایس۔ تریپاٹھی اور ڈاکٹر ایس۔ ایم۔ بسو کا بے حد شکر گزار ہوں جنھوں نے دیوانِ زادہ کے بعد اس تذکرہ کی اشاعت میں بے انتہا دلچسپی لی اور ہر قدم پر ناچیز کی ہمت افزائی فرمائی۔ ان کی علم دوستی اور سرپرستی کے لیے ناچیز سراپا سپاس گزار ہے۔

نازم فروغ بادہ زنگس جمال دوست

عبداللہ الحق

پروفیسر ایمرطس، شعبہ اردو، دہلی یونیورسٹی، دہلی

۱۵ دسمبر ۲۰۱۲ء

تقدیم

جون پور شیراز ہند است۔ این شهر تنها دارالخلافت سلطانی شرقی نبود، بلکه در حصول علمی و ادبی مقام این شهر تاریخی و بی عدیل است۔ درین زمانه عصریاز یافت سه نسخہائے خطی قابل فخر است۔ قدیم ترین نسخه المصنف (مجموعہ احادیث نبوی) و دیوان حافظ حاصل ثقافت جون پور است۔ بعد از ان نسخه نادر الوجود تذکرہ الہی قابل توجہ است۔ این نسخه کامل است مگر تعلق از آن دیار دارد۔

در سال ۱۹۷۲ م نسخه نایاب "تذکرہ الہی" زیارت کردم۔ اما چونکہ من بہ ادبیات اردو و اقبال شناسی پیوستہ بودم نتوانستم توجہ در خوری را بہ آن مبذول نمایم۔ فقط چند مورد را تحریر نموده قید کرده بودم و اما در انتظار دریافت مجدد نسخه اصلی ماندم۔ و هیچ وقت بطور کامل بسوی آن متوجہ نشدم چونکہ گرویدگی بانسخ خطی چیزی جز جنونی نیست کہ حاصلی بجای ضرر و زیان ندارد۔ من در نوامبر سال ۱۹۷۴ م بر اساس یادداشتہای مذکور در جملہ "معارف" چاپ اعظم گره یک مقالہ مختصر معرفی را چاپ کردم۔ بعضی از صاحبان نظر با ارسال نامہ از من تشویق تیز کردند۔ و بخصوص جناب آقای محمد امین داراب از کشمیر و پروفیسور سید حسن عسکری از پتنہ توجہ خود را بسوی من مرحمت نمودند۔ ایشان مرقوم فرمودند: "اہمیت آن بیہمتا است و محتاج توجہ مخصوص مامی باشد۔ صدہا شعر بماملوم نبودہ۔"

سرگرمی ہای دیگری من مانع این کار ماندند و مطالعہ تذکرہ بتعویق افتاد۔

در سال ۲۰۰۴ م من بعنوان استاد مهمان در دانشگاه کشمیر در سری نگر منصوب شدم آثار مقبره میر الهی همدانی و باغ الهی اشتیاق تازه ای را در من پرورانید. گور میر الهی در سمت غرب شیخ بهاء الدین گنج بخش کشمیری مرجع معروف خلائق بزرگ واقع است.

خواجه محمد اعظم مولف 'واقعات کشمیر' می گوید که مزار الهی در سال ۱۱۴۸ هجری موجود بود. مولف تاریخ حسن در سال ۱۳۱۴ هجری قبر الهی دیده بود. هیچ نشان از قبر الهی امروز در قبرستان حضرت بهاء الدین گنج بخش نظر نمی آید. در احاطه قبرستان هزارها مزار وجود دارند. یقین است که مزار الهی وجود داشته باشد چون کتیبه سنگی جدا شده است. نشان زد کردن ممکن نیست. شکر است که کتیبه مزار در دیوار جنوب مزار حضرت بهاء الدین نصب است. این قبرستان به اسم "مزار کلان" در کشمیر مشهور است. گنج بخش از صوفیای برگزیده دوره سلطان زین العابدین به شمار می رود. وی از شاه اسحق ختلانی (خلیفه امیر کبیر سید علی همدانی) تربیت حاصل کرده بود. گنج بخش در سن ۸۴۹ هجری بدست راهزنان شهید شد و در این قبرستان مدفون گشت. پادشاه و اهالیان باو ارادت داشتند.

لوحه سنگی مزار ایشان از محل افتاده و آنرا در یک جای مناسب محفوظ ساخته اند. امرای متعدد عهد تیموریان (معروف به مغل) نیز در این محل دفن می باشند. بر این سکو در میان قبرهای مختلف دیگری لوحه ای نصب بوده که بر آن "از جهان رفت مریم دوران" حک شده است. این قبر از یک بانوی صالحه و عابده می باشد. و از آن بیانات تاریخ اعظمی تصدیق می شود. و در آن همراه با علل آمدن بکشمیر، انتخاب اشعار و کتبه روی قبر بحسب عبارت ذیل نیز شامل می باشد:

میر الهی مَلِكُ مُلْكِ نَظْمِ
 بود ز سرِ حلقه اهلِ یقین
 هر که بعهدش ز سخن لاف زد
 گشت ز کشتِ سخنش خوشه چین

نظم ازوداشت نظام دگر
 بود در اقلیم سخن بیقربین
 باز نماید آب بجوی سخن
 رفت چو حسان سخن آفرین
 دیده نبارد ز چه نیشان اشک
 شد صدف گوهر آن تن زمین
 کلك بتعزیتش از دود دل
 گریه برون آورد از آستین
 سال وفاتش طلبیدم ز عقل
 گفت، بگو: "بود سخن آفرین"

ه ۱۰۶۳

این جا الف ممدوده بدو حساب برده شد. ملا محمد طاهر غنی معاصر میر الهی نیز تاریخ را تحریر کرده که در دیوانش مرتبه محمد امین در ابوداراب موجود می باشد. تاریخ الهی همدانی بعد از قطعه تحریر شده از وفات ابوطالب کلیم حسب ذیل می باشد:

نیست دور از اثر صحبت او
 که لب گور در آید بسخن
 بر سر گور او ارباب زمان
 جامه پوشیده سیه چون سوسن
 گفت تاریخ وفاتش طاهر
 "برد الهی ز جهان گوی سخن"

علاوه بر آن تاریخ وفات شان در متون دیگری نیز درج شده است. نیز صحت دارد که اختلاف نظری در مورد تاریخ وفات در چند کتاب وجود دارد. نیز ۱۰۵۷ ه و ۱۹۶۰ ه درج شده است که فاقد اعتبار می باشد. يك پیچیدگی بزرگی در

قبال مخطوطه زیر بحث (نسخه مرتب) ایجاب شده است که تحریر شده سال ۱۰۶۵ هـ می باشد. شاید آن نسخه خطی رونوشت. یک نسخه اصل باشد که در سال ۱۰۶۵ هـ کتاب شده باشد. و هیچ شواهدی نظاهر از رو نوشت آن بچشم نمی خواند. و در صورت دیگری، آن احتمالاً نتیجه قلم خود مصنف باشد. و اگر بر آن یقین کرد، پس تاریخ در گذشت میر الهی رابه ۱۰۵۶ هـ قبول کنیم که باقطعات تاریخ مطابقت ندارد. و این نسخه خطی فاقد درج نام مقام کتابت می باشد. اما صیغه حال نوشته شد. در این نسخه در جاهای متعدد در حاشیه ها "مواف این تذکره الهی" نیز درج شده است که گمان آن می رود که اگر خودشان از آن کتابت نکردند بالاخره از نظر شان گذشته باشد. قرائن های از آنند که این نسخه دوران قیام آگره تالیف شده. قسمت دوم (نسخه برلن) در آگره تکمیل یافت که در کتب خانه بیگم نور جهان موجود بود او در سال ۱۰۵۲ م بکشمیر رفت.

چه اتفاق عجیبی که مولف تذکره مورد نظر ما، احوال و آثار دیگران را جمع آوری می نمود اما از ثبت رویدادهای شب و روز خود قاصر آمد. ما علاقم متعددی را در نکات مختلف تصانیف تاریخی، اشعار و در این تذکره در می یابیم. بر اساس بیانی موجود در این تذکره می توان یقین کرد که او حدوداً در سال ۹۹۴ هـ (۱۵۸۵ م) چشم بر جهان گشوده. اسم پدر شان امیر حجت الله الحسینی بود و شهر ونداسعد آباد همدان بوده. او یک شخص عالم و ادیب بوده. همدان در قدیم هگمتانه پایه تخت مادها بوده است. این شهر در دامن کوههای سبز و خرم قرار گرفته که شاید در ایران به مثل باشد. این خطه زمین از سه جانب محصور به کوهستان است. رودخانه های بسیار از دامنه کوه الوند جاری میشود. همدان دادای مدفن ابوعلی سینا و باباطاهر عریان است.

میر الهی نیز از سرمایه پدری خود مستفید شد. و بخاطر حصول علم و کمال در سال ۱۰۱۰ هـ بمسافرت شیراز پرداخت. حدوداً برای ۳ سال ونیم در خانقاه شاه داعی تحصیل کرد و همین جاذوق شعری شان بدرجه کمال رسید. بعداً از عراق و اصفهان

نیز دیدن نمود. ایشان با جنبش نقطوی پیوسته بود. و بعلت ترس تادیب و سرکوبی
پسی خانی ها و بخاطر حفظ جان با عبور از قندهار و کابل در سال ۱۰۲۱ هـ به آگره
رسید در دیوان او ذکر قندهار موجود است.

خوش آن که در همدان یا در اصفهان گویند
الهی از طرف قندهار می آید

معلوم می شود که الهی در سال ۱۰۲۰ هـ به قندهار رسید و یک سال بعد به
آگره آمده است. ملا عبدالباقی نهاوندی که یکی از شاعران معاصرو دوست الهی بود
ذکر کرده است.

”در هزار و بیست هجری حکومت قندهار و آن دیار که گرم سیر و زمین داور
بوده باشد، حسب فرمان فرمان روای هندوستان نورالدین محمد جهانگیر بپیرزای
مومی الیه متعلق گشت، و آن نوجوان نامدار را چندان عنایت و شفقت باین خلاصه
روزگار بود زبان قلم از تعریف و توصیف آن عاجز است، و در ایام سلطنت قندهار
میرزا تقرب خان مومی الیه (=مرشد خان، مرشد بروجردی) و اکثری از مستعدان
ایران مثل طالب آملی و محوی اردبیلی و سروری یزدی و ملا اسد قصه خوان از آنجا
دو باره بکابل برگشتند و بعداً در سال ۱۰۲۴ هـ مجدد به آگره تشریف آورد. و در
همین محل ایشان باتذکره نویس معروف تقی اوحدی ملاقات و دوستی نمود. آن
زمان اوج شباب میر الهی بود. اولین بار در سال ۱۰۲۴ هـ در آگره در سن ۳۰ سالگی
بالحباب پر لطف هندی بمشروب خوری پرداخت.

”روزگاری ساله بر من بگذرد، هر گز دستم پیمانه آشنا نبود، امروز
بتقاضای مشرب اهل هندوستان الاکیش افتاده و عمری بیهوده می گزارم.“^۱
ایشان دربار جهانگیر و شاه جهان ارتباط و با امر اقرب داشت. و شهرت بر
آستانه او می زد، تمام تذکره نویسان از صفات، برجسته کلام شان اعتراف کردند.
در شاه جهان نامه این چنین درج شده:

^۱ تذکره الهی (نسخه برلین)، در تذکره مولانا آگهی (حاشیه) ص ۳۰

”طراز سخنش بسیار تازه و اشعارش بلند آوازه لطف کلامش از

قیاس افزون جزالت الفاظش از خیال بیرونست.“

در کلمات الشعراء ایشان را شاعر نازک مزاج و خوشخیال بوده. ذکر کرده اند

حتی عبارت مجموعه النفائس نیز قابل ذکر من باشد.

”در درستی مضمون و زبردستی زبان و تازگی خیال میر مذکور مسلم

الثبوت است و همه باستانی او قابل اند.“

در سرو آزاد آمده که ”کلامش لطافتی و عذوبتی دارد. حد مذاقها و لذتی خاص

بخشد“ تقی اوحدی معاصر او و آشنای او بود. او در تذکره عرفات العاشقین، خود

همراه با ”مجموعه کلام همدانی“ از فن ادراک عالی شان نیز تعریف نموده است تقریباً

هر تذکره نگار صلاحیت شعری ایشان راستوده است. که تفصیلات همه شان در

تذکره شعر ای کشمیر، موجود می باشد.

میر الهی شاعر بی نظیر بود. صاحب شمع انجمن می گوید که دیوانش پنج

هزار بیست دیده شد. کلیات او مشتمل هر غزل، قصائد، مثنوی، رباعی، ترکیب بند

و ترجمیع بند است هیچک از آثار نظم و نثر الهی تاکنون چاپ نشده است:

هست نظم حسن ما روی شما دیوان ما

انتخاب جمله دیوانهاست دیوان ما

شاهجهان يك امير معروف بنام ظفر احسن خان داشت او هم جناغ شاهجهان

است. و شاه جهان مجدداً در سال ۱۰۴۲ هـ وی را فرماندار کشمیر منصوب کرد.

ظفر احسن خان با اجازه شاهجهان میر الهی را همراه خود بکشمیر برد و او علاوه

بر سرپرست و شاعر بودن بر سرپرست و شاعر بودن، هم مشرب و هم راز میر الهی

بود. محرومیت فضای دلکش و صفای ایران در سرزمین شاداب کشمیر تلافی می شد.

عمادالدین اینجا خوشحال و مطمئن بود. در نواحی شهر يك باغ زیبایی را بنام نمود

که بنام باغ الهی شهرت یافت.

گریبان می کشد خواهی نخواهی

بسوی خود مرا باغ الهی
فلك آشفته بود از بهر سالش
ملك گفتا بگو باغ الهی

۱۰۵۰ هـ

باغ الهی ده کیلومتر دور در شمال شهر سری نگر واقع است. مولف تاریخ
حسن می نویسد:

”الهی باغ قرین موضع بچه پوره علاقه آردی از تعمیرات شاه جهان
مشهور است. چهار طبقه داشت. نهر شاهی میان آن جاری بود و از راه
بوته کدل بسواری سفینه تا الهی باغ می رفتند.“

باغ الهی تاحال درختهای چنار چیزی از آن باغ باقی نه مانداست.

آنرا نیز باغ چنار می گویند. تا سال ۱۹۳۳ م این باغ يك درخت قدیمی چنار
۴۸ پا بلند داشت. ایشان ۱۵ سال آخر حیات خود را در این باغ با آسودگی تمام
سیری نمودند، کشمیر و رفاقت ظفرخان احسن خان زندگی شان را از هر لحاظ
خوشحال ساخت. در حالیکه اینجا شعر امانند عرفی و نظیری یاصائب و کلیم
موجود نبودند، اما با وجود آن يك حلقه شعراء اینجا در تخلیقات خود سرگرم بوده.
و مجالس شعری برپا می شدند. ایشان در آسودگی همین محل به آرام ابدی فرو
رفتند. میر الهی نیز همانند نظیری نیشاپوری و شیخ علی حزین سپرد خاک هند شد.
او شخصی درویش و آزاد منشی بود 'صلح کل' خووسلیقه شان بوده. ایشان حسینی
و نیز سخاوت مند بودند:

نه رافضی نمنافق نخارجی هستم
که هر سه بیزم دوزخ بروز عفرانند
همه ستایش یارانِ مصطفی^ص شده ایم
و گرچه گویم الهی که مومنم خوانند
محمودم از سعادت نور محمدی^ص

در ملت صحابه و آل پیمرم
 اول تصور ایست کز ادراک عقل زاد
 تصدیق بر خلافت صدیق اکرم
 سنی دلم و زبانم شیعی باعلی
 خلق گویو که من بعالم معنی دو پیرکم

تُریاق من محبت فاروق اعظم است. درغزل الهی بیتی دارد که نمایا نگر این
 حقیقت است که او شیعه نبود است. به شعر زیر توجه فرمائید:
 چهاریار که بهشت آسمان ایمانند
 بنای کعبه دین را چهارارکانند

نیز دایلی از جرأت اظهار شان می باشد علت نقطوی بودن شان معلوم نیست.
 قطع نظر از عقاید، ایشان هنرمندی بزرگ در شعر بودند مجموعه کلام شان که دار
 ای بیش از چهار هزار شعر بود بچاپ نرسید. جالب توجه اینکه در حالیکه شعر و
 ادب فارسی در ایران به اوج و ارتقا رسید، اما عجب اینکه ساز و سامان نقد و انتقاد
 آن درهند فراهم آورده. گویانکه بخاطر شناخت و ادراک ادبیات و برای تشخیص
 منصب و مراتب فنکاران زمینه و میزان در هند تعیین می شد. لباب الالباب از عوفی
 نه تنها تاریخ ادبی است بلکه سرنوشت ادراک سخن شمرده می شود. حتی تذکره
 های دیگری نیز اینجا نه نگارش آمدند. و اگر منصوبه میر عماد الدین الهی بپایه
 تکمیل رسیده بود، آن شاید بعنوان بهترین تذکره در ادبیات فارسی تلفی می
 شد. مولف جلو تراز در گذشت خود توانست فقط احوال فنکاران متقدمین را ثبت
 کند، و متاسفانه نتوانست فرصتی را برای ثبت احوال و خدمات متوسلین و متاخرین
 بدست آورد. او به شاه جهان دسترسی داشت و حتی امراء و اکابر قابل رسائی او بودند.
 او برفن شاعری تسلط و مقبولیت داشت. تقریباً هر تذکره نگار از صدق دل به استعداد
 شاعری شان معترف می باشند. اما تعجب اینکه آنها از تذکره او ذکری نمی کنند. فقط
 "سیفه خوشگو" ذکری از این تذکره بمیان آورده. معاصرین متعددی دیوان وی را

مشاهده کرده اند. و این تذکره يك گنجینهٔ بیشه‌های این تذکره مهم محسوب می شود. نسخهٔ برلن انتهای آن است. ان نقش اول و ناتمام نیز بوده اما با اختتام و حرف آخرش تلفی می شود. و این نسخه از چندین لحاظ نیز اهمیت زیادی دارد. نسخهٔ برلن فاقد هر دو مقدمه (پیش گفتار) و ترقیمه است در حالیکه نسخهٔ شخصی ام داری مقدمه نیست اما با ترقیمه بر خوردار است. چند صفحه ابتدائی از بین رفته اند. اولین اندراج مخطوطه از بوعلی سینا است و متن دو شعر اولیه بحسب ذیل است.

خوب تراندر جهان از من چه بود هیچ کار
دوست رود نزد دوست، یار رود نزد یار
آن همه اندوه بود این همه شادی
آن همه گفتار بود این همه کردار

بعد از ابونصر جنتی، خواجه ابوالفتح ذکری از ابی احمد بن عبدالله شده است و این مصرع معروف به وی منسوب شده است:

غلطان غلطان همی رود طالب گو

آخرین شاعر یوسف بن شیخ احمدجامی است. نسخهٔ برلن از یمین آغاز شده برهمايون خاتمه می یابد آثار ادبی و احوال شان بوده است، و شاید به همان خاطر آن "خزینة گنج الهی" نامیده شد و با همان اسمی شهرت نیز یافت. دکتر اسپرنگر و استوری در فهرستهای خود همین اسم را ثبت کرده اند، در حالیکه مصنف آنرا بنام "تذکره الهی" تحریر می کرده. اما دکتر اسپرنگر آنرا در میان ذخایر نوابان اوده مشاهده کرده بود که بعداً به برلن منتقل یافت.

بر اساس تفصیلات فراهم شده توسط دکتر اسپرنگر و استوری، محققین زیادی در مور دمیر الهی قلمفرسائی کردند. جدا از نسخه برلن، يك نسخه مهم دیگری زیر نظر اینجانب قرار دارد که فقط آثار است بلکه تکمیل کننده اما در این نسخه در زیر حرف آخر یعنی "ی" تذکره از هفت شاعر شامل شده است که عبارت انداز فرزدق

یمینی، یوسف بن محمد دربندی، یوسف بن نصران کاتب، یوسف همدانی، یوسف سلمی، یوسف بن الیاس، یوسف بن شیخ احمد جامی، که ۳ شعرا از غزل ایشان در اینجا شامل شده اند. "بعد از جان و دل از مهر و وفا بسته کمر کو" ترقیمه دارای عبارت ذیل می باشد:

"تمام شد این دفتر اول از تذکره الهی که در ذکر متقدمین شعر ای علیین مکان را. روز دوشنبه شوال بتاریخ هزار و شصت و پنج و مولف ابن تذکره الهی که عمادالدین محمود المتخلص بالهی ابن امیر حجت الله اسعد آبادی الهمدانی

مژده خوش داد مرا بلبلش

بایتمای بنشانیم گلش" ۱

تحریر ترقیمه حایز اهمیت زیادی می باشد. از دفتر نخست نفس مطالب طرح اشکار می گردد. آن شاید اولین قسمت مشتمل بر متقدمین باشد. تاریخ قطعی اختتام تذکره نیز از آن به اثبات می رسد. قبل از آن در هیچ جاذکری از دفتر اول و تاریخ تکمیل آن در اطلاع موجود نمی باشد. بر اساس همان متن است که راجع به خود میرالهی، و وطن شان بیک نظر قطعی دست می یابیم. و تا قبل از آن اختلاف زیادی در قبال این امور وجود داشت. و تمام مواد مذکور از طریق ترقیمه مورد نظر قابل تشخیص بوده اند.

از عبارت: "بی لالی اصفهانی نوکر نورجهان بیگم بوده چو کاتب درگه بادشاه بود" تحریر شده بر کتاب کاتب و کتابدار شاهی بیگم، بی لالی اصفهانی به اثبات می رسد که نسخه برلن زینت کتب خانه سان بوده. بیگم نورجهان در سال ۱۰۵۴ ه مطابق ۱۶۴۵ م درگذشت. می توان یقین کرد که مخطوطه برلن قبل از سفر کشمیر تحریر شده باشد. نیز یقین می رود که نسخه شخصی ام همان زمان تکمیل شده باشد. اما همه شان احتمالات می باشند، و فقط عالم الغیب از آن بهتر آشنا باشد. حقیقت هرچه بود. بر اساس تحقیقات بعمل آمده تاکنون باید ادعا نمود که این همترین نسخه واحد تذکره الهی است که سرشار از آگاهی علم و ادب کمتر از کشکول

۱ تذکره الهی نسخه مرتب، ص ۷۰۱

يك شخص درویش نبوده است. دکتر اسپرنگر از اسم چهار صد شاعر درج شده در نسخه برلن ذکر برده است. "گنجینه الهی دار ای بیوگرافی حدوداً ۴۰۰ شاعر فارسی به ترتیب الغباء می باشد." درحقیقت تعداد شعراء تقریباً ۵۵۳ است.

در نسخه خطی مورد نظر ترجمه تقریباً ۷۲۸ شاعر آمده است این نسخه خطی مشتمل بر ۳۵۰ ورق یعنی ۷۰۱ صفحه می باشد. و هر صفحه داری ۱۵ سطر است. کتابت آن به نستعلیق می باشد. اندازه عادی کتاب ۴ X-۱۹ انچ می باشد. اسماء گرامی شعرا برنگ قرمز بطور آراسته نوشته شدند. متن زیادی کرم خورده است و آن بدو جلد صحابی شده است. جلد اول از حرف 'الف تا غ' و جلد دوم شامل 'ف تا ی' است کاغذ، خطاط، مرکب و سبک خط در سراسر نسخه یکی است. در حالیکه در نسخه برلن دو قلم و دو اندازه خطاطی دیده می شود. عبارات نثری در مورد شعراء بسبک نسخ می باشد در حالیکه اشعار بخط نستعلیق مرقوم شده اند. اما عبارتهای درج شده در حواشی از طرز شکسته خفیف و نه زیاد می باشند در عهد شاه جهان خط شفیعاً خط شکسته رائج شده بود، اما راقم احساس بر آن می کند که هر سه خط از میرالهی همدانی می باشند، در این زمان مهارت در طرز خط نسخ و نستعلیق عام بوده. و مصنف بخاطر ایجاد امتیازی احتیاطی را رعایت نمود که تفاوتی میان تحریر نثر و در انتخاب شعر قابل ادراک باشد. نستعلیق بکار برده شده برای اشعار همانند خط نسخ شخصی ام می ماند، هر دو شبیه هم هستند. و این دلایل داخلی نیز از ما رهنمائی می کنند، بهر حال حقیقت امر آن است که نسخه برلن به یقین کامل مرقومه مولف مابوده است و در این نسخه هیچ صفحه خالی وجود ندارد. در حالیکه در نسخه برلن بیش از در دوازده (۳۴) صفحه خالی مانده یا فقط بر آن تحریر شده است که شاید قرار بوده بعداً یرشوند سراسر نسخه دار ای حواشی زیادی می باشد. در حالیکه مخطوطه مورد نظر با رعایت و اهتمام زیادی تحریر شده است. و ظاهراً اشتباهی در متن آشکار نیست. بی راه روی در اندراج اشعار مشاهده نمی نمود. اما صحت متن و سلیقه مخطوطه حتمی است. در تذکره بعضی شعراء افراط اشعار اعتدال تذکره را مجروح ساخته است. مثلاً بیش از يك صد شعر از اسعد

نقل شده اند. از يك سو اشعار حجت، حسن، رودکی، سعدی، منصور شاه سخا، خواجه دهقان علی، حکیم ابوالقاسم و غیره طول زیادی داده شده در حالیکه راجع به ترجمه عمر خیام چندی ننوشته شده. فقط اشعار برگزیده شامل آن بوده، و اغلب جاهای اختصارات به کار برده شده و اشعار زیاد غیر مطبوعه شده اند. ذکری از شعراء فنکاران نیز در جاهای مختلف دیده شده، مثلاً حدیقه سنائی، کشف المحجوب، لمعات، تحفة العراقین گرشاپ نامه، زاد المسافرین، صفحات الارض، روضة الصفا و غیره قابل ذکری باشند.

میرالهی از پیش روان خود استفاده زیادی برده است و کراراً به عوفی اشاره نمود. اما اسم تذکره شان را در همه جامانند آن علامه شبلی اشتباه می نویسد. لب لباب آن در ذهن شان گرفته است. عطفی از تقی اوحدی، دولت شاه، نظامی عروضی و غیره اکثراً بمیان آمده است. و پیروی از عوفی را مستند شناخت و در جاهای متعدد اشعار خود را نقل کرده است. نسخه مذکور دارای انکشافی نیز می باشد که میرالهی شرح حال دیوان فرخی را تحریر کرده که تذکره آن در جای دیگری پیدان نیست. لطفاً به آن عبارت توجه نمائید:

”مجموعه نادانی الہی الحسینی الہمدانی که جامع تذکره الہی است.

شرح بران دیوان نوشته.“ ۱

در این تذکره موارد زیادی نیز موجود می باشند که وسعت نظر مواف را آشکار می سازد. در ترجمه شیخ جمال الدین هانسوی تحریر شده آن محل در نزدیکی حصار واقع است، محلی که در سرحد (مرز) مردم باغی و سرکش وجود دارند که برای سرکوبی شان پادشاه دهلی مجبور به لشکر کشی می شود.

اسامی چند نفر شاعر هندی همراه باشعراى ایرانی نیز شامل آند که شیخ حمید الدین ناگوری، شیخ بوعلی شرف پانی پتی، مسعود بن سعد سیال کوتی، علاؤ الدین دهلوی، مغیث الدین هانسوی، نظام الدین دهلوی و غیره قابل ذکر می باشند. نیز تذکره

۱ تذکره الہی نسخه مرتب

چند تن بانوان در آن مشاهده می شود. که در مورد دختر کاشغری نوشته شد:
 "از مغنیان خاص طغانشاه بن محمد الموید بود و این رباعی را در
 مرثیه او سروده. از مرگ تو ای شاه سیه شد روزم."

نیز تذکره مختصری از مطرب سمرقندی موجود می باشد همچنین احوالی از
 علماء و مشایخ، حکما و صوفیا در آن مرقوم شده اند. میرالهی در جاهای متعدد اشعار
 خود را بطور مثال نقل کرده است. در حالیکه اشتباهات عادی تذکرات در آن موجود
 است اما باز هم حوصله تذکره نگار قابل رشک می باشد که یک شخص واحد در اهتمام
 فهرست جامع شعرا گرد آوری اطلاعات و استناد تخلیقات در انتخاب و انتقاد همت و
 حوصله خود رابه اثبات می رساند متأسفانه آن یک پیشنهاد تا بهنگام بود که سرنوشت
 تاریخ ادبی را از التفات عموی محروم نگه داشته و گرنه گومیرالهی از لحاظ شعری کمی
 ضعیف بود اما در مورخین و محافظین تاریخ ادبی بامقام ممتاز و باوقار برخوردار بود. و
 اگر فردوسی و انوری و سعدی تثلیث تخلیق تلفی می شوند، عوفی و اوحدی و الهی سه تن
 پیمبر تاریخ و نقد شمرده می شوند و شکی در آن وجود ندارد.

□□

مقدمہ

میر عماد الدین محمود الہی الحسنی ہمدانی شاہانہ سرپرستی، خوش حال زندگی اور گراں قدر سرمایہ شعری کے باوجود زندگی کے شب و روز کی حکایتِ دل نواز قلم بند نہ کر سکے۔ وہ تمام عمر دوسروں کی داستانِ حیات اور تخلیقات محفوظ کرنے میں منہمک رہے۔ مگر اپنے بارے میں ان کی بے گانگی اور بے نیازی حیرت فرور ہے۔ تاریخِ پیدائش پر بھی توجہ نہ دی۔ اس زمانے میں دربارہٴ خود لکھنا شرفا کا شیوہ گفتار بھی نہ تھا۔ الہی ہمدانی قدروں کے پاس دار اور باوقار شخصیت کے مالک تھے۔ امر او سلاطین کی ہم نشینی نے کردار و مزاج کی تربیت کی تھی۔ طبیعت میں اکرام و ارجمندی کے عناصر کا درآنا فطری تھا۔ ان کی سن پیدائش کے بارے میں حتمی رائے نہیں دی جاسکتی۔ تذکرے میں صرف ایک جگہ اشارہ ہے کہ انھوں نے آگرہ میں ہندی دوستوں کی پر لطف محفل میں تیس سال کی عمر میں پہلی بار شراب نوشی کی۔ وہ آگرہ پہلی بار ۱۰۲۱ھ اور دوسری بار ۱۰۲۳ھ میں تشریف لائے۔ دوسری آمد کے دوران تذکرے کا آغاز ہوا۔ اس تحریر کو پیش نظر رکھیں تو ان کی ولادت ۹۹۴ھ میں ہوئی ہوگی۔ یہ بات ان کی خودنوشت تحریر کے حوالے سے یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے۔ تذکرے میں مولانا آگہی کے ذکر میں یہ دلچسپ انکشاف حاشیے کی تحریر میں موجود ہے۔

”آگہی، طرز او فریاد میکند کہ از شعرای زماں سلطان حسین میرزا است اما حال باو بود و چنانکہ وقتی مولف اس تذکرہ الہی در... ہندوستان با جلیس نشینہ بود و شیشہ صہبا بر پای ایستادہ و حجاب عقل از پیش خاستہ۔ گلہ از وضع بیفتند۔ سای خود نمودہ گفتتم کہ روزگاری سالہ بر من بہ گذرد، ہرگز دستم بہ پیمانہ آشنا نبود، امروز بقاضای مشرب اہل ہندیاں الاکیش افتادہ ام، و عمری بیہودہ می گزارم۔“ ۱

۱ تذکرہ الہی (برلن)، ص ۴۵

اس اقتباس سے ان کے سن ولادت، شراب نوشی کی ابتدا اور ہندوستانی معاشرے پر روشنی پڑتی ہے جس نے الہی ہمدانی کو حلقہٴ مے نوشاں کی دوستی سے نوازا اور ارتکابِ نائے و نوش سے عمرِ رائیگاں کو روشناس کیا۔ یہ ایسی نامبارک ساعت تھی کہ عمر بھر نہ اس کا شمار کیا اور نہ موصوف کو اس سے رستگاری حاصل ہوئی۔ زندگی ساغر و مینا کی سرشاری میں گزری الہی نے ساقی نامہ لکھا ہے جو شعرو فن کی لطافتوں سے لبریز ہے۔ شراب کی سرمستیوں کے ساتھ ایک قطعہ میں کیف آگے سرشاری کا ذکر کیا ہے:

بدہ سے کہ عیشِ جوانی کند غم در عدم زندگانی کند
 زغم سخت جاں گشتہ ام این قدر کہ مغزم بود استخوانی دگر
 بیاساقی آل ساغر پر شراب کہ داغست از و چشمہ آفتاب

الہی کی زندگی کے خط و خال کا بہت ہلکا پرتو کہیں کہیں تذکرے میں موجود ہے جو جزوی طور پر بعض اہم اور غیر اہم واقعات پر روشنی ڈالتا ہے۔ لیکن تفصیلات سے محرومی کا احساس بھی بڑھتا جاتا ہے۔ اس طرح کے واقعات کا حوالہ تذکرے کی مدد سے کہیں کہیں شامل تحریر ہے۔ اگرچہ ان سے رودادِ زندگی کی حقیقی تصویر نمایاں نہیں ہوتی۔ تاہم غنیمت سمجھ کر ان سے رجوع کیا گیا ہے۔ مذکورہ بالا اقتباس الہی کی سرنوشتِ زندگی کے مطالعہ میں بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ شراب نوشی سے کردار و گفتار کے طور طریقوں میں تبدیلی واقع ہوتی ہے اور شخصی کوائف کی باز آفرینی میں زندگی اور کائنات سے متعلق تصورات کی تفہیم آسان ہو جاتی ہے۔

میر الہی کے نام و نسب کے بارے میں تذکروں اور تاریخی کتابوں میں خاصا اختلاف ہے۔ حیرت ہوتی ہے کہ معاصر شہادتوں کے باوجود اتنا اختلاف کیوں ہے؟ تقی الدین محمد اوحدی حسینی (۹۷۳-۱۰۴۰ھ) میر الہی کے دوست اور معاصر ہیں۔ آگرہ کے قیام میں دونوں میں بڑی رفاقتیں رہیں اوحدی نے اپنے مشہور تذکرے ”عرفات العاشقین“ میں لکھا ہے:

”نام وی میر عماد الدین محمود بن میر حجت اللہ اسعد ابادی است۔“^۱

سراج الدین علی خاں آرزو نے بھی اوحدی کی تصدیق کی ہے۔ اس شہادت کے بعد بھی اختلافات در آئے ہیں۔ مآثر الکرام، خلاصۃ الافکار، نتائج الافکار، کلمات اشعراہفت آسماں، آتش کدہ، مراۃ الخیال، مخزن الغرائب، مآثر الامراء، مآثر رحیمی، بزم تیموریہ، واقعات کشمیر، بہارستان سخن، عمل صالح وغیرہ کئی کتابوں میں صرف میر الہی لکھا ہوا ہے۔ دوسری کتابوں میں میر عماد الدین محمود لکھا ہے۔ جیسے شمع انجمن، مجموعہ النفاہس،

^۱ عرفات العاشقین، ورق ۱۳۲

ریاض الافکار وغیرہ، ہمیشہ بہار اور سفینہ خوش گو میں یہ غلط اندراج موجود ہے کہ ان کا نام میر صدر الدین محمد علی ابن محمد شیرازی اسعد آباد ہمدان کے رہنے والے تھے اور ۱۰۱۰ھ میں عہد اکبر بادشاہ میں ہندوستان آئے۔ یہ الہی دوسرے شخص ہیں، جنہیں جہانگیر نے ”مسح الزمانی“ کا خطاب دیا تھا کیونکہ یہ طبیبِ حاذق تھے اور شاعر بھی۔ الہی تخلص لکھتے تھے۔ اوحدی نے دونوں الہی کا ذکر الگ الگ کیا ہے۔ ان سب حوالوں سے قطع نظر تذکرے کے دونوں حصوں میں میر الہی نے خود اپنا نام جگہ جگہ درج کیا ہے۔ ذاتی مخطوطہ میں ترقیے کی عبارت تو بہت واضح اور دو ٹوک ہے، جس کے بعد کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی:

”مؤلف اس تذکرہ الہی عماد الدین محمود المتخلص بالہی الحسنی ابن امیر حجت اللہ اسعد آبادی

الہمدانی است۔“ ۱

اس تحریر سے ان کے نام کے ساتھ ان کے والد بزرگوار اور جائے پیدائش کے بارے میں بھی حتمی فیصلہ ہو جاتا ہے جن کے سلسلے میں اختلاف ہے۔ بیشتر کتابوں میں اسعد آباد لکھا ہے جب کہ اوحدی نے اسعد آباد درج کیا ہے۔ ترقیے میں اسعد آباد ہی درج ہے۔ اسعد آباد بھی مناسب نہیں ہے۔ اسعد آباد ہمدان کا نواحی علاقہ ہے۔ ہمدان سے الہی نے اپنی نسبت دی ہے:

در مناقب است الہی کلام من
وز سلک عارف ہمدانست گو ہرم
از نورلم یزل قلم صنع در ازل
بر لوح دل نگاشته اللہ اکبرم
محمودم از سعادت دین محمدی
در ملت صحابہ و آل پیبرم ۲

”ذکر الصالحین“ میں عبدالرزاق قادری نے سلسلہ نسب کی کچھ تفصیلات دی ہیں۔ ترقیے کی تحریر میں ان کے والد کا نام بھی بہت واضح ہے۔ امیر حجت اللہ الحسنی لکھ کر الہی نے تمام شبہات کا ازالہ کر دیا ہے۔ انہوں نے والد سے مروجہ علوم سیکھے۔ مزید حصول علم کے لیے شیراز و اصفہان کا سفر بھی کیا۔ عربی و فارسی میں دسترس حاصل کی اور شعر و ادب کے ذوق نے تخلیق و تاریخ کے شعور کا اضافہ کیا۔ شاعری میں انہیں شہرت حاصل ہوئی۔

۱ تذکرہ (مرتب) ص ۷۰

۲ دیوان الہی، رام پور، ص ۴۳

امرا و سلاطین نے قدر دانی کی۔ وہ خوش نصیب تھے کہ انھیں سرکار و دربار میں شرف یابی حاصل تھی۔ ان کے ممدوحین کی ایک قابل ذکر تعداد ہے جن کا ذکر شعری تخلیقات میں ملتا ہے۔ زیادہ تر قصیدوں میں ممدوحین کی توصیف کا تذکرہ ہے، جیسے جہاں گیر، شاہ جہاں، ظفر خاں احسن، مہابت خاں، غازی ترخاں و قاری وغیرہ۔ الہی نے قصیدوں میں اخلاق و احتیاط کا دامن نہیں چھوڑا۔ مدح و ثنا میں مبالغہ سے کام نہیں لیا اور نہ جھوٹی تعریف کی بہ قول ”شاہ جہاں نامہ“ الہی در قصیدہ قصیدہ ہای نیکوی کند“^۱ سے بھی اس خیال کی تصدیق ہوتی ہے۔ یہ فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ وہ دربار سے منسلک تھے اور وہاں کی مجبوریاں بھی وفاداریوں میں شامل تھیں۔

میر الہی کی خوش بختی تھی کہ وہ جہانگیر و شاہ جہاں کے عہد حکومت میں تھے۔ مغلیہ دور کا یہ سب سے سنہرا زمانہ تھا۔ سکون و شادمانی کے ساتھ فن کاروں اور اہل علم کا حلقہ چمن درچمن بکھرا ہوا تھا۔ الہی کے معاصرین میں علما و فضلا کے ساتھ شاعر و ادیب، امر اور اکابرین سلطنت کے علاوہ نابغہ روزگار اشخاص کا اجتماع تھا۔ الہی نے ان سے استفادہ کیا اور سرخوشی بھی حاصل کی۔ معاصرین میں ایران و ہند کے علاوہ کشمیر کے کئی سخنوروں نے ادب و زندگی کو آب و تاب بخشی۔ چند معاصرین کا ذکر بے جا نہ ہوگا۔ جیسے غنی کشمیری، محمد جان ملا شاہ بدخشان، طغرانی مشہدی، خواجہ محمد اعظم قدسی، تقی اوحدی، شیدائی فتح پوری، حکیم حاذق، شکیبی اصفہانی، آقارضی، مرشد بروجردی ملا شکوہی، ذوقی اردستانی، طالب آملی، سراج الدین آرزو، حکیم شرف الدین حسن عوفی، شفقانی اصفہانی وغیرہ۔ آخر الذکر سے اصفہان میں اکثر شعری محفلوں میں ملاقات رہتی۔ ان کے اشعار کا انتخاب بھی روابط پر روشنی ڈالتا ہے۔ تقی اوحدی کی دوستی تو مشہور تھی۔ تذکرے میں بار بار اوحدی کے تذکرے کا حوالہ دوستانہ مراسم کا اظہار ہے۔ اسی طرح عوفی یا دوسرے حوالے بھی خالی از عقیدت و محبت نہیں ہیں۔ میر الہی کے معاصرین اور ما قبل کئی شعرا گزرے ہیں جن کا تخلص الہی ہے۔ لیکن الہی کو جو تشخص حاصل ہے، وہ دوسروں کو نہ مل سکا۔ مثال کے طور پر چند نام حسب ذیل ہیں: الہی اسدآبادی، الہی اصفہانی، الہی دیلمی، الہی سماوی، الہی تبریزی، الہی اللہ آبادی، الہی گیلانی، الہی شروانی، الہی شیرازی، الہی قندھاری، الہی کاشانی، الہی ہندی وغیرہ۔ بعض کا ذکر تذکرے میں موجود ہے۔ میر الہی ہمدانی کے کچھ اور امتیازات ہیں، جن کی بنیاد پر وہ انفرادی شناخت رکھتے ہیں۔ مگر تخلص کی کثرت کے سبب مغالطے بھی پیدا ہوتے ہیں۔

الہی کا مولد و مسکن ہمدان ہے:

در مناقب است الہی کلام من و ز سلک عارف ہمدانست گوہرم ^۲

^۱ شاہ جہاں نامہ، جلد ۳، ص ۲۱۵

^۲ دیوان الہی، رام پور، ورق، ص ۳۳

تذکرے میں کئی بار ہمدان کا ذکر کر کے انھوں نے ایک بڑی غلط فہمی کا ازالہ کیا ہے۔ ان کے معاصر اور بعد کے دوسرے تذکرہ نگاروں نے انھیں اسعد آبادی ہی تسلیم کیا ہے جیسے تذکرہ والد داغستانی، عرفات العاشقین، مجموعۃ النفائس وغیرہ۔ لیکن تذکرے میں قطعی طور پر اس بارے میں اشارہ کیا گیا ہے۔

ہمدان علم و ادب کا گہوارہ رہا ہے کئی اکابر علماء و ادبا کی نسبت سے یہ شہر مرکزِ نور بھی تھا۔ الہی کے والد بزرگوار بھی ایک معروف شخصیت کے مالک تھے۔ ان کا نام امیر حجت اللہ الحسینی تھا۔ ڈاکٹر اشپرنگر اور اسٹوری دونوں نے ان کا نام حجت الدین لکھا ہے۔

وہ ایک عالم اور ادیب کی حیثیت سے خواص و عوام میں متعارف تھے۔ الہی بھی سرمایہ پداری سے سرفراز ہوئے۔ ان کی علمی سرپرستی میں ان کے والد نے کما حقہ کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ حصولِ علم کے لیے الہی نے کئی سفر کیے۔ ابتدائی تعلیم والد کے علاوہ مقامی مدرسوں سے حاصل کی۔ سولہ سال کی عمر یعنی ۱۰۱۰ھ میں حصولِ علم کے لیے شیراز کا سفر کیا۔ تقریباً ساڑھے تین سال تک وہاں شاہ داعی کی خانقاہ میں قیام کیا۔ کسی حد تک علم کی تکمیل یہیں ہوئی۔ ذوقِ تخلیق کو یہیں جلا ملی۔ شعر و شاعری سے حد درجہ شغف پیدا ہوا۔ شیراز کی سرزمینِ شعری قوتِ سمو سے شاداب تھی جو الہی کو بہت راس آئی۔ یہاں سیکڑوں شعرا کا کلام دستیاب تھا۔ الہی نے ان سے خوب استفادہ کیا اور کئی ہزار اشعار کا انتخاب کیا۔ اس ذوقِ انتخاب نے انھیں تذکرہ نگاری کا شوق دلایا۔

ایک قبوہ میں خانے میں ان کی شاعری کا تعارف ہوا اور ان سے تخلص کے بارے میں بھی دریافت کیا گیا۔ ایک تذکرہ نگار (نصر آبادی) نے لکھا ہے کہ اصفہان کا سفر معاش و معیشت کی تلاش میں تھا۔ کلام سے اندازہ ہوتا ہے کہ غالباً انھوں نے کعبہ شریف کی بھی زیارت کی تھی۔ اشعار کے علاوہ کہیں اس کا ذکر نہیں ملتا:

ز اصفہان روم آہنگ حج کناں حجاز
کہ طوفِ کعبہ دہد زینتِ مسلمانی
رتم چوسوی کعبہ الہی ز کوی دیر
رحمت در انتظار گناہم نشستہ بود
در مدینہ گر بمیرم ترتم گردد فلک
نقشِ نعلین رسول اللہ شود جو زای من ۲

۱ A Catalogue of Arabic, p.435

۲ دیوان الہی، برٹش میوزیم، ص ۴

بیشتر تاریخوں میں لکھا ہے کہ میرا الہی نے ہمدان سے بعض وجوہ کی بنا پر ہندوستان ہجرت کی۔ ایک وجہ تو تلاشِ معاش تھی جس کا ذکر خود میرا الہی نے کیا ہے:

”از حرص مال مائل ہندوستان شدم، ویں مسند دل سیہ جگرم خوردہ خمرہ دار۔“

گویا جان کی اماں کی خاطر قندھار آئے۔ قصد تو ہندوستان کا تھا۔ یہاں مرشد بروجرئی کے وسیلے سے قندھار کے صوبہ دار میرزاغازی ترخان کی سرپرستی حاصل ہوئی۔ میرزاغازی کی دل داری بہت کام آئی۔ ہجرت کا بڑا سبب الہی کا عقیدہ تھا جو وبالِ جان بنا۔

یہاں جہانگیر کی فرماں روائی تھی۔ ایرانی شعرا و حکما کی ایک معقول تعداد بڑی امیدوں کے ساتھ ہندوستان میں داخل ہوتی رہی۔ مہاجریت کا یہ سلسلہ بہت دنوں تک چلتا رہا۔ فارسی کے شعرا و ادب کے اکابرین کی آمد نے یہاں کی علمی و ادبی فضا بدل دی۔ اس سفر کے دوران میرا الہی نے کچھ دنوں کے لیے قندھار میں قیام کیا۔ ۱۰۲۰ھ کی بات ہے کہ قندھار میں میرا الہی میرزاغازی ترخان و قاری کی ملازمت میں رہے اور پھر ہندوستان آئے۔ قندھار کے زمانہ قیام کے تاثرات اشعار میں ملتے ہیں:

ملک بخشی کر طلوع آفتاب رایتش
شد جہاں را مشرقی دیگر زمین قندھار
چوں سزاوار نزول تست ملک قندھار
سایہ معموریش بر تارک لاہور باد
خوش آنکہ در جہاں یادر اصفہاں گویند
الہی از طرف قندھار می آید

میرا الہی قندھار میں مختصر قیام کے بعد ۱۰۲۱ھ میں آگرہ وارد ہوئے۔ وہ ۱۰۲۲ھ سے ۱۰۲۳ھ تک مہابت خاں کی ملازمت رہے۔ یہاں تقی اوحدی سے بھی کبھی کبھی صحبت رہتی اور شعر و سخن کا تذکرہ ہوتا۔ الہی کے ذوقِ تخلیق کو ایک نئی جلا ملی۔ اوحدی کے تذکرے نے میرا الہی کو کسی حد تک متاثر کیا۔ تقی اوحدی نے ان پر لطف یادوں کو قلم بند کیا ہے کہ دونوں میں شعری تبادلے بھی ہوتے تھے کیونکہ وہ دونوں آگرہ میں ایک ساتھ ہوتے میرا الہی اپنی تازہ تخلیق سے نوازتے اور وہ بھی جواباً کچھ پیش کرتے۔ میرا الہی کی زندگی کا یہ بڑا پرسکون اور خوش گوار دور تھا۔ امر او سلاطین سے انھیں قرب اور ان کی محفلوں میں باریابی حاصل ہوئی اور ان کی شہرت میں روز افزوں ترقی ہوتی گئی۔ جہاں گیر کے دربار تک رسائی ہوئی اور شاید حرم تک بھی شنائی حاصل ہوئی۔ بیگم نور جہاں کی کتاب دار کی

عبارت سے ظاہر ہوتا ہے۔ میرا الہی نے جہانگیر کے نام سے طلائی سکہ جاری ہونے پر تہنیتی اشعار پیش کیے۔ اس پہلے سفر میں میرا الہی پورے تین سال بھی نہ رہنے پائے تھے کہ انھیں آگرہ سے کابل واپس آنا پڑا۔ وہاں کابل کے صوبہ دار بیگ مہابت خاں (متوفی ۱۰۲۵ھ) کی ملازمت اختیار کی اور آسودہ زندگی گزارنے کا موقع ملا۔ یہاں اہل قلم کی موجودگی سے بڑی تقویت حاصل ہوئی۔ مہابت خاں کی ملازمت سے سبک دوشی کے بعد میرا الہی ۱۰۳۳ھ میں ظفر خاں احسن (متوفی ۱۰۷۳ھ) کی ملازمت میں شریک ہوئے۔ ظفر خاں خود شاعر تھے۔ علم پرور اور شعرا کے قدر دان بھی تھے۔

ظفر خاں کابل سے آگرہ بلائے گئے۔ شاہ جہاں کی تخت نشینی کا پہلا سال تھا۔ شاہ جہاں جنوبی ہند کی بعض ریاستوں کی تسخیر کے لیے روانہ ہوئے تو ظفر خاں ان کے ہم رکاب تھے۔ ۱۰۴۰ھ میں فتح کے بعد شاہ جہاں نے بعض علاقوں کو سلطنت مغلیہ میں شامل کر لیا۔ شاہانہ فتح مندی کے استقبال میں میرا الہی نے قصیدہ لکھا جس میں بادشاہ وقت کی مدح کی گئی ہے:

زند کوں بشارت نہ ہندو روم و ختن
کہ شاہ کردبا قبال و تیج فتح دکن
کلید قلعہ احمد نگر ہلالی شد
کہ گفت غرہ ماہ ظفر بدو روشن

میرا الہی کے معاصر ابوطالب کلیم نے بھی قصیدہ میں فتح دکن پر تہنیت پیش کی ہے۔

جہانگیر کا انتقال ہو چکا تھا کہ شاہ جہاں نے ظفر خاں کو کشمیر کی صوبہ داری کے لیے نامزد کیا۔ ظفر خاں نے میرا الہی کو اپنے ساتھ کشمیر لے جانے کی درخواست کی جو منظور کر لی گئی۔ میرا الہی کا یہ تیسرا اور آخری پڑاؤ تھا۔ گویا میرا الہی وارد کشمیر ہوئے۔ وہاں انھیں ایک شاہانہ سرپرستی اور مقرب خاص کی حیثیت سے بڑا احترام ملا۔ ظفر خاں کے والد بزرگوار خواجہ ابوالحسن ترقی بہ طور حکمران یہاں پہلے سے موجود تھے۔ ۱۰۴۲ھ میں بیٹا باپ کے معاون کے طور پر یہاں ذمہ دار بنا کر بھیجا گیا تھا۔ خواجہ ابوالحسن کے انتقال کے بعد بیٹا ظفر خاں کئی سال تک یہاں کی صوبہ داری کا فریضہ انجام دیتا رہا۔ بعد میں ظفر خاں کو ٹھٹھ (سندھ) کی ذمہ داری سونپی گئی۔ وہیں ۱۰۷۳ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ وہ ایک اچھے اور فرض شناس شاعر و سپاہی تھے۔ ان کی فتح مندی پر میرا الہی نے قصیدے لکھے اور مدح سرائی کی ہے۔ میرا الہی ان کے ممنون کرم ہیں انھوں نے ان کے احسانات کا صدق دل سے اعتراف بھی کیا ہے جو کلام میں موجود ہے۔ میرا الہی کی خوش بختی تھی کہ ایک ہر دل عزیز اور باختیار حکمران نصیب ہوا جو ایک زمانے

تک ان کی سرپرستی اور دل داری کرتا رہا۔

میرا الہی شروع زندگی میں در بدری کے شکار رہے لیکن پایاں عمر انھیں جنت نشاں اور ایرانِ صغیر میں پرسکون زندگی گزارنے کے لیے ایک مدت ملی جسے انھوں نے عیش و نشاط کے ساتھ گزارے۔ انھیں کشمیر کی وادی کا پر فضا منظر آسائش دوگیتی سے کم نہ تھا۔ شعور و شوق کی تسکین کے لیے یہاں وافر اسباب مہیا تھے۔ فرحت بخش اور جاں فزا موسم ایران سے کم نہ تھا۔ خشک و ترمیوہ جات کی کثرت تھی۔ دربار دہلی کے اہل ہنر کی کمی تھی الہی کی کوششوں سے شعرو سخن کی محفل آباد ہوئی جس کی نگہداشت ظفر حسن کے ذمہ تھی۔ دیکھتے دیکھتے اہل سخن کی ایک کہکشاں آباد ہو گئی۔

ان کی خوش حال زندگی نے ۱۰۵۰ھ میں باغِ الہی کی تعمیر اور سیرابی کی۔ طرح طرح کے پیڑ پودوں اور نیل بوٹیوں سے اسے آراستہ کیا۔ جو شہر یاروں کی تفریح کا مرکزِ التفات بنا جس کا قدیم چنار ۱۹۳۲ء تک موجود تھا۔ یہ بڑا سایہ دار تھا۔ ۲۸ فٹ تک شاخیں پھیلی ہوئی تھیں۔ وہاں کی دلاویزی نے الہی کو مثنوی کہنے کے لیے مجبور کیا جو قلمی ہے اور کشمیر کے حسنِ فطرت کا انتہائی دل کش مرقع پیش کرتی ہے۔

یہ باغ سری نگر شہر سے تقریباً ۱۵ کلومیٹر شمال کی جانب۔ بچھ پورہ گاؤں کے قریب واقع ہے۔ یہاں عہدِ شاہ جہاں کی تعمیرات ہیں۔ ایک نہر باغِ الہی تک رواں تھی۔ میرا الہی نے خود اشعار رقم کیے ہیں۔

گریباں میکشد خواہی نخواہی بسوی خود مرا باغِ الہی
فلک آشفته بود از بہر سالش ملک گفتا بگو باغِ الہی

پنڈت آنند کول نے اپنی کتاب Archaeological Remains in Kashmir میں غلط

لکھا ہے کہ الہی نے جہانگیر بادشاہ کے حکم پر یہ باغ نور جہاں کی سیر کے لیے تعمیر کرایا۔

میرا الہی کے مرنبی دوست ظفر خاں احسن نے بھی باغِ الہی کی تعریف میں اشعار قلم بند کیے ہیں:

بہشت جاوداں باغِ الہی است کہ دروی باغبانی بادشاہی است
چنار رو کشیدہ سر بکیواں سرو سر کردہ بالا بلندوں
فلک از ہیبتِ سالش رمیدہ زمیں در سایہ او آرمیدہ

دست برد زمانہ سے باغ کے آثار مٹ گئے انسانوں نے بستیاں بسالیں اور گھروندے آباد ہو گئے۔

صفحہ کاغذ پر الہی کی یادگار باقی ہے۔

میرالہی نے اپنی مثنوی میں بھی وہاں کے خوب صورت مناظر کا دلکش مرقع پیش کیا ہے۔ چنار، آبتار، نہر، سیب، کوہ و دمن کا ذکر نظر فروز ہے۔

نخست از فیض بخش آں فیض گیرم کہ جو شد آب حیواں از ضمیرم
چناں دل ریختہ در پای ہر گل کہ گل چنید بجای دانہ بلبل
زندہ قہقہہ لب فوارہ ہموار چو کبک مست در دامان کہسار
چہ نہر آں سلسبیل خلد پیوند ہمیش رشتہٴ عمر ابد بند

میرالہی نے اپنی شاعری میں بھی کشمیر کی خوب صورت منظر نگاری کی ہے۔ خاص طور پر مثنوی میں فیض بخش باغ کی مرقع ساز تصویریں دل کو موہنے والی ہیں۔ یہ مثنوی کشمیر میں محفوظ ہے اور قابل مطالعہ ہے۔ یہ بھی ان کے کلام کی طرح غیر مطبوعہ ہے اور حالیہ دریافت کے طفیل متعارف ہوئی ہے۔ یہ دونوں مثنویاں مختصر ہیں۔ پہلی مثنوی میں ۱۱۶ اوراق اور ۱۴۲۵ اشعار ہیں۔ کشمیر کے باغات کے دل فروز مناظر کے ذکر میں ہے۔ شروع میں بادشاہ وقت شاہ جہاں کی مدح سے مثنوی کا آغاز ہوتا ہے:

جہاں درمہد آسائش از ان است

کہ عہد دولت شاہ جہان است

دوسری مثنوی پانچ اوراق پر مشتمل ہے جو بہت مختصر ہے۔ خط نستعلیق میں کتابت ہوئی ہے اور دیدہ زیب ہے۔ یہ دونوں طویل نظمیں ان کے آثار و باقیات میں تبرک کے طور پر شامل کی جاسکتی ہیں۔ ورنہ ان کا دیوان خود جہان معنی کا گنجینہ تخلیق ہے، جس میں تقریباً پانچ ہزار اشعار موجود ہیں۔ ان میں معروف و متداول شعری اصناف ہیں جیسے غزل، قصیدہ، رباعی، مرثیہ وغیرہ۔ شعری روایت اور عمومی پسندیدگی کے باعث غزل کا حصہ حاوی ہے، خواہ وہ مخطوطہ برلن ہو یا لندن، رام پور۔ میرالہی کی تخلیقی صنایع اور جودت طبع کے ساتھ جذبہ و احساس کی ترجمانی غزلوں میں پورے شباب پر ہے۔ قصیدے کا پر شکوہ اور آہنگ کی بلندی قابل رشک ہے۔ خود الہی کو اپنے شعری کمالات کا احساس ہے۔ تخلیق و تزئین کے ہنر سے وہ مرد خود آگاہ فن کی طرب نا کی پر نظر رکھتا ہے جو سیکڑوں شعرا کے کلام کا مبصر ہو اور فن کی نزاکتوں سے واقف ہو وہ تخلیق کی سرفرازی پر بھی فائز ہوگا۔ یہ تعلق نہیں حقیقت ہے جس کا شاعر کو ادراک ہے۔

ہست نظم حسن ماروی شتا دیوان ما

انتخاب جملہ دیوانہاست دیوان ما

اپنے دیوان کو بہت سے دووین کا انتخاب کہنے والا الہی ہی ہے۔ یہ صرف الہی کا قول نہیں ہے بلکہ بادشاہوں اور امرانے بھی تسلیم کیا ہے۔ سبھی تذکرہ نگاروں نے ان کے کلام کی خوبیوں کا اعتراف کیا ہے۔ شاہ جہاں نامہ میں لکھا ہے:

”طرازِ سخنش بسیار تازہ و اشعارش بلند آوازہ، لطف کلامش از قیاس افزوں، جزالت الفاظش از خیال بیرونست۔“

کلمات اشعرا میں ’شاعر نازک مزاج و خوش خیال بودہ‘ کہا گیا ہے۔

مجموعۃ النفاس کی عبارت بھی قابل ذکر ہے:

”در درستی مضمون و زبردستی زبان و تازگی خیال میر مذکور مسلم الثبوت است و ہمہ باستادی او قائل اند۔“

سر و آزاد میں ہے:

”کلامش لطافتی و عذوبتی دارد حد مذاق ہار الذتی خاص بخشد۔“

تقی اوحدی تو معاصر تھے اور ملاقاتی تھے۔ انھوں نے اپنے تذکرے عرفات العاشقین میں ”مجموعۃ کلام ہمدانی“ کے ساتھ ادراکِ عالی کی بھی تعریف کی ہے۔

تقریباً ہر تذکرہ نگار نے ان کے شعری امتیازات کی داد دی ہے۔ ان سب کی تفصیلات تذکرہ شعرائے کشمیر میں موجود ہے۔

تقی اوحدی نے قیامِ آگرہ میں الہی کے اشعار سن کر پیشین گوئی کی تھی کہ اگر الہی مشقِ سخن کرتے رہے تو بڑا مرتبہ حاصل کریں گے۔ تذکرے میں ذکر ہے:

”اگر تو فنیق مشقِ باید، شاعری بغایت خوب خواهد شد۔ تا غایت دو ہزار بیت گفتہ، ادراکِ درست رسائی

دارد سخن نیز خوب می رسد۔“

”ابر فکر پر از رطوبت، ہر ہر گوئہ سخن قدرتی تماش“ بھی لکھا ہے۔ محمد صالح کنبوہی نے بہت تفصیل سے تعریف

کی ہے۔ شکوہ الفاظ، نزاکت بیان، لطف کلام، تازگی اداء، تازہ گوئی، استعارہ، اشعار بلند، بسیار تازہ، معنی برجستہ وغیرہ

تخصیص و تعریف کے کلمات عمل صالح میں موجود ہیں۔ یہ سب الہی کی شعری صنایع کا اعتراف ہے اگر تذکرہ نظر سے گزرا ہوتا تو شاید اس کی بھی خاطر خواہ تعریف ہوتی۔ احساسِ فخر نے الہی کو تعالیٰ آمیز اظہار کے لیے آمادہ کیا۔

ما از ہمہ کس بیش بہایم الہی
در شہر اگر مردم بیکار فروشند

یوں بھی قصیدہ گوئی خود ستائی کے دروا کرتا ہے، ہجو بھی کہلواتا ہے۔ الہی نے ہجو بھی لکھی جو ان کے شایانِ شان نہ تھی مگر وہ زوال پذیر معاشرے کی نفسیات سے مجبور تھے۔

الہی کے سلسلہ نسب پر گفتگو کرنے والی کتاب ”ذکر الصالحین“ کے مصنف نے لکھا ہے کہ الہی دو بار کشمیر آئے۔ پہلی بار جہانگیر بادشاہ کے ہمراہ آئے تھے اور یہاں کی ہوش ربا فطرت کے مناظر نے الہی کو بہت متاثر کیا۔ یہ بیان غلط اور گمراہ کن ہے۔ خود میر الہی کے بیان سے تردید ہوتی ہے۔ کلام میں ایک شعر ہے جس میں کشمیر کے سیر کی آرزو ظاہر کی ہے۔ کشمیر کا پہلا اور آخری سفر ۱۰۴۲ھ میں ہوا۔ ۱۰۴۲ھ سے ۱۰۶۲ھ تک پورے بائیس سال کی زندگی کا آخری دور وہیں گزرا اور اسی شہر میں وہ پیوندِ خاک بھی ہوئے۔ وہ ایک طویل زمانے تک آتش چنار کی خاکِ ارجمند سے فن کو شاداب کرتے رہے اور وہاں کی قوتِ نمو سے شعر و ادب کو سرشار کر گئے۔ شیخ علی حزیں نے نوخیزوں کی خاطر اپنے وجود کو خاکِ بنارس کے سپرد کیا۔ نظیری نیشاپوری اپنے قبیلہ کشتگاں کی حرمت کے لیے احمد آباد کی مٹی میں مدفون ہوئے۔ میر الہی نے فطرت کے لازوال حسن آفریں منظر کے آغوش میں جسم و خاں کو حوالے کیا۔

کشمیر کے دل فرور منظر و محاکات سے قطع نظر یہاں کے شعرا و علما سے بھی انھیں ایک گونہ محبت اور عقیدت تھی۔ کئی ایک دہلی اور نواح سے یہاں آئے تھے اور ایک بڑی تعداد یہاں کے مقامی باشندوں پر مشتمل تھی جن کی صحبتوں سے الہی کو بڑی طمانیت تھی، ہم عصروں کے ساتھ زندگی لطف و لذت سے لبریز تھی۔

میر الہی کے سال وفات کے بارے میں تاریخ و تذکرے کی کتابوں میں خاصا اختلاف ملتا ہے۔ کئی تذکروں میں ۱۰۶۲ھ درج ہے جیسے شمعِ انجمن ہفت آسمان، نتائج الافکار، سرو آزاد وغیرہ۔ تاریخ حسن، واقعات کشمیر، ذکر الصالحین وغیرہ میں ۱۰۶۳ھ لکھا ہوا ہے۔ خلاصۃ الافکار میں ۱۰۶۰ھ کی تیسری روایت موجود ہے۔ مرآۃ جہاں نما میں چوتھی روایت ۱۰۵۷ھ درج ہے۔ درحقیقت محمد طاہر غنی کشمیری کے قطع تاریخ کی سب سے زیادہ معتبر اور مستند تاریخ ہے۔ باقی تاریخیں غلط ہیں۔ لوح مزار کے کتبے سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ غنی کشمیری کا قطع تاریخ ملاحظہ ہو:

نیست دراز اثر، صحبت او کہ لب گور در آید بہ سخن
بر سر خاک وی، ارباب زماں جامہ پوشیدہ سیہ، چوں سوسن
گفت تاریخ و فاش طاہر برد الہی ز جہاں گوی سخن

دیوان غنی کشمیری مطبوعہ نول کشور لکھنؤ اور سری نگر کی فہرست کتب میں بھی اس قطع سے ۱۰۵۲ اغلط استخراج کا نتیجہ ہے۔ کتبہ مزار کے شعر سے ۱۹۶۳ء نکلتا ہے لیکن الف ممدودہ کے شمار میں ایک کا اضافہ ہوگا جس سے ۱۰۶۴ء ہی صحیح ترین تاریخ نکلتی ہے۔ شعر ملاحظہ ہو:

میر الہی ملک ملک نظم بود در اقلیم سخن بیقریں
سال و فاش طلبیدم ز عقل گفت بگو ”بود سخن آفریں“

۱۰۶۴ھ

۲۰۰۴ء میں کشمیر یونیورسٹی سری نگر میں بحیثیت وزٹنگ پروفیسر میرا تقرر ہوا۔ میرالہی ہمدانی کے مقبرے اور باغ الہی کے آثار نے نیا شوق پیدا کیا۔ میرالہی کی قبر سری نگر کے مشہور اور مرجع خلاق بزرگ شیخ بہاء الدین گنج بخش کشمیری کے مقبرے کے مغربی جانب واقع ہے۔

میرالہی کا مزار ایک صفے پر ابھی تک موجود ہے۔ لوح مزار کا پتھر گر گیا تھا۔ یہاں کئی دوسرے مغل امرابھی دفن ہیں۔ اس صفے پر کئی دیگر قبروں کے ساتھ ایک اور لوح کھڑی تھی جس پر لکھا ہے: ”از جہاں رفت مریم دوراں“ یہ ایک صالحہ اور عابدہ خاتون کی قبر ہے۔ یہ قبرستان تاریخی اعتبار سے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ مغلیہ دور کے متعدد امر اور وسا کے مزارات موجود ہیں۔ کئی اہل فن بھی یہیں مدفون ہیں۔ واقعات کشمیر میں لکھا ہے کہ مصنف خواجہ محمد اعظم نے ۱۱۴۸ھ میں مزار کو دیکھا تھا۔ تاریخ حسن کے مصنف نے ۱۳۱۴ھ تک مزار کے موجود ہونے کا ذکر کیا ہے۔ ۳
شیخ بہاء الدین گنج بخش کے مزار کے مغربی حصے میں الہی مدفون ہیں سری نگر میں یہ کلاں مزار کے نام سے بھی مشہور ہے جو شہر کے شمال مغربی حصے میں واقع ہے جسے ملہ کھا کہا جاتا ہے۔ قلعہ ناگر نگر کی دیوار کے باہر کوہ ماراں کے دامن میں یہ سری نگر کا ایک پرانا قبرستان ہے۔ یہاں شیخ بہاء الدین گنج بخش متوفی ۸۴۹ھ کے ساتھ بہت سے علما و مشائخ بھی مدفون ہیں۔ لوح مزار ۱۹۳۳ء تک موجود تھا۔ بعد ازاں وہاں سے اٹھا کر شیخ بہاء الدین کے مزار کی جنوبی دیوار کے ساتھ لگا کر رکھ دیا گیا ہے۔ سنگِ سخت پر خطِ نستعلیق میں لکھے گئے سات اشعار کنندہ

۱۔ دیوان غنی، ۱۹۶۴ء، ص ۲۴۹ ۲۔ لوح مزار، عکس ملاحظہ ہو

۳۔ تاریخ حسن، جلد ۴، ص ۱۵

ہیں۔ آخری دو اشعار نقل کیے جا چکے ہیں۔ یہ پتھر تقریباً ۱۶ سینٹی میٹر چوڑا اور ۵۴ سینٹی میٹر لمبا ہے۔ کتبے کے اشعار ملاحظہ ہوں:

میر الہی ملک ملک نظم بود ز سر حلقہ اہل یقین
 ہر کہ بجدش ز سخن لاف زد گشت ز کشت سخنش خوشہ چین
 نظم از و داشت نظامِ دگر بود در اقلیم سخن بیقرین
 باز نماند آب بجوی سخن رفت چو حسانِ سخن آفرین
 دیدہ نبارد ز چہ نیسانِ اشک شد صدف گوہر آن تن زمین
 کلک بجز پیش از دودِ دل گریہ برون آورد از آستین
 سالِ وفاتش طلبیدم ز عقل گفت، بگو: "بود سخن آفرین"

۱۰۶۳ھ

تذکرے کے غائر مطالعہ سے معلوم نہیں ہوتا کہ میر الہی کا مسلک و مشرب کیا تھا۔ نظریاتی سطح پر ان کی فکر کا اندازہ نہیں ہوتا۔ یہ صرف ان کا کلام ہے جس میں ان کے عقیدہ و ایمان کا سراغ ملتا ہے۔ وہ حسینی سادات میں تھے۔ تذکرے میں نام کے ساتھ الحسینی سے یقین ہوتا ہے۔ انہوں نے مرثیہ لکھا ہے اور کربلا کے حادثے کو منظوم کیا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ وسیع المشرب انسان تھے۔ عقیدے میں تشدد نہ تھا بلکہ جمہور مسلمان کی طرح صلح کل اور صلح جو تھے۔ انسان دوستی کا جذبہ رکھتے تھے اور بنی نوع انسان کے لیے احترام کے خوگر بھی تھے۔ خلفائے راشدین سے بھرپور عقیدت تھی۔ آنحضرت کی ذات گرامی سے محبت کو جزو ایمان جانتے رہے۔ ان اشارات اور اعتراف سے یقین ہوتا ہے کہ وہ حنفی مسلک کے مؤید و مقرر تھے یا قریب رکھتے تھے۔ "ذکر الصالحین" کے مطابق ان کے شجرے کا ایک سلسلہ قادری تعلق بھی رکھتا ہے۔ عبدالرزاق قادری سے ان کا سلسلہ بیان کیا گیا ہے۔ وہ شیخ عبدالقادر جیلانی سے عقیدت رکھتے تھے۔ ان سب کے باوجود انھیں کسی ایک موقف پر کار بند نہیں کہا جاسکتا۔ ان کا اقرار ملاحظہ ہو:

چہار یار کہ بہشت آسماں ایمانند بنای کعبہ دیں را چہار ارکانند
 ہر آنکہ شیعہ ایشاں نشد شیعہ یافت کہ در شریعت حق اہل سنت ایشاند
 نہ رافضی نہ منافق نہ خارجی ہستم کہ ہر سہ ہیزم دوزخ بروز غفرانند
 بہ آل عبا چار کردہ چشم امید نشستہ ایم کہ مارا بخشر برہانند

XXXV

ہمہ ستائش یارانِ مصطفیٰ شدہ ایم دگرچہ گویم الہی کہ مومنم خوانند
ایک اور شعری اظہار بھی قابلِ غور ہے:

نو مسلمانم ہی ایمان از جان آورده ام
وصف مئے را چون شہادت بر زباں آورده ام

غزل کے ان اشعار سے لگتا ہے کہ وہ شیعہ نہ تھے۔ ان کے عقیدہ و ایمان کے بارے میں نظم کے دوسرے اشعار بہت واضح تصویر پیش کرتے ہیں۔ دولتی ہونے کا ثبوت بہت نمایاں ہے:

از نور لم یزل قلم صنع در ازل بر لوح دل نگاشته اللہ اکبرم
محمودم از سعادتِ نورِ محمدی در ملتِ صحابہ و آلِ پیبرم
بر چہرہ درام از رہِ شانِ دولتی کز بہترین حصار بود روزِ محشرم
تا بر سرم سایہ ساداتِ افسراست بر تارکِ علاقہ کیواں رسد سرم
دینِ حنیف کی عقیدت پر بھی اظہار ہے:

دینِ حنیف را حنفی و ار تا نعیم در حب چار یار چو شد سکندر م
اول تصور یست کز ادراک عقل زاد تصدیق بر خلافتِ صدیقِ اکرم
ترباق من محبتِ فاروقِ اعظم است از ہر عدو کہ زہر شمار...
سنی و لم و زبانم شیعہ نماہ خلق گویا کہ من بعالم معنی دو پیکرم
ہر کہ سنی را گوید کہ رافضیت ملزم کند تخنہ کلمہ در بر ابرم
کہ رفض ترکِ ملتِ اصحابِ مصطفیٰ است حاشا نعوذ باللہ اگر من زیں درم

یہ ایسے بیانات ہیں جن میں سنی ہونے کا اعتراف ہے۔ وہ دولتی بھی تھے۔ حد ہے کہ یہ سب ہونے کے باوصف وہ نقطوی بھی ہیں جس کے خوف سے وہ سراسیمہ رہے اور ہندوستان ہجرت کی کیونکہ ایران میں نقطویوں کا قتل عام شروع ہو چکا تھا۔ الہی نقطوی عقیدے کے سرگرم رکن تھے۔ شاہ عباس اول کا زمانہ تھا۔ اس عقیدے کے لوگوں کو سزائے موت دی جا رہی تھی۔ الہی نے بھی جان کی اماں کے لیے وہاں سے فرار اختیار کیا اور قندھار پہنچے۔ یہ عقیدہ توحید کے خلاف ایک تحریک تھی جس میں ہندو عقائد خاص طور پر تصور کائنات اور تاسخ کا عقیدہ

۱ دیوان الہی، رام پور، ورق ۸۴

۲ دیوان الہی، رام پور، ورق ۴۴

حاوی تھا۔ انھیں پسی خانی بھی کہتے ہیں۔ اکبر بادشاہ کی وسیع المشر بنی عام تھی۔ بہت سے ایرانیوں نے ہندوستان آکر پناہ لی۔ الہی نے بسم اللہ کی توضیح میں اشعار نظم کیے تو دوسری طرف نقطوی نظریہ کی وضاحت میں بھی طویل نظم لکھی ہے۔ نقطوی طرز فکر کی حمایت میں یہ شعر ملاحظہ ہو:

یک نقطہ از خطِ مکتوبِ مظهرم
لیکن بنقطہٴ عالمِ مغیبتِ مظهرم

ہندوستان آنے سے قبل ہندی اور مجوسی عقائد نے ایک مخصوص طبقے کو متاثر کیا تھا جس کے حلقہ بگوش الہی بھی تھے، لیکن ہندوستان آکر وہ تائب ہوئے اور دینِ مصطفویٰ پر قائم رہے۔ آنحضرتؐ کی ذات، اقدس پر نظم کے اشعار ملاحظہ ہو:

اے فخرِ زمانہ صدرِ عالم دی زینتِ دودمانِ آدم
ملت ز صدارتِ تو شاداب اقبال از دولتِ تو خورم
خلقِ تو روانِ خلقِ عیسیٰ طبعِ تو زلالِ طبعِ مریم
طبعِ تو نزاکتِ مصفا ذاتِ تو لطافتِ مجسم

پیغمبرِ اعظمؐ و آخرؐ سے یہ عقیدت الہی کا جزوِ ایمان تھا۔ خلفائے راشدین کا احترام نظری اور فکری طور پر ان کے خون و خمیر میں شامل تھا۔ ایک جگہ میر الہی نے شیخ ابن عربی کے ذکر میں بڑی پتے کی بات لکھی ہے:

”دریں تذکرہ الہی ثبت افتاد کہ نقل محفل سرمستاں محبت الہی گردد“ ۱

کتبہ کی عبارت سے تاریخِ وفات بہت واضح ہے۔ پھر بھی دوسری تاریخوں کا تجزیہ ناگزیر ہے۔ پیش نظر مخطوطہ کے مطالعہ سے بھی بعض اشکالات پیدا ہوتے ہیں۔

مذکورہ اندراجات کے علاوہ دیگر تحریروں میں بھی انتقال کی تاریخ درج ہے۔ یہ بھی سچ ہے کہ تاریخِ وفات کے سلسلے میں کچھ کتابوں میں اختلاف ہے۔ ۱۰۵۷ھ اور ۱۰۶۰ھ بھی لکھا ہوا ہے جو معتبر نہیں ہے۔ ایک بڑی پیچیدگی زیر نظر مخطوطے کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہے جو ۱۰۶۵ھ کا لکھا ہوا ہے۔ یا تو یہ خطی نسخہ کسی اصل نسخے کی نقل ہے جس کی کتابت ۱۰۶۵ھ میں ہوئی۔ نقل کی کوئی شہادت بظاہر نظر نہیں آتی۔ دوسری صورت میں خود مصنف کے قلم کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ اگر ایسا مان لیا جائے تو پھر میر الہی کی تاریخِ وفات ۱۰۶۵ھ تسلیم کرنی پڑے گی جو

۱ دیوانِ الہی، لندن، ورق ۱۷

۲ تذکرہ الہی، مرتب، ص ۴۱۴

قطعات تاریخ سے مطابقت نہیں رکھتی۔ اس نسخے میں کاتب اور مقام کا نام بھی درج نہیں ہے بلکہ حال کا صیغہ ”است“ لکھا ہوا ہے۔ نسخے میں جگہ جگہ حاشیے پر مولف اس تذکرہ الہی بھی درج ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ نسخہ کم سے کم ان کی نظر سے گزرا ہے۔ بہر حال یہ سب قیاسات ہیں۔ جب تک اس خطی نسخے سے قبل کا لکھا ہوا نسخہ دستیاب نہیں ہوتا، تب تک اسے ہی سب سے معتبر نسخہ قرار دیا جائے گا، اور اسے مصنف سے بھی منسوب کیا جاسکتا ہے۔ یہ مباحث دلچسپ ہیں اور جاں سوز بھی۔ کیونکہ پیش نظر ذاتی مخطوطہ ایک قلم اور ایک اسلوب تحریر رکھتا ہے جسے کسی خوش قلم کاتب سے لکھوایا گیا ہے۔ کہیں کہیں حاشیے پر اصلاحی یا اضافی تحریریں ہیں جو الہی کے قلم کا نتیجہ ہیں۔ اس بنا پر اتنا یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ مخطوطہ کسی کاتب کا رقم کردہ ہے مگر مولف کی نظر سے پورا مخطوطہ گزر چکا ہے۔ عکسی تحریریں شاہد ہیں۔

میر الہی کے مطالعے میں یہ بات باعث تشویش ہے کہ ان کی شاعری کے بارے میں بیشتر تذکرہ نگاروں نے اپنے تاثرات پیش کیے ہیں حتیٰ المقدور کوائف بھی قلم بند کیے ہیں مگر تذکرے کے بارے میں عام خاموشی نظر آتی ہے۔ ڈاکٹر اشپرنگر کے خیال میں تذکرے کا مکمل نہ ہونا لاعلمی کا سبب ہے:

"The book has not preface and has never been completed and it is therefore perfectly unknown." 1

مکمل ہوتا تو بیشتر تذکرہ نگاروں کی نگاہ میں ہوتا اور بھی اسباب ہو سکتے ہیں۔ اس کا متعارف نہ ہونا تعجب کی بات ہے۔ احمد علی معانی نے بھی حیرت کا اظہار کیا ہے:

"اس نکتہ نیز قابل ذکر است کہ باوجود شہرتی کہ میر الہی در زمان خود داشته و طول مدت اقامت او در ہند ۱۰۲۰ھ تا ۱۰۶۳ھ و ملازمت جہانگیر و شاہجہاں، ہیچک از مورخاں و تذکرہ نویسان عصری وی احوالش کو چک ترین اشارتی بدیں نہ کردہ اند کہ وی تذکرہ تالیف کردہ باشد۔" ۲

لوگوں کو اس تذکرہ کا علم نہ تھا۔ مگر شاعری مقبول عام تھی۔ مکمل نہ ہونے کی وجہ سے اس کے نسخے بھی دستیاب نہ تھے۔ حد ہے کہ تقی اوحدی دوست اور تذکرہ نگار ہونے کے باوجود لاعلم تھے۔ شاید ان کی حیات میں اس کا آغاز نہ ہوا ہو۔ اوحدی کا ۱۰۴۰ھ میں انتقال ہوا۔ میر الہی ۱۰۴۲ھ میں کشمیر چلے گئے۔ یہ بھی قرین قیاس نہیں

1. A Catalogue of the Arabic, p.67

2. تاریخ تذکرہ ہائے فارسی، ص ۵۱۸

کہ انھوں نے یہ نام نسخہ جہانگیر کو پیش کیا ہو، کیونکہ یہ نقش نام تمام ہونے کی وجہ سے بھی بد نما لگتا ہے اور کئی جگہ لکھی ہوئی عبارت قلم زد کی گئی ہے اور حاشیے پر بھی عبارتیں بے ترتیب موجود ہیں۔ اب دوسرا سوال یہ ہے کہ اگر یہ صورتیں ہیں تو بیگم نور جہاں کے ذخیرے میں یہ نسخہ کیسے پہنچا؟ ممکن ہے کہ کشمیر کے سفر سے پہلے میر الہی نے بادشاہ یا بیگم نور جہاں کی خدمت میں ملاحظے کے لیے پیش کیا ہو۔ بادشاہ جہانگیر کا انتقال ۱۰۳۷ھ میں ہوا اور بیگم نور جہاں ۱۰۵۴ھ تک باحیات تھیں۔ قیام کشمیر کے زمانے میں بھی الہی کی کسی تحریر یا دوسری عصری شہادت نہیں ملتی۔ شعری حوالہ بھی نہیں ہے۔ پھر یہ نسخہ نور جہاں اودھ کے نواب تک سفر کرتا ہے اور وہاں سے برلن منتقل ہوتا ہے۔ یہ الگ کہانی ہے۔ حقیقت جو بھی ہو اللہ ہی بہتر جانتا ہے، مگر یہ یقین ہے کہ یہ نسخہ مصنف کا رقم کردہ ہے۔ اس نسخے پر الہی کے دستخط بھی ہیں۔ بیگم نور جہاں کی شاہی کتابت و کتاب دار بی لالی صفاہانی کی تحریر نے اس نسخے کی اہمیت میں اضافہ کیا ہے۔ ”بی لالی صفاہانی نو کرنور جہاں بیگم بودہ چو کتابت در گہ بادشاہ بود۔“

سُفینہ خوش گو کے مصنف نے بدون حوالہ اس تذکرے کا ذکر کیا ہے۔ انھوں نے شاید اسے دیکھا ہو یا سنا ہو۔ بہر حال یہ حوالہ تذکرے کی موجودگی کا ثبوت فراہم کرتا ہے۔ ایک دوسری غلط فہمی نے بھی جنم لیا ہے۔ کچھ لوگوں نے اسے ”خزینہ گنج“ کے نام سے موسوم کیا اور بہت لوگوں نے ”تذکرہ الہی“ لکھا ہے۔ میر الہی کی تحریر نے یہ غلط فہمی پیدا کی ہے۔ ایک ہی جگہ آذری کے ذکر میں دونوں نام لکھے ہیں۔ خزینہ گنج کے ساتھ تذکرہ الہی بھی لکھا ہے۔ مولانا آہی کے بیان میں ”کتاب الہی“ بھی لکھا ہے۔ بیشتر مقامات پر ”تذکرہ الہی“ ہی نام لکھا ہے۔ ترقیے میں یہی نام درج ہے۔ پتہ نہیں کیوں ”خزینہ گنج“ کے نام سے زیادہ جانا گیا؟ ڈاکٹر اسپرنگر اور اسٹوری نے اپنی فہرست میں یہی نام لکھا ہے اس لیے یہی نام یادداشتوں میں محفوظ رہا۔ ڈاکٹر اسپرنگر نے نسخہ برلن میں موجود چار سو شعرا کی تعداد بتائی ہے:

"Ilahi's treasury containing the biography of about four hundred Persian poets alphabetically arranged." 1

جب کہ مطالعہ کے بعد یہ تعداد چار سو سے تجاوز کر کے ۵۳۳ ہوتی ہے۔ یہ تذکرہ اس لیے اور اہمیت کا حامل ہے کہ اس میں شاعر و شاعرات کے علاوہ علماء و فضلا و حکماء، صوفیا و سربراہوں اور فن کاروں کا بھی ذکر موجود ہے۔ اصل صفحات کی تعداد ۳۴۹ ہے۔ اس شمار میں خالی صفحات بھی شامل ہیں۔ تقریباً ۲۷ صفحات سادہ چھوڑے ہوئے ہیں اور تقریباً ۴۰ صفحات کا نصف حصہ بغیر لکھا ہوا ہے۔ دوسری جلد ہمایوں کے نام تمام ذکر پر ختم ہوتی ہے۔ بعد کے صفحات ضائع ہو چکے ہیں۔ مقدمے کے صفحات بھی نہیں ہیں۔ ترقیے کی عبارت بھی ضائع شدہ ہے۔

2. A Catalogue of the Arabic, Persian Manuscripts and Hindustani, p. 162

تاریخ کتابت کا متن میں کوئی سراغ نہیں ملتا۔ اس طرح نسخہ برلن خامیوں سے بھرا ہوا ہے۔ چونکہ پہلا مسودہ ہے جس کی دوسری نقل یا نظر ثانی نہیں ہو سکی ہے۔ کوتاہیوں کا درآنا ایک فطری امر ہے۔ کئی اہم ناموں کے بارے میں اندراج نہ ہونا بہت خراب لگتا ہے۔ صرف نام لکھ کر کوائف کی تلاش یا تحقیق کے لیے چھوڑ دینا تذکرے کی بڑی خامی ہے۔ جیسے خواجہ حافظ شیرازی، علامہ جرجانی، مولانا نظام الدین الہ آبادی، سید ہادی، شیخ جمالی، امیر سید شریف، مولانا صیرفی، نویدی، عصامی، ہاتھی وغیرہ۔

راقم کے پاس نسخہ برلن کی نقل ہے۔ وہ بھی مائکروفلم سے منتقل کی گئی۔ پھر اس کا زیرو کس کیا گیا۔ گویا نقل در نقل ہونے کی وجہ سے بھی مزید خرابیاں راہ پا گئیں۔ اسمائے گرامی سرخ روشنائی میں لکھے گئے تھے جو نقل کی صورت میں مدہم ہوئے یا معدوم ہو گئے ہیں۔ کسی حد تک انھیں بحال کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ حاشیہ پر لکھی گئی عبارت کی کثرت ہے۔ پڑھنا متن سے زیادہ مشکل ہے۔ شکر ہے کہ حاشیے پر اشعار بہت کم لکھے گئے ہیں۔ حاشیہ پر لکھی گئی تحریر کہیں کہیں کٹ گئی ہے۔ حاشیہ کی تحریر بہت ہی رواں اور خط شکست میں ہونے کی وجہ سے پڑھنے میں دقت طلب ہے۔ متن میں کئی قلم موجود ہیں۔ کچھ حصہ مولف کا رقم کردہ ہے، کچھ کاتب کے قلم کا نتیجہ ہے۔ نستعلیق اور نسخ میں کچھ حصوں کی کتابت ہوئی ہے۔ یہ تذکرہ ان کے بڑے منصوبے کا حصہ معلوم ہوتا ہے جس میں عام طور پر نویں اور دسویں صدی ہجری کے شعرا و علما کا ذکر ہے۔ پہلا حصہ متقدمین کے تذکرے کے لیے وقف کیا گیا تھا جیسا کہ ذاتی نسخے کے ترقیمے کی عبارت سے ظاہر ہو رہا ہے:

”تمام شد ایں دفتر اول از تذکرۃ الہی کہ در ذکر متقدمین شعرائے برعلین مکالم را۔“

اس سے دوسرا نکتہ برآمد ہوتا ہے کہ ذاتی نسخہ پہلے تیار کیا گیا جو متقدمین پر مشتمل تھا۔ اس کے بعد دوسرا حصہ یعنی نسخہ برلن کی طرف متوجہ ہوئے۔ جس کی تکمیل نہ ہو سکی۔ اگرچہ یہ حصہ کشمیر جانے سے قبل لکھا گیا ۲۲ سال کے قیام کشمیر میں اس کے آثار و علائم کیوں معدوم رہے۔ ذاتی نسخے کی دریافت نے اور پیچیدگی پیدا کی ہے۔ چونکہ مقدمے کی عبارت یا صفحات نہیں ہیں اس لیے زیادہ وثوق سے ان کے منصوبے پر گفتگو نہیں کی جاسکتی۔ ذاتی نسخہ کسی خوش نویس کے قلم کی تحریر ہے جسے اصل نسخے یعنی الہی کے تحریر کردہ مسودہ کو سامنے رکھ کر نقل کیا گیا ہے۔ کہیں کہیں حاشیے پر اضافی یا اصلاحی تحریر سے محسوس ہوتا ہے کہ یہ نسخہ مولف کی نظر سے گزر چکا ہے کیونکہ اصلاحی یا اضافی تحریریں الہی کے اسلوب تحریر یا انداز خط کی نشان دہی کرتی ہیں۔ ترقیمہ بتاتا ہے کہ کتابت ۱۰۶۵ھ میں مکمل ہوئی۔ گویا الہی کی وفات کے ایک سال یا چند ماہ بعد۔ بالفاظ دیگر ۱۰۶۳ھ کے اواخر میں انتقال ہوا اور کتابت ۱۰۶۵ھ کے اوائل میں تمام ہوئی۔ چند ماہ کے ساتھ کچھ ہفتے اور کئی دنوں کے وقفے کا بھی احتمال

ہوسکتا ہے۔ وفات کے بعد ترقی میں مرحوم کا لفظ لازماً لکھا جاتا جو نہیں ہے۔
 راقم کے پیش نظر جو نسخہ ہے وہ نقش اول ہی نہیں، اس اہم تذکرے کی تکمیل ہے۔ یہ نسخہ کئی اعتبار سے بڑی
 اہمیت کا حامل ہے۔ نسخہ برلن میں مقدمہ اور ترقیہ دونوں نہیں ہیں، جب کہ ذاتی نسخے میں مقدمہ نہیں ہے مگر
 ترقیہ ہے۔ شروع کا ایک صفحہ ضائع ہو چکا ہے۔ مخطوطے کا پہلا اندراج ابوعلی سینا ہے۔ شروع کے دو اشعار کا متن
 حسب ذیل ہے:

خوف تر اندر جہاں از من چہ بود ہیچ کار دوست رود نزد دوست، یار رود نزدیکار
 آں ہمہ اندوہ بود آں ہمہ شادی آں ہمہ گفتار بود آں ہمہ کردار
 ابونصر جنتی، خواجہ ابوالفتح کے بعد ابی احمد بن عبداللہ کا ذکر ہے اور یہ معروف مصرع ان سے منسوب کیا
 گیا ہے:

غلطاں غلطاں ہی رود تا لب گو

اس نسخے میں تقریباً ۲۸ فن کاروں کے اسمائے گرامی شامل ہیں جو ضخامت کے اعتبار سے بھی اہم ہے۔
 آخری شاعر یوسف بن شیخ احمد جامی ہے نسخہ برلن ابن یمن سے شروع ہو کر ہمایوں پر ختم ہوتا ہے وہ بھی
 نا تمام ہے۔ آگے کے صفحات موجود نہیں ہیں۔ لیکن اس نسخے میں آخری حرف یعنی 'ی' کے ذیل میں سات شعرا کا
 تذکرہ شامل ہے۔ فرزدق یمنی، یوسف بن محمد دوبندی، یوسف بن نصران کاتب، یوسف ہمدانی، یوسف سلمی، یوسف
 بن الیاس، یوسف بن شیخ احمد جامی، یوسف احمد کی غزل کے تین اشعار بہت ہی کرم خوردہ ہیں جو پڑھے نہیں جاسکے:

برجان و دل از مہر و وفا بستہ کمر کو

در بت کدہ.....

در کعبہ کو.....

... یوسف احمد اگر.....

اس کے بعد ترقیہ درج ہے۔ متن ملاحظہ ہو۔ یہ متن تذکرۃ الہی کا سب سے اہم دستاویز ہے جس نے
 بہت سے شکوک و شبہات کو رفع کیا ہے۔ الہی کے مولد و مسکن کے بارے میں بھی حتمی فیصلہ صادر کیا ہے۔
 ”تمام شد آں دفتر اول از تذکرۃ الہی کہ در ذکر متقدمین شعرا علیین مکاں را۔ روز دوشنبہ
 شوال بتاریخ ہزار و شصت و پنج و مؤلف آں تذکرۃ الہی عماد الدین محمود المتخلص بالہی الحسنی ابن
 امیر حجت اسعد آبادی الہمدانی:

مژدہ خوش داد مرا بلبش
تا بتامی بنشائیم گلش

ترقیے کی تحریر بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ دفتر اول سے پورے منصوبے کا خاکہ معلوم ہوتا ہے۔ گویا یہ متقدمین پر مشتمل پہلا حصہ ہے۔ تذکرے کے اختتام کی قطعی تاریخ بھی ثابت ہو جاتی ہے۔ اس سے قبل کہیں بھی دفتر اول اور تذکرے کی تکمیل کی تاریخ کا تذکرہ ہماری معلومات میں نہیں ہے۔ اس عبارت سے میر الہی، ان کے والد اور وطن کا قطعی فیصلہ بھی پہلی بار سامنے آیا۔ ورنہ ان تینوں کے بارے میں خاصا اختلاف پایا جاتا تھا۔ ان تمام امور کا تعین اس ترقیے سے ہی ممکن ہو سکا ہے۔ اب تک کی تحقیق کے مطابق تذکرہ الہی کا یہ سب سے اہم اور واحد خطی نسخہ ہے جو علمی و ادبی آگہی سے معمور ایک مرد درویش کے کشکول سے کم نہیں۔

ذاتی نسخہ تقریباً سات سو صفحات پر مشتمل ہے۔ ہر صفحہ پر پندرہ سطر ہیں۔ نسخہ برلن میں عام طور پر ۱۹ سطروں کا اہتمام کیا گیا ہے۔ نستعلیق میں کتابت ہوئی ہے۔ عام کتابی سائز ۳۴ × ۱۹/۹ انچ ہے۔ شعرا کے اسمائے گرامی سرخ روشنائی میں اہتمام سے لکھے گئے ہیں۔ متن بہت کرم خوردہ ہے۔ اس کی جز بندی دو جلدوں میں ہوئی ہے۔ حرف ”الف“ سے ”غ“ تک پہلی جلد میں اور ”ف“ سے ”ی“ تک دوسری جلد میں شامل ہے۔ یہ جلد سازی کے وقت غالباً ایسا کیا گیا ہے۔ جلد بندی کے وقت حاشیے پر کاغذ کی دوسری پٹی لگا دی گئی ہے تاکہ کنارہ محفوظ رہے۔ کاغذ بہت بوسیدہ ہو چکا ہے۔ جلد ساز نے اوراق کی ترتیب کا لحاظ نہ کر کے بڑی الجھنیں پیدا کی ہیں۔ پورے نسخے کا کاغذ، کاتب، روشنائی اور انداز خط ایک جیسا ہے، جبکہ برلن والے مخطوطے میں دو قلم اور دو انداز خط اپنائے گئے ہیں۔ شعرا کے ذکر میں نثری تحریر نسخ آمیز ہے اور اشعار نستعلیق خط میں قلم بند کیے گئے ہیں، البتہ حاشیے کی عبارت خفیف شکستہ آمیز ہے۔ شاہ جہاں کے زمانے میں خط شفیعا کی جگہ شکستہ نے لے لی تھی۔ راقم کو محسوس ہوتا ہے کہ تینوں خطوط خود میر الہی ہمدانی کے ہیں۔ اس زمانے میں نسخ و نستعلیق میں مہارت عام تھی اور مصنف نے امتیاز پیدا کرنے کی خاطر یہ احتیاط برتی ہے کہ نثری تحریر اور انتخاب اشعار میں فرق محسوس کیا جاسکے۔ اشعار کے لیے استعمال شدہ نستعلیق خط دونوں جگہ ایک جیسا ہے۔ یہ اندرونی شہادتیں بھی ہماری رہنمائی کرتی ہیں۔ جو بھی ہو، حقیقت یہ ہے کہ نسخہ برلن تو یقینی طور پر مولف کا مرقومہ ہے۔ پیش نظر نسخے میں کوئی صفحہ خالی نہیں ہے۔ جب کہ نسخہ برلن میں کئی صفحات خالی ہیں۔ پیش نظر بڑے اہتمام سے لکھا گیا ہے۔ بظاہر متن میں غلطی نہیں دکھائی دیتی۔ اشعار کے اندراج میں بے راہ روی ہے مگر صحت متن اور سلیقہ ملحوظ خاطر ہے۔ بعض شعرا کے تذکرے

میں کثرت اشعار سے تذکرے کا اعتدال مجروح ہوا ہے، جیسے اسعد کے سو سے زائد اشعار نقل کیے گئے ہیں۔ حجت، حسن، رودکی، سعدی، منصور شاہ سخاں، خواجہ دہقان علی، حکیم ابوالقاسم وغیرہ کے اشعار میں خاصی طوالت برتی گئی ہے۔ عمر خیام کے ترجمے میں کچھ بھی نہیں لکھا، صرف اشعار کا انتخاب شامل ہے۔ زیادہ تر اختصار سے کام لیا گیا ہے۔ بہت سے غیر مطبوعہ اشعار بھی شامل ہیں۔ یہی بے اعتدالی نسخہ برلن میں بھی ہے۔ کہیں کہیں اشعار کی کثرت اچھی نہیں لگتی جیسے مولانا جلال الدین آذری کے بیان میں ۴۵ اشعار نقل کیے ہیں۔ مولانا اہلی شیرازی کے ضمن میں ستر سے زیادہ اشعار نقل کیے گئے ہیں۔ یہ بے اعتدالی دونوں جلدوں میں عام ہے۔ اکثر کوائف بہت ہی مختصر ہیں۔ شعراؤں کی تفصیلات کا بھی جگہ جگہ ذکر ہے، جیسے حدیقہ سنائی، کشف المحجوب، لمعات، تحفۃ العراقرین، گرشاسپ نامہ، زاد المسافرین، نجات الانس اور روضۃ الصفا، قانون وغیرہ۔

میر الہی نے اپنے پیش روؤں سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ وہ بار بار عوفی کا حوالہ دیتے ہیں۔ تقی اوحدی، دولت شاہ، نظامی عروضی، مجالس النفاکس (میر علی شیر نوائی)، مقالۃ الابرار، تحفۃ سامی، جواہر العجائب، تذکرۃ النساء، حبیب اسیر، تاریخ مشاہیر، تاریخ صوفیاء، تذکرۃ احباب وغیرہ کا حوالہ اکثر و بیشتر دیا گیا ہے۔ عوفی کی پیروی کو سند تسلیم کیا ہے۔ یہ الہی کی دیانت داری ہے کہ انہوں نے تمام مآخذ اور حوالوں کو نام بنام پیش کیا ہے۔ اس سے ان کے مطالعہ اور وسائل پر گہری نظر کا ثبوت ملتا ہے۔ کتب بینی اور کلام کے انتخاب کے ساتھ ان کے ذوق شعری پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ جگہ جگہ اپنے اشعار بھی نقل کیے ہیں۔ اس نسخے میں ایک انکشاف موجود ہے کہ میر الہی نے فرخی کے دیوان کی شرح بھی لکھی تھی جس کا کہیں بھی تذکرہ نہیں ملتا۔ عبارت ملاحظہ ہو: ”مجموعہ نادانی الہی الحسینی الہمدانی کہ جامع تذکرہ الہی است۔ شرح براں دیوان نوشتہ۔“

اس تذکرے میں اور بھی بہت سی باتیں موجود ہیں۔ جن سے مولف کی وسعت نظر کا پتہ چلتا ہے۔ جیسے شیخ جمال الدین ہانسوی کے ترجمے میں لکھا ہے کہ یہ جگہ حصار کے پاس ہے، جہاں سرحد پر لوگ باغی اور سرکش ہیں جن کی سرکوبی کے لیے بادشاہِ دہلی کو لشکر انداز ہونا پڑتا ہے۔ محمد ابوالقاسم بن محمد کے ذکر میں قلعہ گوالیار کے بارے میں لکھا ہے: ”قلعہ نامی ہند است۔“^۱

ایرانی شعرا کے ساتھ ہندوستان کے بھی چند تخلیق کاروں کے نام شامل ہیں جیسے شیخ حمید الدین ناگوری، شیخ بوعلی شرف پانی پتی، مسعود بن سعد سیال کوئی، علاء الدین دہلوی، مغیث الدین ہانسوی، نظام الدین دہلوی وغیرہ۔ خواتین کا بھی تذکرہ ملتا ہے جیسے دختر کاشغری کے بارے میں لکھا ہے: ”از مغنیان خاص طغان شاہ بن محمد

۱ تذکرۃ الہی (برلن) ص ۹

الموید بود و این رباعی را در مرثیہ او سرودہ:

از مرگ تو اے شاہ سیہ شد روزم

نسخہ برلن میں بھی بی بی آتون زن ملا بقاء، حاجی دختر، دختر قاضی خیرالنسا خاتون، دختر امیر یادگار داغ آبادی زوجہ ہلالی کا تذکرہ النسا کے حوالے سے ذکر کیا گیا ہے۔ اسی نسخے میں ہندوستان کے شعرا کا بھی ذکر ہے۔ جیسے محمد ابوالقاسم بن محمد، سلطان احمد گلبرگ مولانا جلال ہندی، شیخ جمالی دہلوی، خواجہ نجم الدین میر حسن دہلوی وغیرہ۔ ان کے علاوہ درویش حیدر کے ضمن میں لکھا ہے کہ ”مدتہا در ہند بود“ درویش ستانی چغتائی کے بارے میں لکھا ہے کہ سندھ میں تھے بعد میں سراندیپ چلے گئے، وہیں انتقال کیا۔ یہ ہمایوں بادشاہ کے عہد سلطنت میں تھے۔ الہی نے ان کا دیوان دیکھا تھا۔ دیوان دیکھنے کی شہادت ادبی مطالعہ میں بہت ہی انکشاف آمیز ہے۔ اندازہ ہوتا ہے کہ شعرا کے دو اہلین کے مطالعہ میں الہی نے وقتِ نظر سے کام لیا ہے۔ محسوس ہوتا ہے کہ کثرت اشعار کی نقل میں یہ حکمت عملی تھی کہ وہ محفوظ ہو گئے۔ وہ حوالہ کی حیثیت سے استناد بھی رکھتے ہیں۔ ایسے ہی عشقی سمرقندی کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کی دو مثنویاں الہی کی نظر سے گزری ہیں:

”یکے در بحر خسرو شیریں و دیگری در وزن لیلی و مجنوں کہ دو کتاب: ”الہی الحسینی الہمدانی

دو مثنوی از و دیدہ کہ در کتاب را خوب بنظم آوردہ و شیریں حرفی زد۔“^۱

شیخ ابوعلی اشرف^۲ پانی پتی عراق سے تعلق رکھتے تھے مگر پانی پت میں آخر عمر تک قیام کیا۔ حکیم طبری کے

بارے میں درج ہے کہ:

”حقیقتش معلوم نیست کہ از کجاست و کوپیا از شعرائی ہنداست، قصیدہ آفتاب در مدح رکن

الدین گفت۔“

قطب الدین بختیار الاوسی کے بارے میں لکھا ہے کہ خواجہ معین الدین چشتی کے خلیفہ ہیں۔ ان کے

اشعار ہند کے قوالوں میں خوب شہرت رکھتے ہیں۔ امام علاء الدین کا ذکر ہے:

”واعظی شیریں سخن لطیفہ گوی بدیہہ پرواز بودہ۔“

مطربہ سمرقندی کا بھی مختصر تذکرہ موجود ہے۔ علماء و مشائخ، حکما اور صوفیا کے احوال بھی قلم بند کیے گئے ہیں۔ مولانا

امان اللہ قزوینی شاعر ہیں اور طبیب بھی۔ ذہنی کاغذ فروش کا بھی ذکر ہے۔

۱ تذکرۃ الہی (مرتب)، ص ۴۰۸

۲ تذکرۃ الہی (مرتب)، ص ۳۰۲

تذکروں کی عام خامیاں اس میں بھی موجود ہیں پھر بھی تذکرہ نگار کا حوصلہ قابل رشک ہے کہ فرد واحد کی فن کاروں کی جامع فہرست سازی، معلومات کی فراہمی، تخلیقات کا استناد کے ساتھ انتخاب اور انتقاد، ہمت اور حوصلے کی دلیل ہے۔ وقت کی ستم ظریفی تھی کہ اس نے ادبی تاریخ کے اس گنجینہ گہر کو عمومی التفات سے محروم رکھا، ورنہ میرا الہی شاعری میں کم سہی مگر ادبی تاریخ کے مورخوں اور محافظوں کی صف میں ممتاز اور محترم مقام کے مالک ہوتے۔ اگر فردوسی و انوری و سعدی تخلیق کی تثلیث ہیں تو عوفی و اوحدی اور میرا الہی تاریخ و تنقید کے سہ تن پیہرا نند، کیوں نہیں؟

تذکرہ نگاری تاریخ و تنقید کی مرقع نگاری کے ساتھ منفرد اشخاص کی شبیہ سازی کا بھی ایک معتبر وسیلہ ہے۔ میرا الہی نے سیکڑوں فن کاروں کا تذکرہ لکھا۔ ان کا یہ شعوری عمل کلام میں بھی اکثر نظر آتا ہے۔ ان کی شاعری میں افراد کے حوالے ملتے ہیں جن میں شعر او اکابرین شامل ہیں جیسے مسعود سلمان، فرخی، قاضی خاں احسن، مہابت خاں، لشکر خاں، حکیم غزنوی، افضل خاں، عبداللطیف وغیرہ۔ گویا ان کی شاعری بھی شخصی حوالوں کی سند رکھتی ہے۔ تذکرہ تو کتابی حوالہ ہے۔ دلچسپ بات ہے کہ شعرا کے ذکر میں کہیں کہیں الہی نے بڑی بے تکلفی سے اپنا کلام بھی قلم بند کیا ہے۔ خواہ وہ جوانی ہو یا تضمین کی صورت میں یا خیال کے توارد کے طور پر پیش کیا گیا ہو۔

عام تذکروں کی طرح تذکرہ الہی بھی کوتاہیوں سے خالی نہیں ہے۔ دراصل تذکرہ نہ تاریخ ہے اور نہ تحقیق و تنقید۔ تاثرات پر مبنی ایک ادبی کشلول ہے جس میں کچھ سنے سنائے واقعات، فن کاروں کی مختصر یافت اور کلام کا انتخاب شامل ہے۔ ذاتی پسند و ناپسند کے ساتھ اسلوب بیان بھی آراستہ اور تکلفات سے پُر ہوا کرتا ہے جس سے اصل مفہوم تک رسائی مشکل سے ہو پاتی ہے۔ اسمائے صفات کی کثرت، مدحیہ قصائد سے کم نہیں ہوتی۔ مقفل و مسجع عبارت آرائی اظہار کے اسلوب میں حارج ہوتی ہے۔ میرا الہی نے بھی تحریر کی آراستگی پر بڑی توجہ صرف کی ہے۔ یہ اسلوب تقریباً ہر جگہ نمایاں ہے۔ اس زمانے کی نثری تحریروں کا یہ امتیاز بھی تھا۔ لوگ سہ نثر ظہوری کو ہی معیار و منہاج گردانتے تھے۔

”حکیمی سعادت مند و فاضلی ارجمند کمان فکرش قدر انداز و مرغ خیالش بلند پرواز۔“ ۱

خواجہ ناصر الدین کاشانی کے ذکر میں آغاز کا جملہ ملاحظہ ہو:

”بزرگی نامدار و فاضلی عبرت شعار بودہ۔ ایں اشعار از چمن بیان او نسیمی چند است برداغ

جانہا و زبیدہ۔“ ۲

۱ تذکرہ الہی (مرتب) جس ۶۳۰

۲ تذکرہ الہی (مرتب) جس ۶۵۹

تذکرہ کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہے کہ انھوں نے عوفی کے تذکرے سے سب سے زیادہ استفادہ کیا ہے۔ کثرت سے حوالہ کبھی کبھی ناگوار محسوس ہوتا ہے۔ انھوں نے عوفی کا ذکر بھی بڑے احترام سے کیا ہے۔

”مؤلف اس تذکرہ الہی الحسینی ہم بر سنت صاحب عرفات نام اور ادرتہ ہر نام شاعر کہ او ذکر

کردہ رقم ساخته بواسطہ خستگی کلام و درستی نفس ہمہ جا او نیز سند بند کرد۔ آل فاضل صاحب تتبع

حسنتہ و اس محمد عوفی صاحب جامع الحکایات کہ در روایات بسیار آورده امادی دانش مند

و محدث و منشی... بصوری و معنوی بودہ۔“ ۱

محمد عوفی کی کثرت سے پیروی کسی عیب سے کم نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ میرالہی کی شاید یہ مجبوری تھی اور دیانت داری کا تقاضا بھی تھا۔ عوفی پر ہی انحصار نہیں ہے۔ انھوں نے تمام مآخذات کا حوالہ دیا ہے۔ اس سے ان کی تحقیقی نظر کا پتہ چلتا ہے۔ بنیادی طور پر میرالہی شاعر تھے۔ مورخ اور ناقد نہ تھے۔ پھر بھی اتنے بڑے منصوبے کا خاکہ تیار کیا اور حتی المقدور اس خاکے میں رنگ بھرنے کی مخلصانہ کوشش کی۔ ان کا عزم ہماری ستائش و سپاس گزاری کا مستحق ہے۔ بہت سی کوتاہیوں کے باوجود یہ تذکرہ ہماری ادبی ثقافت کا گنج گراں مایہ ہے۔ اس قدیم متن کے ہر شعر و سطر کی بازیافت اور حفاظت و اشاعت تخلیقی تنزیل کا سی پارہ ادب ہے۔

ذاتی نسخہ کے ترقیے سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ مؤلف تذکرہ نے ایک خاکہ تیار کیا تھا کہ پوری تاریخ کو تین حصوں میں منقسم کیا جائے گا جو تشنہ طلب رہا۔ پہلی جلد میں متقدمین کا تذکرہ ہوگا۔ دوسری میں متوسطین اور آخری حصہ متاخرین پر مشتمل ہوگا۔ پہلا حصہ مکمل ہو گیا جس میں ابوعلی سینا سے یوسف بن شیخ احمد جامی کا تذکرہ محفوظ ہے۔ دوسری جلد (نسخہ برلن) کا خطی مسودہ ہے جو نام تمام ہونے کا وافر ثبوت فراہم کرتا ہے۔ یہ مکمل نہ ہو سکا۔ ایک جگہ ذکر ملتا ہے کہ ”خواجہ محمود بر سر و خواجہ محمود تری ہزال و محمود لنگرودی شیراز اند۔ شعرا و متوسطین گزشتہ۔“ ۲

متوسطین کا لفظ کئی جگہ مستعمل ہے۔ نئی ترتیب سے شعرا کی درجہ بندی کی گئی ہے۔ اگرچہ یہ تقسیم موجودہ متن کی روشنی میں چند مستثنیات سے خالی نہیں ہے۔ متقدمین کا تذکرہ تو مکمل ہو گیا۔ متوسطین کا بھی کسی حد تک انجام پا سکا۔ مگر متاخرین سے ہم محروم رہے۔ با اس طور یہ تذکرہ نام تمام ہے۔ لیکن معلومات کے اعتبار سے کسی ادبی جام جہاں نما سے کم نہیں ہے۔ میرالہی نے اپنے تذکرے کا دائرہ کار خاصا وسیع رکھا ہے۔ اس میں شعر او ادبا کے علاوہ سیکڑوں افراد کا ذکر ہے جو مختلف طبقوں یا سلسلوں سے اپنی شناخت رکھتے ہیں۔ علما و صوفیا کا ذکر بھی اس تذکرے کے محاسن میں شامل ہے۔ اگرچہ وہ بہت مختصر اور اشاراتی ہیں۔ نور محمد کے بیان میں لکھا ہے کہ ”از طوطی زبانان ہند

۱ تذکرہ الہی (مرتب) ص ۶۰۸ ۲ تذکرہ الہی (برلن) ص ۲۸۲

بودہ“ یہ ایک دلچسپ اطلاع ہے جسے الہی نے قلم بند کیا ہے۔ اسی صفحہ پر امیر نویدی نیشاپوری کا ذکر ہے جو عمر کے آخری حصے میں ہندوستان آئے اور ہمایوں بادشاہ کی ملازمت میں عزت و وقار حاصل کیا۔

میر الہی نے بڑی دیانت داری کے ساتھ اپنے مصادر کا بھی جگہ جگہ حوالہ دیا ہے جن سے ان کے مطالعہ کے علاوہ ان تذکروں کی تصدیق ہوتی ہے جو عہد الہی تک لکھے جا چکے تھے۔ ان مآخذ سے ایک نئی روشنی بھی ملتی ہے جن کا نام عام طور پر کم لیا جاتا ہے یا کم معروف ہیں۔ ایک مورخ کی حیثیت سے الہی نے بعض جگہ دوسرے تذکرہ نگاروں کی غلطیوں کی طرف بھی اشارے کیے ہیں۔ ان سے ان کی تحقیقی نظر کا پتہ چلتا ہے۔ تقی اوحدی ان کے معاصر ہیں اور دوست بھی مگر ان کے سہو پر بھی الہی نے گرفت کی ہے۔ سراج الدین میرزا قاسم جنابادی کے ذیل میں لکھا ہے:

”صاحب عرفات آورہ کہ اور اور مجلس میرزا الخ بیگ با مولانا علی تو سچی مباحثات واقع شد۔“

اس حوالے پر حاشیے میں میر الہی نے لکھا ہے۔ ”اس خطائیت کہ عرفات کرد۔“ ۱

اس طرح کے اور بھی اشارے ملتے ہیں۔ یوسف ہمدانی کے ذکر میں لکھا ہے کہ اوحدی نے حکیم سنائی کے اشعار کو ان سے منسوب کر کے غلطی کی ہے۔ ۲

تذکرے میں کلام الہی سے اکثر سابقہ پڑتا ہے۔ اسے تذکرے کا عیب و ہنر دونوں سمجھنا چاہیے۔ کلام کی عدم دستیابی پر یہ اشعار حوالے کے طور پر محفوظ کیے جاسکتے ہیں۔

اسی طور پر یہ تذکرہ شعرائے فارسی ہے مگر اس میں دوسرے فنون سے متعلق اہل کمال کا بھی احتیاط اور اختصار کے ساتھ ذکر ملتا ہے۔ حکماء، علماء، صوفیاء کے ساتھ دوسرے فنون کے سربراہوں کے بارے میں کہیں کہیں تذکرہ ملتا ہے جیسے مولانا سلطان علی مشہدی جیسے معروف خوش نویس کا ذکر ہے۔ دوسرے زریں قلم میر دوری کے بارے میں نسخہ برلن میں یہ عبارت موجود ہے:

”خوش نویس گفتہ اند کہ از ہری است و از زمان ہمایوں تا ایام دولت اکبر شاہی در تدبیر

و بخطاب کاتب الملکی شرف اختصاص یافتہ۔“

اس تذکرے سے پہلی بار انکشاف ہوا ہے کہ بیگم نور جہاں کا اپنا ذاتی کتب خانہ تھا اور بی لالی اصفہانی کاتب و کتاب دار کی حیثیت سے کتب خانے کی ملازمت پر مامور تھیں۔ تاریخ کی کسی کتاب میں کہیں یہ ذکر نہیں

۱ تذکرہ (برلن) ص ۲۵۶

۲ تذکرہ (مرتب) ص ۶۹۹

ماتا۔ تاریخ کی ایک بڑی حقیقت پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ وہ اس تذکرے کی بدولت منکشف ہوا۔ اسی نسخے میں ذہنی کاغذ فروش کا نام ہے۔ ذاتی نسخے میں مطربہ کا تذکرہ ہے۔ شیخ نظام الدین اولیاء کے مرید حسن سنجری کا ذکر ہے کہ انھوں نے شیخ کے ملفوظات جمع کیے اور فوائد الفوائد نام رکھا۔ گویا شاعری کے علاوہ ملفوظات نویس کا بھی تذکرہ ہے۔ ۱۔

خطاط و خوش نویس یا کئی کاتبوں کا ذکر ہے وراثی کے پیشے سے متعلق فن کاروں کا تذکرہ موجود ہے۔ عبدالرزاق اصنہانی کے ذکر میں لکھا ہے:

از اکابر علماء است و شاعری خوش گوی بودہ و قبولی تمام داشتہ۔ در صنعت نقاشی غیرت مانی بودی و
 بعلم زرگری طلای خورشید را بیوتہ عمل در آوردی و دیگر صنعتها غریب و طراپہارا خوب
 دانستہ۔ ۲۔

چند کمزوریوں کے باوجود یہ تذکرہ ہماری شعری و ثقافتی ثروت کی شاہراہ ہے۔ دانش جو بیان ادب کے لیے میرا الہی کی تحریر لوج جبیں کی کسی سرنوشت سے کم نہیں ہے۔

□□

۱۔ تذکرۃ الہی (برلن) ص ۴۴۰

۲۔ تذکرۃ الہی (مرتب) ص ۱۶۷

فہرست
جلد اول
حصہ اول و دوم
(نسخہ مرتب)

۲۱	۱	ابو الیث طبری	ابو علی سینا
۲۲	۱۱	فلک الدین ابراہیم سامانی	خواجہ ابوالفتح آملی
۲۲	۱۱	شیخ ابودراغہ المعمری الجرجانی	ابی احمد بن عبداللہ الجستانی
۲۳	۱۲	ابوسراقہ	سرخسی
۲۳	۱۲	ابوالقاخر رازی	ابوالمعالی نحاس
۲۴	۱۳	ابن اسماعیل	ابوالمعالی مشہور بدہ خدای رازی
۲۴	۱۵	ابن عمویہ	ابوجعفر بن اسحاق القانی
۲۵	۱۶	ابوٹمس مغربی	احمد بن سلیمان ابوسہل صعلوکی
۲۵	۱۷	ابن اسمیل	ابونواس
۲۶	۱۷	ابن ولد	ابونواس فرزدق
۲۶	۱۷	سید ابوعلی بن حسین	نظام الدین ابوالعلائی گنجوی
۲۸	۲۰	ابوطاہر محمد بن عبدالحسینی اسفراری	حکیم ابوالمثل بخاری
۲۸	۲۰	ابوالمجاہد جلال الدین محمد	ابوالموید بلخی
۳۰	۲۱	ابوحفص	ابو عمرو ابہری

۵۲	شیخ ابو عبد اللہ محمد بن خفیف شیرازی	۳۲	ابن الرشید محمد غزنوی
۵۳	ابن مطہر شیخ قطب الدین	۳۳	شیخ ابو الحسن بن احمد جامی
۵۴	ابو طالب علوی	۳۴	ابو بکر ترمذی
۵۴	ابو علی محمد بن ابن مقلہ	۳۴	ابو بکر خطاط
۵۵	سلطان علاؤ الدین اقسر خوارزم شاہ	۳۵	ابو بکر قہستانی
۵۹	اشیر الدین اسیگتی	۳۵	شیخ ابو بکر علی رازی
۶۳	... الدین اونی اسماعیل اصفہانی	۳۵	خواجہ ابو بکر بن نظام الملک
۷۳	اشیر الدین ابہری	۳۵	ابو بکر بن احمد جاہ جمی
۷۳	اشیر الدین بلخی	۳۷	ابو بکر بن حمید بلخی
۷۳	اشیر الدین بخاری	۳۷	ابو بکر کرمانی
۷۴	امیر حمید الدین احمد بن حسین الکشانی المتونی	۳۸	ابو بکر خفیفہ اسدی غزنوی
۷۴	شیخ احمد غزالی	۴۱	ابو محمد بن محمود الغزنوی
۷۷	شیخ احمد الجامی	۴۲	ابو علی بن حسن بن علی بن اسحاق
۷۹	ابو منصور عبدالرحمن بن یوسف الہروی	۴۵	ابو القاسم احمد بن حسین
۷۹	مجد الدین احمد بن محمد بن ابی بدیل سجاندی	۴۵	ابو القاسم وزیر درگزینی
۸۰	شیخ احمد بدیلی	۴۶	ابو القاسم طغرائی
۸۰	فرید الدین احمد بن محمد بن ایزدیار کانی	۴۶	عمید ابو نصر اسعد
۸۲	اختیار الدین علی مروزیہ ایشانی	۴۷	محمد ابو نصر فراہی
۸۳	شہاب الدین ادیب صابر	۴۸	ابو طاہر یحییٰ بن طاہر بن عثمان عوفی
۸۷	استاد ادیب نظری	۴۸	عبد الکرم بن احمد حاتم
۸۷	ادیب شوستری	۴۹	ابو محمد عبداللہ
۸۸	استاد ابو محمد ارشد سمرقندی	۵۰	ابو البرکات خراسانی
۹۱	سنا الدین ارقم فارسی	۵۱	شیخ ابو حامد کرمانی
۹۱	حکیم ابو بکر ارزقی	۵۲	شیخ ابو القاسم بشیر

۱۳۱	شیخ اوحدا الدین مراغہ	۹۵	جمال الدین محمد الازہر المروری
۱۳۲	شیخ اوحدا الدین عبداللہ بن خضیاء الدین مسعود بلیانی	۹۶	شیخ سعد الدین اسد
۱۳۶	بدیع بن اتابک جوینی	۹۸	سعد الدین محمد اسد النجار سمرقندی
۱۳۷	حکیم بدیع الزماں ترکوبی سنجر	۹۸	نجم الدین اسعد الغزنوی
۱۳۸	بدیع ہمدانی	۹۹	اسعد ورامی
۱۳۹	بدیع تبریزی	۱۰۷	... بن محمد استغنائی
۱۳۹	محمد بدیع ابن محمود بلخی	۱۰۸	اسکندر ثانی
۱۴۰	بدیع سیفی	۱۰۸	بدر الدین اسحاق دہلوی
۱۴۰	بدر الدین نور ہروی	۱۰۸	اسماعیل بن احمد جامی
۱۴۱	حسن بن احمد بدری غزنوی	۱۰۹	اسماعیل بن ابراہیم الغزنوی
۱۴۱	بدر الدین حاجری	۱۰۹	تاج الدین اسماعیل ماخبرزی
۱۴۲	خواجہ بہاء الدین محمد بن خواجہ شمس الدین	۱۱۰	شاہ غورا شہری نیشاپوری
۱۴۳	بدر الدین محی مشاطا اکرنی	۱۱۲	سید معین الدین اشرفی سمرقندی
۱۴۳	بدر الدین شناسی	۱۱۳	حکیم اشرف گلستانی
۱۴۳	برہان الدین اردوانی	۱۱۵	حکیم اصمعی
۱۴۴	برہان الدین نسفی	۱۱۵	اصیل الدین زوزنی
۱۴۴	سید برہان الدین	۱۱۵	امیر ابوالحسن علی بن الیاس البخاری
۱۴۴	استاد برہانی	۱۱۶	خواجہ افضل الدین محمد کاشی
۱۴۵	برہان الدین محمد بن عبدالعزیز کونی	۱۱۹	حکیم افتخار
۱۴۵	بشار مرغزی	۱۲۰	الب خاں
۱۴۵	ابو عبداللہ بے خبر ثانی	۱۲۱	امینی بخاری
۱۴۵	خواجہ کمال الدین بندار رازی	۱۲۱	امامی ہروی
۱۴۶	پور خطیب گنجوی	۱۲۳	امین الدین دادا
۱۴۷	پور سامی جامی	۱۲۵	حکیم اوحدا الدین انوری خاوری

۱۶۱	جلال الدین فریدون عکاسہ	۱۳۷	پور فریدون فارسی
۱۶۱	مولانا جلال الدین محمد رومی	۱۳۸	پور حسن عزالدین اسفرائینی
۱۶۳	امام جلال الدین فضل اللہ خوارزمی	۱۳۸	بہاء الدین علی بن احمد حاجی
۱۶۶	حکیم جلالی	۱۳۹	بہاء الدین محمد اویسی
۱۶۷	جلال الدین دہستانی	۱۳۹	بہاء الدین محمد بن موید بغدادی
۱۶۷	جمال الدین محمد بن عبدالرزاق اصفہانی	۱۵۱	بہاء الدین مرغیستانی
۱۶۸	خواجہ جمال الدین منشی	۱۵۱	قاضی بہاء الدین زنجانی
۱۶۹	جمال الدین محمد بن نصیر	۱۵۲	شیخ بہاء الدین بخاری
۱۷۰	جمال الدین بن صدر الدین الجندی	۱۵۲	بہاء الدین قزوینی
۱۷۰	جمال الدین ابہری	۱۵۳	بہاء الدین یزوی
۱۷۲	حکیم جمالی	۱۵۳	بہرام کور ابو حبلہ
۱۷۲	جمالی سیلکش	۱۵۳	ابوالحسن برحسی بہرامی
۱۷۲	شیخ جمال الدین ہانسوی	۱۵۳	ملک بے خود
۱۷۳	شیخ جنید بغدادی	۱۵۴	حکیم جنتی بیار
۱۷۴	حکیم جوہاری	۱۵۵	تاج الدین تمرانشاہ
۱۷۴	جوہری زرگر	۱۵۶	رئیس تاج الدین ابی سرحسی
۱۷۵	حجت	۱۵۶	تاج الدین ہمرقندی
۱۸۰	اشرف الدین حسن بن ناصر علوی غزنوی	۱۵۷	تاج الدین ریزہ
۱۸۶	حسن بن علی شہابی	۱۵۸	تاج الدین عمر بن مسعود بن احمد
۱۸۶	رئیس حسن صلاح برجدی	۱۵۹	حکیم تبیان
۱۸۷	حجاب حسین الحسینی الحاجب	۱۵۹	ترک کشی ایلاتی
۱۸۷	حسام الدین کسبوی	۱۶۰	سلطان تکش
۱۸۸	حسام الدین	۱۶۰	امیر چاوش غوری
۱۸۸	شرف الدین حسام محمد بن ابی بکر نسفی	۱۶۱	حکیم چہ پاقانی

۲۰۷	شمس الدین محمد دقابی	۱۸۸	شرف الدین حسام
۲۰۸	حکیم دیباجی سمرقندی	۱۸۹	سید حسینی سادات داد حسین بن عالم
۲۰۹	مولانا دیلمی	۱۹۱	حزب بن محمد جعوری
۲۰۹	حکیم دیوبلی	۱۹۱	حکیم حقیقی
۲۱۰	سید ذوالفقار شیروانی	۱۹۱	حکیم الدین جوہر مستوفی
۲۱۲	حکیم رافعی	۱۹۲	حمید الدین بن عمیق بخاری
۲۱۲	رافعی قزوینی	۱۹۲	حمید الدین علی بلخی بن عمر الحمودی
۲۱۵	عزالدین رافعی	۱۹۳	قاضی حمید الدین عمر بن محمود
۲۱۵	امام ناصر رافعی نیشاپوری	۱۹۳	حمید الدین
۲۱۵	رابعہ بنت کعب زواری	۱۹۳	حمید اللہ اختیاری
۲۱۷	ربیع توشچی	۱۹۵	شیخ حمید الدین ناگوری
۲۱۷	رشید الدین محمد وطواط	۱۹۵	حمید الدین دہستانی
۲۲۱	رشید الدین محمد بن محمود مسعود اسفراری	۱۹۶	مسعود بن سعد سیال کوٹی
۲۲۲	خواجہ رشید الدین تاجر	۱۹۶	حمید اللہ مستوفی قزوینی
۲۲۲	خواجہ رشید الدین ہمدانی	۱۹۷	حکیم خطلہ باعینی
۲۲۲	جمال الدین رشتیق القطنی	۱۹۷	حکیم فضل الدین خاقانی الحقائقی
۲۲۲	رضی الدین نیشاپوری	۱۹۸	استاد جہازی نیشاپوری
۲۲۶	رضی الدین خشاب	۱۹۹	حکیم جمال الدین خسرو
۲۲۹	شیخ رضی الدین علی لالائی غزنوی	۲۰۰	خطیر الدین عبدالملک جرجانی
۲۳۰	رضی الدین بابا قزوینی	۲۰۱	حکیم خیالی
۲۳۱	شیخ رضا کیامی گیلانی	۲۰۱	حکیم عمر خیام
۲۳۱	رفعی نسوی	۲۰۳	شرف الدین داعی نسفی
۲۳۲	رفیع الدین ابہری	۲۰۵	دختر کاشغری
۲۳۳	رفیع الدین کرمانی	۲۰۵	استاد ابو منصور بن احمد دققی

۲۶۲	استاد سپہری	۲۳۴	رفیع الدین سیاف
۲۶۲	سید یدالدین علی بن عمر الغزنوی	۲۳۴	رفیع الدین عبدالعزیز نسبانی
۲۶۴	سعد الدین الاعمور	۲۳۵	رفیع الدین مسعود نسبانی
۲۶۵	سید الدین رمی	۲۳۹	رفیع الدین مروزی
۲۶۵	شرف القضاة حکیم سیدالدین	۲۴۰	رکن الدین قبانی
۲۶۶	سراج الدین منہاج الجرجانی	۲۴۰	رکن الدین دعوی دار
۲۶۷	معین الدین سراجی	۲۴۲	مولانا رکن الدین مسعود بن امام زاده
۲۶۸	جمال الدین محمد بن علی سراجی	۲۴۳	رکن الدین محمد گلستانہ
۲۶۸	سید سراج الدین السجری	۲۴۳	استاد ابوالحسن رودکی
۲۷۱	سراج الدین علائی نجاری	۲۵۰	حکیم ابوبکر بن محمد علی الروجانی
۲۷۲	سراج اسفرائی	۲۵۱	استاد ابوبکر الموید روثی البخاری
۲۷۲	سراج الدین یزدی	۲۵۱	ابو عبداللہ روزبہ لنگتی الادہوی
۲۷۳	خواجہ سعد بن سلمان	۲۵۱	شیخ روز بہان نقیبی الشطاج
۲۷۴	سعد الدین خلیفہ	۲۵۲	روحی شمارستانی
۲۷۴	سعد الدین حکیم	۲۵۵	شیخ روحی
۲۷۵	سعد الدین نظری	۲۵۵	شیخ دوانچی
۲۷۵	قاضی سعد الدین خراسکانی	۲۵۵	حکیم ریحانی
۲۷۶	شیخ سعد الدین حمزای	۲۵۵	لطیف الدین زکی کاشغری
۲۷۶	شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی	۲۵۶	شرف الدین عبداللہ زکی
۲۸۲	سعد الدین مختار النوکی	۲۵۸	شیخ زنگی
۲۸۲	سعد الدین مسعود دولتیار	۲۵۹	زین الدین ماعد جنوستانی
۲۸۳	سعد الدین المروی	۲۵۹	زینتی علوی
۲۸۴	حکیم سعید طائی	۲۶۰	زین الدین السنجری ایستانی
۲۸۵	سعد وراق	۲۶۲	ساسان

۳۲۲	حکیم شمس اعرج	۲۸۵	سیدضراب دامغانی
۳۲۳	شمس الدین بن شہاب الدین روحانی	۲۸۵	...خی سکزی
۳۲۴	امام شمس الدین محمد بن محمود الذابی	۲۸۵	سلطان ابن جلال الدین محمد رونی
۳۲۵	شمس الدین دیوانچی	۲۸۶	سلجوق شاہ
۳۲۵	شمس الدین محمد بن نصر سکزی	۲۹۰	حکیم سنائی
۳۲۶	شمس بن طغان کرمانی	۲۹۳	حکیم سنجر
۳۲۶	شمس بن نصیر الدین محمود خوارزمی	۲۹۴	ہسوزنی
۳۲۶	امام شمس الدین ابن مسعود	۲۹۵	قطب الدین نسفی
۳۲۷	خواجہ شمس الدین لہیہقی	۲۹۶	سیفی
۳۲۷	شمس الدین شرف شاہ	۲۹۹	شاہ سخان
۳۲۷	شمس الدین مبارک شاہ	۳۰۵	استاد سجائی نسوی
۳۲۸	شمس الدین دستانی	۳۰۵	شرف الدین مقبل
۳۲۸	شمس الدین بن حاجی بچہ پستی	۳۰۵	شرف الدین
۳۲۹	شمس الدین حاسبی	۳۰۹	شرف الدین فضل و صاف شیرازی
۳۳۰	شمس الدین خبابدی	۳۱۰	شیخ ابوعلی اشرف پانی پتی
۳۳۰	سید شمس الدین سمرقندی	۳۱۲	شرف الدین فضل اللہ قزوینی
۳۳۱	خواجہ شمس الدین محمد	۳۱۳	شرف الدین نیازی
۳۳۲	خواجہ شمس الدین عبدالملک جوینی	۳۱۳	شرف الدین منیری
۳۳۵	شمس الدین کاشانی	۳۱۴	شمس الدین موکد نسوی
۳۳۵	شمس الدین طاہر سجستانی	۳۱۵	قاضی شمس الدین منصور ابن محمود
۳۳۷	ملک شمس الدین محمد بن ابی بکر	۳۱۷	قاضی شمس الدین محمود بلخی
۳۳۹	ملک شمس الدین کہن بن ملک شمس الدین کرت	۳۱۸	شمس الدین بلخی الباقلائی
۳۳۹	شمس الدین نیازی	۳۱۸	قاضی شمس الدین محمد عبدالکریم طیبی
۳۳۹	مولانا شمس الدین تبریزی	۳۲۲	امیر شمس الدین خالہ

۳۶۰	شیخ صدرالدین قویونوی	۳۴۰	شمس الدین حنا بندی
۳۶۲	شیخ صفی الدین یزدی	۳۴۰	شمس الدین کبی
۳۶۲	صفی الدین عالی	۳۴۰	شمس ناصر شیرازی
۳۶۲	صفی الدین پستی	۳۴۰	حکیم شمالی دہستانی
۳۶۵	صفی الدین صفابانی	۳۴۱	شہاب الدین محمد بن ہمام خراسانی
۳۶۵	ابو اسحر صندی	۳۴۲	امام شہابی سلطانی
۳۶۶	قاضی صیرفی	۳۴۳	شہاب الدین محمد بن رشد الرئیس
۳۶۷	ضیاء الدین بخندی	۳۴۴	شہاب الدین خالد
۳۷۱	امام ضیاء الدین محمد بن ابی نصیر غزنوی	۳۴۴	شیخ ابوالحسن اشہید بلخی
۳۷۱	ضیاء الدین عمر محمد بسطامی	۳۴۵	شہاب الدین ابوالحسن ظلمہ
۳۷۲	ضیاء الدین عمر بن محمود جو یابادی	۳۴۷	حکیم شہاب الدین بن علی زرگر
۳۷۲	ضیاء الدین محمد دوغ آبادی	۳۴۸	شہابی غزال بخندی
۳۷۳	ضیاء الدین ہمدانی	۳۴۹	شہاب الدین کاشانی
۳۷۳	حکیم ضیاء الدین محمود کابلی	۳۴۹	شہاب الدین بن موید الدین سمرقندی
۳۷۴	ضیاء الدین احمد	۳۵۲	شہاب الدین ہمرہ بن جمال الدین بدوانی
۳۷۵	ضیاء الدین سنجری	۳۵۴	شیخ شہاب الدین ...
۳۷۶	امیر ابوالمظفر طاہر بن ابوالفضل چغانی	۳۵۶	شیخ شہاب الدین ابی حفص عمر بکری سہروردی
۳۷۷	بابا طاہر عریاں	۳۵۷	شہاب الدین الملتہ والدین شرف الملک
۳۸۱	حکیم طبری		
۳۸۲	طیان بے		حصہ دوم
۳۸۳	امیر ظفر الدین نصیر سموری سنجری	۳۵۸	صاحب ابن عباد سید صدر الدین نیشاپوری
۳۸۷	سید ظہیر الدین سرخسی	۳۵۸	صدر الدین ہمدانی
۳۸۷	امام ظہیر الدین ولی نسوی	۳۵۸	صدر الدین بخندہ
۳۸۸	امام ظہیر الدین عبداللہ شفر وہ صفابانی	۳۶۰	صدر الدین ابہری

۴۲۵	عروس الدین	۳۸۹	ظفر الدین طاہر بن محمد فاریابی
۴۲۵	خواجہ غزنوی بہمن	۳۹۲	ظہیر الدین محمد بن علی الکاتب
۴۲۵	شیخ عزیز نسفی	۳۹۳	ظہیر الدین خستگی
۴۲۶	رئیس عزیز الدین زید	۳۹۳	ظہیر الدین جو باوقانی
۴۲۶	شیخ عز الدین محمود کاشانی	۳۹۳	خواجہ کمال الدین عارف اذکر انغزنوی
۴۲۷	خواجہ عزیز الدین اصفہانی	۳۹۵	عبدالرافع بن ابوالفتح الہروی
۴۲۷	خواجہ عزیز الدین شروانی	۳۹۶	مولانا عبدالکریم
۴۳۱	حکیم ابونظر عبدالعزیز بن منصور مروزی	۳۹۷	مولانا عبدالکمال
۴۳۵	نعیم مشہور بعصبار بلخی	۳۹۷	حکیم عبدالمجید عمہری
۴۳۵	قاضی عضد	۳۹۹	خواجہ عبدالمجید عمہری
۴۳۶	امام عبدالرحمن بن محمد العطار	۴۰۱	خواجہ عباس مروزی
۴۳۶	استاد عطائی رازی	۴۰۳	عبداللہ بن یقظان الایرجی الجوزی
۴۳۸	شیخ محمد فرید عطار نیشاپوری	۴۰۴	عبدالواسع جبلی
۴۴۱	خواجہ علاء الدین عطا ملک جوینی	۴۰۹	خواجہ ابواسماعیل عبداللہ بن منصور محمد الانصاری
۴۴۲	علاء الدین جہاں سوز	۴۱۲	خواجہ عبدالخالق غجدوانی
۴۴۳	ملک علی شاہ بن سلطان تلکش	۴۱۲	ملک العزیز نیشاپوری
۴۴۴	امام علاء الدین اورجندی	۴۱۳	خواجہ عبدالقادر قانی
۴۴۵	علاء الدین خوارزمی	۴۱۳	عبدالعزیز کاشانی
۴۴۵	مولانا حسن سنجر دہلوی	۴۱۴	قطب الدین تلتقی تبریزی
۴۴۵	امام علاء الدین مسعود بن محمد	۴۱۵	جلال الدین تلتقی
۴۴۶	خواجہ علی رامیتنی	۴۱۶	تلتقی سمرقندی
۴۴۷	ابوالقاسم علی بن حسن ابی طیب باخروی	۴۱۷	ابوالفضل عثمان بن احمد ہروی
۴۴۹	علی بن کمال الدین اسماعیل	۴۱۸	عجیبی خجندی
۴۵۰	خواجہ دہقانی علی شطرنجی	۴۲۰	شیخ عراقی

۴۸۸	فخرالدین الخطاط	۴۵۵	علامہ کرمانی
۴۸۹	فخرالدولہ والدین مبارک شاہ بن حسین المروزی	۴۵۶	عمادالدین موید احمد اسفرائینی
۴۹۱	فخرالدولہ محمد بن محمد بن احمد نیشاپوری	۴۵۷	شہاب الدین عمیق بخاری
۴۹۲	فخر الملت والدین امام رازی	۴۵۹	عمیق
۴۹۳	الامام القاضی فخرالدین میراجی	۴۵۹	ابو منصور عمارہ بن المروزی
۴۹۵	فخرالدین اسعد الجرجانی	۴۶۰	حکیم عمادی غزنوی
۴۹۸	العمید العالم فخرالدین بن ربیع	۴۶۰	ملک عماد زورنی
۵۰۲	فخرالدین محمود رئیس	۴۶۳	عمادالدین بہبہ اللہ صفابانی
۵۰۳	ملک فخرالدین کرت	۴۶۳	عمادالدین اسیکتی
۵۰۴	شیخ فخرالدین بغدادی	۴۶۶	خواجہ عمادالدین اکرم
۵۰۴	فخرالدین اصفہانی	۴۶۶	خواجہ فخرالدولہ عمادالدین دیلمی
۵۰۶	فریدکانی خواجہ فخرالملک	۴۷۰	حکیم فخر ابوالقاسم حسن بن احمد العصری
۵۰۷	فریدکاتب	۴۷۵	ابوالفتح ناصرالدین عبدالرحیم سرخسی
۵۰۷	فریدالدین بن بشار البہروی	۴۷۷	ظہیرالدین عینی احمد جامی
۵۰۸	فریدالدین جارحی	۴۷۷	خواجہ عین القضاة ہمدانی
۵۰۹	فریدالدین علی النجم السجری اشعرائی	۴۸۰	غوانی المروزی
۵۱۰	فریدالدین بلخی	۴۸۰	ابویزید بن محمد بن الغضائری الرازی
۵۱۰	فریدالدین احول	۴۸۲	غلام الغالیہ
۵۱۱	حکیم ابوالقاسم منصور الفردوسی الطوسی	۴۸۳	استاد ابو محمد غواص
۵۱۸	ابوالحسن علی بن خولع الفرخی	۴۸۳	فاطمہ خراسانی
۵۱۹	الافاضل علی بن عمر القدی	۴۸۳	حکیم علی بن محمد فتیحی الغزنوی
۵۲۳	سیف الدین	۴۸۴	حکیم اشیرالدین فتوحی المروزی
۵۲۵	شاہ کبود جامہ	۴۸۷	فخرالدین عزیز فرید خراسانی
۵۲۷	حکیم فرزدق یمینی	۴۸۷	فخرالدین محمد زحاری

۵۲۸	خواجہ قوام الدین درگزینی	۵۲۷	شیخ فرید الدین گنج شکر
۵۲۹	شیخ قیری بغدادی	۵۲۸	حکیم فرخاری
۵۲۹	کافی میرانی	۵۲۹	استاد فصیح البحر جانی
۵۵۱	کافی بن ابوالفتح رونی	۵۳۰	شیخ ابوالعباس فضل بن عباس
۵۵۲	شرف الحکما سعد الدین کافی بخاری	۵۳۰	فقہی مروزی
۵۵۳	جمال الدین ناصر شمس کازک غزنین	۵۳۱	استاد نجم الدین فلکی شروانی
۵۵۶	اوحد الدین کرمانی	۵۳۲	حکیم مجد الدین فیضی البخاری
۵۵۷	حکیم مجد الدین ابوالفتح کسائی المروزی	۵۳۲	حکیم فیروز مشرقی
۵۵۹	کشکر کازرانی	۵۳۳	امیر شمس الدین قابوس دشمگین
۵۵۹	کلامی مروزی	۵۳۴	قاضی شروانی
۵۶۰	کمال الدین بخاری	۵۳۵	قاضی عثمان قزوینی
۵۶۰	کمال الدین زما اصفہانی	۵۳۵	حکیم قطران بن منصور تبریزی
۵۶۱	کمال الدین زنجانی	۵۳۸	حکیم قطران ابن موی
۵۶۲	کمال الدین مختار	۵۳۹	مولانا قطب الدین سرخسی
۵۶۳	کمال الدین مسعود الجندی	۵۳۹	قطب الدین بختیار الاوشی
۵۶۳	کمال الدین المغانبی	۵۴۰	قطب الدین محی شیرازی
۵۶۳	ملک کمال کوتہ پاپا	۵۴۰	مولانا قطب الدین علامہ شیرازی
۵۶۴	کمال الدین ابوالحسن دامغانی	۵۴۱	حکیم قطان علی
۵۶۵	کمال الدین اسماعیل اصفہانی	۵۴۳	سلطان جلال الدین قلیچ طمغان خان
۵۶۷	سید کمال الدین حسین الحسینی الحاجب	۵۴۳	قلج ارسلان خاقان عثمان بن ابراہیم
۵۶۷	کوکبی مروزی	۵۴۴	ابوالقاسم زیاد بن عمر قمری جرجانی
۵۶۷	کوہبادی	۵۴۵	امیر بدر الدین قوامی
۵۶۸	حکیم کوشکلی قاینی	۵۴۶	امیر قوامی خوانی
۵۶۹	کیف الدین شیرازی	۵۴۶	استاد قوامی خاں گنجوی

۶۰۳	محمود منیر	۵۶۹	امیر کیاوس بن شمس المعالی قابوس دشمنگیر
۶۰۴	عبداللہ محمد بن صالح ابوالحی	۵۷۰	حکیم لامی
۶۰۴	شمس الدین محمد کاتب السجی	۵۷۶	استاد لیبی الادیب
۶۰۴	محمد الدین یحییٰ	۵۷۷	ابوالحسن علی بن محمد الغزنوی اللہو کری
۶۰۵	محمد بن بدیع انسوی	۵۷۷	محمد لہو کری
۶۰۶	سلطان محمد خوارزم شاہ	۵۷۸	حکیم لولوی
۶۰۷	محمد بن محمود الآملی	۵۷۸	الامام القاضی مجد الدین نسوی
۶۰۸	محمد بن مسعود اندخودی	۵۷۹	مجد الدین ضیاء الدین غرمان اخیستکی
۶۰۸	محمد عوفی	۵۸۰	مجد الدین عوفی
۶۰۸	ابوالفتح محمد بن اسماعیل	۵۸۰	مجد الدین محمد الباہری انسوی
۶۰۹	ابوالفتح اسماعیل	۵۸۱	حکیم مجد الدولت والدین عیسوق
۶۱۰	حکیم ابونصر محمد بن اسحاق القایینی	۵۸۲	مجد الدین محمد بلواج
۶۱۱	مولانا محمد عصار تبریزی	۵۸۲	مجد الدین شرف بغدادی
۶۱۳	پہلوان محمود بن پوریاولی	۵۸۵	خواجہ مجد الدین ہنگر
۶۲۲	شیخ محمود شبستری	۵۸۹	خواجہ مجیر الدین سیقانی
۶۲۶	شیخ بختیار الدین صفی بن محمود	۵۹۴	استاد شریف مجد جرجانی
۶۲۶	شیخ بختیار الغزنوی	۵۹۴	محمود بن ناصر الدین سبکتگین الغزنوی
۶۲۸	رفیع الدین مرزبان فارسی	۵۹۶	سلطان محمد بن ملک شاہ سلجوقی
۶۲۹	مسعود بن ابی بہمن کرمانی	۵۹۷	محمود وراق
۶۳۰	امام مسعود رازی	۵۹۸	حجت الاسلام محمد الغزالی
۶۳۰	سعد الدین مسعود الترمذی الغزنوی	۶۰۰	محمد بن علی شاہ کاشانی
۶۳۱	مسعود بن سعد سلمان	۶۰۱	محسن قزوینی
۶۳۳	فخر الدین مسعود المروزی	۶۰۲	سید محمد بن ناصر العلوی الغزنوی
۶۳۴	سعد الدین مسعود دولتیار بخاری	۶۰۳	مولانا محمود

۶۵۸	استاد ناصر مروزی	۶۳۴	مسرور بن محمد طالقانی
۶۵۸	قاضی ناصر الدین محمد عمر	۶۳۵	مطربہ سمرقندی
۶۵۸	افضل احصر ابو العلاقی عطانی بن یعقوب معروف	۶۳۵	مولانا مطہر
۶۵۹	خواجہ ناصر الدین کاشانی	۶۳۶	مظفر نجدی
۶۵۹	شیخ نجم الدین کبری	۶۳۷	... بن قوسخی
۶۶۲	شیخ نجم الدین رازی	۶۳۷	معین الملک حسین بن علی
۶۶۳	نجم الدین حسین معروف بشہر	۶۳۷	استاد معنوی بخاری
۶۶۴	نجم الدین سہروردی	۶۳۸	ابو عبد اللہ محمد بن حسن معروف فی الہندی
۶۶۴	حکیم نجم الدین محمود الیاس	۶۳۸	امیر ابو عبد اللہ محمد بن عبد الملک معری نیشاپوری
۶۶۵	شیخ نجم الدین یعقوب بن شمس الدین	۶۴۱	خواجہ معین الدین چشتی السنجری
۶۶۵	نجم الدین سمنانی	۶۴۲	حکیم مغیث الدین فاریابی
۶۶۵	نجم الدین زرکوب	۶۴۲	مغیث الدین ہانسوی
۶۶۶	شیخ نجیب الدین علی برغش شیرازی	۶۴۳	ابو المعظفر مکی بن ابراہیم علی خاں
۶۶۶	نجیب الدین حربادقانی	۶۴۳	ملک شاہ بن الب ارسلان سلجوقی
۶۶۸	حکیم نسوی	۶۴۴	معین سرحسی
۶۶۸	حکیم نسوان	۶۴۴	ابو سعید احمد بن محمد منشور السمرقندی
۶۶۸	نصیر الدین بن الحمید	۶۴۴	ابو نجم احمد بن یعقوب بن احمد المنوچہری
۶۷۰	نصر ادیب	۶۴۹	مہذب الدین منصور بن علی الاسفداری
۶۷۰	نظام الملک نصیر الدولہ والدین محمد بن ابی...	۶۴۹	حسین بن منصور الحلاج البیضاوی
۶۷۱	خواجہ نصیر الدولہ ابو جعفر محمد بن حسن الطوس	۶۵۲	ابو الحسن علی بن محمد الترمذی
۶۷۷	نجم الدین احمد بن عمر	۶۵۴	استاد ابو محمد منصور بن علی المنطقی
۶۷۸	شیخ... نظامی گنجوی	۶۵۶	خواجہ موزون
	محمد بن احمد بن علی نظام الدین خالد دہلوی	۶۵۶	بی بی مستی
۶۸۳	معروف بہ شیخ نظام الدین اولیا	۶۵۶	ناصر الدین عثمان السنجری

۶۹۲	ہلال قاینی	۶۸۳	نظام الدین محمد بن تاج الدین
۶۹۳	خواجہ ہمام الدین تبریزی	۶۸۶	مولانا نظام الدین رازی
۶۹۳	ہندو خاں	۶۸۶	نظام الدین محمود قمری صفابانی
۶۹۵	نظام الدین ابونصر ہیبت اللہ انصاری	۶۸۷	مولانا نظام الدین اعرج
۶۹۵	ہیبت اللہ ہمگر	۶۸۸	نظام الدین بسطامی
۶۹۶	محمد بن عثمان الکاتب یمنی	۶۸۸	خواجہ نور الدین منشی خوارزمی
۶۹۷	فرزدق یمنی	۶۸۹	حکیم نور الدین صندوقی
۶۹۷	یوسف بن محمد دوبندی	۶۹۰	نیک روز محبوب
۶۹۸	یوسف بن نصر الکاتب	۶۹۰	حکیم ابوبکر الواعظی بلخی
۶۹۹	شیخ ابویعقوب مرشد صمدانی ریوسف ہمدانی	۶۹۱	مولانا وحیدی
۶۹۹	یوسف یلمنی	۶۹۱	فضل و صاف شیرازی
۷۰۰	یوسف بن الیاس	۶۹۲	ولد شاہ کبود جامہ
۷۰۱	یوسف بن شیخ احمد الجامی	۶۹۲	خواجہ شرف الدین ہارون

□□

۳۰۴۶
تذکره اشرف

در دله این دو صبیب بسیار است
خواستند **خوبتر اندر جهان** بین خود هیچ کار دوست
بود نزد دوست یار و نزدیکار **آنگه اندوه بود این همه**
تذکره **و آنکه گفت** **بن همه کردار** شیخ را پرسیدند از
غکار **بن عبادت** **سسته** گفت **اندیشه**
یک ساعت درستی خود بهتر از عبادت یک ساله در اندیشه است
شیخ ابونصر ختنی که از مشایخ ماوراءالنهر است برسالت خواجه
ابوبکر خطیب در مرو از شیخ سوال نمود که اما را راجح است
بیاوردن رباعی فرمود **حسب همه اشک گشت چشم بگریست**
در عشق **آمی باید زلیست** **از من** **اند این عشق از**
چیت **چون من همه معشوق بشدم** **عاشق** **چون**
ابونصر شدید بجزه کشید از بندش برفت و در آن نزدیکی
روزی قالی در پیشه **اند** **اند** **غزل خویش**

سیر
 سحر جابر بن یوسف است او شده ندو چون عماره را بصحبه چنانچه در
 نمود این رباعی که در راه انشا کرده بود خوانند در راه کانی
 ز کفرست نه دین یک کام ز خود برون نه و راه بهین ای
 جهان تو راه اسلام گزین با ما سه به نشین و با خود نشین فریب
 کما هزار رباعی دیوان او گویند در وضع مرقده شش بود است
 و جز این قسم شعر از او در عرصه بیان نیست اگر خوبی اشعارش کرم
 همه را باید نوشت و اگر شهرتش منظور داریم تمام را از رسم
 باید انداخت و سرمایه نبرک را این چند رباعی است ای
 رو تو ماه عالم آرای من وصل تو شب و روز تنای من
 کردی که آن به زنی و ای من و با همه کس هم از با من
 و تو که زدی بنامه در زلف تو چنگ چشمی که ز دیدت راه بردی رنگ
 من چشم به لبست بی زام دیده چون و آن دست بکوفت بنوم سینه
 بند من سر عم یار منی یار منی در دست کرا نای منی یار منی

بیکیان المردوم هر کجا هم بجای می شوند از ابوری
 بنده الخیر ملازم است سلطان از عنوان نام خود نوشتند و ابوی
 بنده و ابوعلی بنده بزرگی بسیار دل بر وزارت نهاده از راه
 بیایان در آن میان در از مردم و ابوی بود است روان شدند و ابوی
 بنده بنده آمد رسید بود از عذاب تشنگی محبت
 از آنکه در شامان بود در راه رسید و اصل شدند و ابوی سنی
 پیاده بود رسید و از آن شهرستان بکیر جان رفت دور
 کاروان سرای منزل ساخته طیب جانها بکسج آنها گشت تا آنکه خواه
 زبیر قاجوس بن دشمن بکیر بن عشق آید گشته شیخ آن حالت را از احوال
 در آن است در میان و بیشتر بکیر بنده در مجازیش آن مرض
 فاسد است و مهارت و کمال و بکیر بنده در آن کرمت و نواز
 از راه نمود صورت ابوعلی بنده در آن کرمت و نواز
 در آن کرمت و نواز در آن کرمت و نواز

اورا پیشتر اندک پیشتر رعایت فرمود تا آنکه در حد
 قاجوس را بمجوس کابوس و زورفت شیخ ابوعلی از سر آمد و بوسه
 افکند و مجدالدوله دیلمی که پادشاه عراق بود و موم او را از حیند
 دانسته رضا جوئی او بی نمود مجدالدوله را ما خولیا بی بهم رسید و بعد او
 ابوعلی بن شد و در سال چهار صد و هشت که سلطان محمود بجزم کشید عراق
 را بیت اقبال بر او داشت شیخ بوعلی بجزم بن رفت و از آنجا به دیلم
 و شمس الدوله بن فتح الدوله حاکم بود و قویج او را پید آمد بوعلی آن
 قویج را به بزرگ طبابت بر طرف ساخت و منصب وزارت دیلمیان
 رسید پس از چند گاه آشوبی در میان دیلمیان افتاد اسباب آن
 شیخ بخارفت و آنکه در آن زمان در آنجا شیخ پیر نام
 جمل روز پنجاه گشت و در سن سن الدوله عود نمود با بسی از علم او را
 فتنه و ست آن پیر شمس بر تافتند و در باره حاکم وزارت بر تافت
 سیاد و خشد و ابو عبید فقیه در آن زمان حاکم و زرا

تاریخ انگاه بن حقیقت طبقات کتابت

قانون حلب را نیز در آن ایام نمود

شیرازی در این زمان شیخ استفادونی بود و نیز تا آنکه میان شیخ استفادونی

و بهاءالدوله بود و افحمت مختلف شده سردی و پناه لغت

شده تمام یافت کس الدوله بسوی بغداد شناخت و بسبب عود

سردی عود از نیراده عوارض غریب بجانب بغداد بر تافت و نشد حیات

سردی از حقیقت شیخ الملک بن شمس الدوله بر میند حکومت

پست شیخ را تکلیف برادرش کرد شیخ از ارتکاب آن سر باز

گشاده قبول نمود و از دهمشت این استماع که نمود در سردی ابو

بن عطا پیمان شد و بی آنکه کتابی در پیش داشته باشد طبیعتا

و این کتابت شفا انشا کرده و منطبق شفا را نیز آنجا پایان رسانید و تاریخ

علاء الدوله بن کما که حاکم صفایان بود شیخ

ابو علی بن سینا را که در زمان قلعیدی سردی در بغداد بود

بن سینا در این زمان آن کتاب را نیز به میان نمود و در

تاریخ انگاه بن حقیقت طبقات کتابت

تاریخ انگاه بن حقیقت طبقات کتابت

پناه برد چون این کا کوه از بهمان بازگشتند شنبه بیجا
بهمان آمد و در منزل علویان او و یه قلبیه را
برادر خود محمود فقیه ابوسید و دو غلام در لباس
آمد و علماء الدولت فاضله شریاری را با دیگر بزرگان و راز محنت و
کرامت با استقبال و مستادا و در منزل مناسب فرود آورد و در
نوازشش و کرامت در شان او رعایت میفرمود هر شب جمیع شیخ
بجایس علماء الدوله با طافادت می گند و کتاب شفا را از آن روز
حون در سنه چار صد و هفتاد و هشتاد و هشتاد و هشتاد و هشتاد
عراق در آمدند شیخ بوزارت علماء الدوله اشتغال داشت پناه
با وزیر از شوکت سلطانی ترسیده بجای کرختند و سلطان محمود
ایالت آن ولایت را بمسعود که انشته بیوی دارالکبک بازگردد
علاء الدوله پسر خود را با بریه و پسر پادشاهان زاده مسعود و زینت
ارامه و انتم از سلطان مسعود و افتاده صفا پیرا پستور هو
الدوله و اگر داشت چند کاهی علماء الدوله و در حکومتی بنیاست
و یکبار مسعود بر دایمیه گشتند و اهل اطنوع پناه فرزند

۶

خواهرش بیست سیاه طایف ایچ
 است که او دختر بلوک است و هم کوک است
 در آورتا علماء الدوله زک خبک بنوده صفایا زرا
 ح به کزاد سلطان ضعیف را بقوت طالعی که داشت در عقد
 نکاح آورد پس چارصد و بیست و یکم که سلطان محمود برونده بیست
 در آن وقت سلطان ابوسعید حمدونی را والی عراق ریاخته خود
 را با ابوسعید حمدونی را با ابوسعید حمدونی را با ابوسعید حمدونی
 شکر خورده و بیست و یکم که علماء الدوله بر مسند حکومت نشینت
 نقلت که شیخ را از مجامعت بسیار ضعیفی بر مزاج مستولی شد سفری
 او را پیش آمد و رحمت قویج بهسم رساند و دیگر وز هفت نوبت چغنه
 که در کتب صورت کویج واقع شد بیست و یکم بر مزاج آن دانای
 ه شد و یکبار به بیست و یکم ختم فرمایند داد

شیخ باغ درم اندام او در حوض
 در میان آن که در میان شیخ از حوض

در میان آن که در میان شیخ از حوض

در آنجست و این وسیله نجاتی هم فرستادند از آنجا که
و آنروز تا به بر فاختن نداشت و باز
شده نگاه علاء الدوله نمرم آمدان کرد و رنج فوج با بر نمود
آن کجور کج حکمت با بیه تو به و انابت عسلی بر آورده از همه
ناکرد دنیا تو به کرد و علاء مانرا خط آزادی داد و ختم کلام محلی
در حبه از رمضان سنه چار صد و پست و هفت از برای
دیبا بتر ل آخرت رفت مرقدش در است ای بی از
تاریخ ولادت و بیان حالات و سال وفاتش را بسیار این
قطعه بسیار است **حجته** اهل ابو علی سینا در شرح آرد از
عدم بوجود در شصت کسب کرد جمله علوم در تکر کرد این جهان
پدر و بدین روایت در حیاتش بنجاه و چهار سال بود
و قول آنکه تنصت و نیمه سال شمس و مقصد بسیار است
تو را قبول نموده اند و از شیخ ابو علی لات عزیز است
یا و شاهده کرده اند گوهری چند نیز است از اسطوار
که قلم رقم سفته و اسامی تصنیفاتش در آخر از

صفت چیره با خط لم یز

دردش در چشمه نام دو علی یک یام بود و عین با دو یک
و کوس از حاجب و عین الف با خط جلی تا با ده عشق در
قدح ریخته اند و اندپی عشق عاشق نگینند اند با جان و
نهان بو علی مهر علی چون شیر و شکر بهم بر آخته اند
اگر دل تم کیمی را توانی کرد نشاط و عیش نبارتجا توانی کرد
اگر با بر ای صفت هزار تندی همه که ورت و لما صفا توانی کرد
شعزلات هوس کر برون نمی گامی نزول در صرم کبر یا توانی
کرد ولیکن ان صفت ره روان جلا کست توان زین
جهانی کجا توانی کرد نه دست و پای ال را فر و توانی بست
نه رنگ و بوی جبار با توانی کرد با این دو سر یادان که خندان
بیدار اند که دانی جهان ایشانند زنگ از خری
ایشان شکر کوه فرست کا فر شس می خوانند ای نفس که بخت
او او هوسنی در جانت یک نفسی دنیا حجاب
عشیه عمر که در صورت بر روی و بدشمن زور عاقبت

پیکر میرد دیوانه بود هر که ز می بلری
 آبیست که آتش نشاط انگیزد از طغر
 کرد همه مشکلات عالم رطل بیرون چشم ز بند هر
 هر بند کشوده شد مگر بند اهل کفر جوئی را ضد اسان بود
 محکم تر از ایان من ایمان نبود در هر جو من یکی و آنست
 بس در همه همسریک مسلمان بود از آنکه در همه چشم
 حکمت طبیعی و الهی رونق تمام در همه چشم
 کنجید انبیاست قانون طب چار جلد شفا کرده جلد اشار
 بروا تمرد و جلد حاصل و محصول بیست جلد مختصر اوسط در منطق محقق
 محسب طبی موزر سبدا و معاد او صاف کلیه او و به قلبیه کتاب الهی است
 هدایه علل اولی حکمت مسرفی که در همه چشم
 قضا و قدر است مگر به آلات رصد در همه چشم
 سنالیه بن سیدن در ایجاد و اجرام در همه چشم
 در همه حقیقی و مجازی صاحب بر همه چشم
 در همه چشم

همه همی تا از آفتاب ان کفن سخن است

و کرده را بسلاست نیز بر رسم کاری

ترا سلامت بید و مرا انگو نیاری

مرا بعم روزگار نیاری بنید چند مراده

ازین زندگی و هشیاری ابوالمعالی خاس

سمر کرده ای چون ملک شاه سلجوقی رخت

در خدمت آن پادشاه از شعر اقدر

ارسلان می بود چون محمد عیلام عارض

کحل بشارتش زایل شد مضبیش با ابوالمعالی تعلق یافت

انام سلطان ملک شاه عارض سپاه سلطان برکیارق و سلطان

محمد شد کفایت مال بسیار بعرضی امان و آه

برادر کر خسته کالبد و حکیم انجا و الی تزیید

بسیار از سلطان ملک و مال او زود

ازد و بسبب مطالبه دیوانی شار

بما فیه و طریقه مسلم باز گشت و در وطن خود تقصیر

بسته به نفسش گشته شد چنان که آن زبکام تو زبکام
از شود و بکام اندر یکی مهربان یعنی کینه و
درد از هر دو از کین زنده در خبر جو بیمار کرد و کرد درست همی تا خراوا
برند سر همیشه شش بر شش مهربان همیشه شش شش
کینه بود سپاهیت بی موب و بی چشم تنی در نهر اران تن او
بیشتر زوری زود فکر تودر دل و خود تاجی نهاد سیرت تو بر کز
زبان خستیم ترا بر لبند بدانک جو بر زمین زندش خورد
بشود نسکین علم روحانیت انعام تو بی انیم کس ای عجب
در جسم تو روحیت یاروح الامین آسمان فیروزه کوشد باین
سازی او چون کین سازی ز چیری کت بود زیر کین یکا یک
کنار زنده تیغ و نیزه سراسر گذارنده تیغ و مغفرت یک اندر
بشت لشکر و لکان نهید که خبک جز بشت لشکر جو خندان همی که
بنداشتی همی بر ان زمان خلاست چون شیر باد در جو بر تم شیرای
هر یکی از سرد روی این چشم بر چشم دیگر اگر سعادت خدمت و

۱۱۳

رشته اند غریق بحر نیلچو من هزار شهر
ازین قبل مدد جان خلق گشت هوا
گفته است که داری فضایل بسیار شهر یار و یارین طاری
مشهور بیده خدای رازی که سدره المنتهی فیض نقش در فردوس
محبت لائل هیت نبوت کشیده مرغان اولیاد خواجه
برشت احسار طوبی شهرت نوای شنای خانه ان
می آید و کرشاهی باید خواندن این
بیمه از صیبت از غیب عراب که دور گزوم از دایره از احباب
سند که روی من از خون بود جو روی او سند که روز من از غم بود جو پر عراب
غتاب که در باد لم زدوری است چو دست نامه فرستاد سوی من عیاش
لطیفه گفت نکلی پوفای بی معنی کم از درود سلام و کم از رسول کتاب
من است که تری جایگاه رحمت شده بر دوری تو بر سر تاب و ضراب
گرفته خار همه معدن کل خود رو کا شده راه بر سر راه
کلی بر نامه چنین که چند نماید بود

۱۲

سید مرتضیٰ
بیت زار آنکه در پیشگاه
ببیند این بامارت بر سر او که بود سزا
بمصطفیٰ رضی الله عنده نصی نشوی
باقی کتاب بمثل این راه توانی یافت
سید مرتضیٰ

مصحف عالم ابوالحسن
از
این قطعه را بپایه المعالی نام شخصی نیز منسوب داشته اند لکن ظاهر است
که تخم کمانی کاشته اند و از همین ابوالمعالی رازی است نه
سه سال ظفر اهل ظفر یافته اند یا نه هرگز بخشیده است بدی نیک
سکال که سه سال بود کام و او هم نیک پس چه بود آنکه ناگهان
پنجبر و آل ابوالفضل در بر حقیقت سیر اسی با حلیم محتار می و بنای
در یک عصر تمام بر آرد رشک حسان و مازنی انام ابو جعفر علی بن
القاسمی قدرت تمام بر صفت کلام داشته خرم در نگاه فضلش تر
محمد عوفی گوید که اشرف
محمد اوجیب

ابوالحسن غلی ان سید لوالا
چو دین کفر کشاید در ثواب عجا
زمصطفی با هست خبر او که گفت حقا
مقال این بناید ترا در نیه و با
چو از ساره توانی شدن بر
برو جانکه رو چو اوج طریق صلو

ظفر و فتح می تا بد چون نور از
این قطعه را بپایه المعالی نام شخصی نیز منسوب داشته اند لکن ظاهر است
که تخم کمانی کاشته اند و از همین ابوالمعالی رازی است نه
سه سال ظفر اهل ظفر یافته اند یا نه هرگز بخشیده است بدی نیک
سکال که سه سال بود کام و او هم نیک پس چه بود آنکه ناگهان
پنجبر و آل ابوالفضل در بر حقیقت سیر اسی با حلیم محتار می و بنای
در یک عصر تمام بر آرد رشک حسان و مازنی انام ابو جعفر علی بن
القاسمی قدرت تمام بر صفت کلام داشته خرم در نگاه فضلش تر
محمد عوفی گوید که اشرف
محمد اوجیب

که از جمله لغات زمانست شبیه هم که بحسب اهلک شهر
 قضیه بحسب امتحان با و فرمود که در هر بیت او چه از خبر از هم با بنه
 بکفت و این سه بیت از جمله است دیوانش را گویند با خودش نموده
 اعلی برده اند که شوان یافت ای پاک همچو آب سحر طعم طار غوار
 لطفی بکن جو باد مسوزان شمع جویا کبکی بگناه رفتن و طوطی که سخن
 جرعی بگناه حمله جویا که نکار آزا که خورد با ده عشق
 امروزستی آرد و فرود کند **سهمانی شریعت و مشعل محمد بن سلیمان**
ابو سهل جملوکی از لبار اولیاست هوی بودی تجرید و نوشتند
 جام توحید ارشاد شبلی کشته با کمال آزادی خاطر اراک سبای طاهر
 قضی القضاات خراسان بود در سائیه همای حشیش لبی آزادان
 از سنک نیدان که قله بران عناد رستم اند از جمله ناصر حسن و بدستاری
 او بازرگفته شریان خراسان آسان را باشد در سال سعید و شصت
 هفتاد اردار قضای عالم مجاز محیطه حقیقت بر رفت اشعار در
 قابوس و نیک نیران عربی و فارسی بسیار گفته و لیکن همه
 بیونیکار از لیب طبع یافته این رباعی در تبار آن آما

۱

بیت داده اند
عزاسان مذکور: اسماعیلی و احمدی

عزاسان مذکور: اسماعیلی و احمدی

ابونواس نام او حسن بن مانی است و در کاس بلاغتش در

ایام یارون الرشید بود در یکصد و نود و شش نقش کعبتین حیاتش

را که در قضیده کمال است بوی نسبت داده اند

زند سخطت ز بیم پاپس تو اش رتمه صد نبود

بدر آسم مشهور بجز زرق این بیت از بیت مورخ طریش در

بسیج اقصای کلام فارسی جلوه فروشی نموده جزای نیک و بد

با ضای انداز که مگر هم خند او ند مکر کرد باز نظام الدین ابوالحکام

کجوی همچو کوهر آن کج کجبه آرز با پچان فاسته در خدمت سباط

جلال الدین احسان مینو مهر شر وانشاه کیه پافته غزال

نثر وانی و ملک و خاقانی شاکر این او بنید با انامه حسن

و کت پیر این قبول در امدی خویش بسته بود جزوی جزئی را بحرانی

مشهد بزرگ خاقانی سر و

فاطمه ساه
تاریخی زیبا

۱۷

قدش پرورشش گرفت	خونانک بجز نجات	هر از نامزه سر
طفل اشک عاقبت آن	بمخ پیوفا	از چشم مایه و بر روی
بشی کا دم از روی سستی فایز	فلان کسیت صاحبقران	که فخر است ساز و فر زمین زمار
میر اهل عواید خاقانی	بستی چنین کم فتنه مارا	بفضل و هنر و جان
بستی و تا او بچینن سهو برین	بودن سارده تا بشو ان ق	نکولم اکبر و کعبه اوم
من آنکه که از ما در دهر زادم	اگر راست پرسی ز رویت شادام	متو بخند و صلح و سیم اوم
هر استیصال است در این	منست بهم پدر خوانده هم او شام	زبان تو در شاهری برکشام
جو پیری ضعیف شایسته و حسرو	تو ای فضل الدین بجان غر زیت	ز خانه و جاه و صلح اوم
تو ای فضل الدین بجان غر زیت	تو خود قره العین و فرزندان	بجاقانیت من لقب بر نهی اوم
چو رعیت خودی با ستادی من	چو رعیت خودی با ستادی من	اگر گفته ام فریبت از بس نیاوم
اگر با به تو ای شایسته	چو رعیت خودی با ستادی من	
چو رعیت خودی با ستادی من	در و کر سیر بود است بشروان	
بیزدان گفته ام کا دم		

ز تو آب و آتش نه من خاک و بادوم	بهر داری بر رخ قدر چون قمر
نکاهم نکاهم بکاهم بکاهم بجاد	بخدمتی که مرا بر ضد ایگان بودا
یکی نمتاب دوم بادیه و دیگر آوا	خسب لوک منو جهر مهر سپهر کرم
نه بر بادیه و جا است این کد ای قام	مانند نخلی که ز من شکست دروغ
زبان میاوی این کوهر زمانه بنما	دروغ تر سخنی آنکه شاه گفته شد
جو رفت جان بنیای من بلند نشنا	مسافران سرتو مسکنه افشا
بیالده از سخم جان بو علی سینا	منزه است
چو من حکیمی خانی نباشد از عدا	جان جربانیان
درین دیار چه اکم شدم لبان	
شده زمان و زمین فخر دین ابو یحی	
کز دست زنده و فرخنده خاندان	
مانند هنر کی کوزن میبندد شانه	
بو العلاء که ترا هست بر لبان	

کز آن عیب در دنیا نشان کفایت

جو که یوسف پاکم ز خوردن زان

مزور نیست عجب پیره دست شکر

چگونه پاکیزه است بولب طلبه

ز کینه و حسد این منافقان فریاد

سببار عدل قیامت کجاست تا

نخورده دست هر که تکی بدست کسی

بند هیچ خلق بیدار از تو بیچاره زنی

هر چه اهل و محل بر من

جو نفس عاقبتش از آدم از طرف

همی ز کار و ناز دیده صد رت عرق

کسی که یافته باشد محل او ادنی

نه نثرم شان ز محمد نه شان خدا

بنفشه و ارز با ایشان درون کز قفا

کربان تو بیچاره آون صعب

مگر فاکه جبری برش نکرده خطا

حکیم ابوالمثل نجاری با شعرای زمان آل سامان و آل لیت هم عصر

و هم حال دست محمد عوفی از وسه بیت آورده بر افکنه جبری

ضیاء بر سرت بچشم تبان طلعت است آن ضیا نه بینی به باز سبیدی

کنون الی لب بیزد از تو سر آینه بینی سمن بر که سیمین شده

سنگ خور پو شیده بر که کیا ابوالمو بی بی از پیش دستان شینت تنگ

جوابه خانه سختت شهرت تاریش از اوج فلک میرج بر که شسته است

تطایعی عو و صنها و غیره با ابوالمثل از سبیل از شعرائی سامانیه معاصر

کفکزه بلای تن جان کس نیست
 کفکزه بلای تن جان کس نیست
 عجب بر سپید همین او
 عجب بر سپید همین او
 جانی که بود تن و جان اینم
 جانی که بود تن و جان اینم
 جانهای دشمنانش جو زره در جان
 جانهای دشمنانش جو زره در جان
 جو آقا شش کنی مقدر
 جو آقا شش کنی مقدر
 عقیق بلین در سهیل
 عقیق بلین در سهیل

پروا ببری از سخنان زبان بقلیم طبلت و حالت بود طغرل
 پروا ببری از سخنان زبان بقلیم طبلت و حالت بود طغرل
 از اشپیان وزارت سلطان سلجوق بن ارسلان سلجوقی شاه
 از اشپیان وزارت سلطان سلجوق بن ارسلان سلجوقی شاه
 پروا از نمونه در آخر عمر از آن مضرب استغفار کرده بلقمه و خرقة صویا
 پروا از نمونه در آخر عمر از آن مضرب استغفار کرده بلقمه و خرقة صویا
 آنگاه نمود بر عزی بودیم مانی کفاف بسالی بود کینه دل قی پند
 آنگاه نمود بر عزی بودیم مانی کفاف بسالی بود کینه دل قی پند

پیاره و لم جو حکم راز یافت
 پیاره و لم جو حکم راز یافت
 در سایه رخت خور و میان
 در سایه رخت خور و میان
 کمان طبرزد بخوری ابو اللیث طبری از حمدان کتران اما محمد بن خودا
 کمان طبرزد بخوری ابو اللیث طبری از حمدان کتران اما محمد بن خودا
 این چند بیت سایه پرورد کلید پیران است و لم میان و لغت
 این چند بیت سایه پرورد کلید پیران است و لم میان و لغت
 سرگشته شد ای مردوی زهر انگیز حشمت همی پیران
 سرگشته شد ای مردوی زهر انگیز حشمت همی پیران

زلف را چو شانه کنی هم زلف تو در شانمی در آویز به بر چهره

زخم وقت سحر نسیم زلف آن خفته را بر انگیزد ابوالمظفر ابراهیم

محمد عوفی گوید از شاه زادگان آن ناصر است بستم تاثیر چه آید که

تا در تقدیر چه زاید و کمر ما در کس نیست ز کرد و فلک

موعظه نیز نماید و کربش شاد بدالم که چو بسجده دوری

ایز عیال باز کشاید و کرب فلک الدین ابراهیم خلیفانی محمد عوفی

واسطه قلاده آرا سامان بود و غایب دانشی سامان ابرسن و را

او بودی اگر چه مولدش باور الهه است ولی نهال جلاش نشو و نیاید

زلف را در بند و تاب فکنده ز کسان در دست خواب فکنده بی

روان خویش را در دو خویش از می شود احزاب افکنده

تو با یاران چه گرفته خرد در کج غنیم سودا گرفته

بورا در حالت ای پری بر بر می سکن همکار گرفته

شیخ ابودراغ المهری الجرجانی محمد عوفی گوید معمار دیار فطرت بود در

مرح امین خراسان خشن بود بی غایت با فکر ت کشوده این چند قطره

چند از لبش اگر دولت بارود کی نمی مانم عمر بکرم

۲۳

اربعوی ششم او بیافت کتی را ز بهر کتی من کوز بود

هزار و یک کو یافت از عطای ملک

بهر کسی که نباشد زانتر شرف

شجاعتر شاهمه و یوانکی و صفت جوش

جان شناخته کشتهم روز کار دراز

بیا هیچ بهتر از مستی

از زره پوشان سپیدان فصاحت است محوئی

گفته که از صیر بنا رکیس به مسافران و یار مدحت سلطان محمود است

زره پوش ترکمن آن ماه پیکر

جو یاقوت حوام لبش را بخوانم

در محمود حسرو نبود و نباشند

سفر کرده شاه و سفر کرده پیر

صوری و مشهور است در زبان سلطان عیانت الدین محمد

ملک شاه سلجوقی طوبی ملاحش در پشت شهرت نشو و نما ظهور کرده از

بین کلیه زبان خیال که روشناس اهل کمال و سخن در

۲۳

البیو جمال است از اطلال این قضیده مهر وقت که از صنایع و عمارت
 بهفت کرده یزیدان مردم زبده طراز است بال مربع رخسار
 اشک زینیا بر خیت یوسف کلین صوفی صندوقی حنجرت کون در بار
 کرد بر دین بار صبح مهره مهر از صبح برآمد ز کوه امین طلسم گشان
 جو بقیس حیرت از کله ای امین جانما فدای عمره سحر آفرین
 دلگداز بعل لب تشنیت خید پر صین کنی ابرو ستم از ستم کنی
 خنده کن که بره از دل ما باز کنی چشم ما ز فرقت از دید موج خور
 درین بسی که بود از بیده سر برون زو بین سینه مینماید دل صحرینت
 که شده ز غمت آه آتشین منست خلیل کعبه عرفان ابن اسمعیل
 صاحب شیخ علوم غریبه و صنعت اکیر است قضیده لغزی گفته
 در بیان حقیقت حرم و تفصیل اجمل آن زبان رموز و اشارات
 و معجز بیان آورده سلیمی با در مینت که با گوشه شمشیر آواز
 شد تا زبان قلم جاری شد چار غم بر دست اندر یک شجر
 زانکه بسیار است در وی از غمتر کرد بست آوردی شمشیر
 آرزمان انسانی و تسل بشیر سر خیزد بر این دست ابرو گوید

۲۲

از همه این اولی روان این است بیشتر منحصراً در بیان عمل اکبر
 از غیر قضیده در بیان حقیقت حجت علی آوردن نمونه رأیت چندین
 شد که آن دنیا در روان اکبر اعظم است عارف بد حقیقت در
 دورماکت تمیز را کماهی نیکو بدان وزان بس مشغول شو
 بصفت کین جزو عظمت این کار اپنا بود اسرار او یا
 اسرار نظام شد بر هر که حجت این عمومی که نخواست در حقیقت
 خاموشی اندرین من شرط عظمت هر که از حقیقت آن باز آید
 بهر جوایش نشود و اسرار است او شخص معزبان از استادان من
 کیست قضیده محقر در تقییر کیفیت حجت علی اکبر بیان معزبان
 جلوه کرد و مطلعش نیست روح و نفسیت بر طبق اندر
 از او بر طبق روح آرید چون فایده در این بر نظام نبود و هم
 باقی ایامی بود و هر قدر حجت علی اکبر با بن اسیر و در حقیقت
 مملکت این صانع است کامل است و اکسیر این باستان است
 منموز اکبر حکمت طبیعت رشک طلای معزبان بر صدق
 بخوبی مذکور از این دو بیت او دو کوا سه بود همین گفتا نمود

۲۵

۱۱۳

آتش ایندی که با پیمان بود / آب با بر تشنه با دهن بود
 آتش کار با همان کن در آن / و آن زمان در آشکارا آشکاره
 قطره دیگر در تنویه و تصعید و عمل و عقد و مشق اینها که درین بین
 بی عمل آکیر با اصطلاحات اهل این فن لازم است در عرفات
 عین مذکور بود عدم رقتش را به از وجود دانست ^{مستطوره}
 بلبر بنیاد هدایت و عرفان ابن ولد و لذارت
 محار و مبیست علی حسام الدین که احدی طلبان مولوی بود بعد
 رحلت ایشان او را بر سنده ارشاد ^{مطلوع} محل ساخته با او بیعت نمود
 مولوی زاده در صنعت آکیر نیز اشعار بسیار دارد و این بیعت ^{مطلوع}
 قصیده ایست که درین باب از واردات اوقات اولت چند
 نصیحت کتبتش در وقت آشکار بر عمل حق ترا صدق شو که هرگز
 و شنیدی قریب به بیعت نیز بیعت مذکور بشود در این شرح که
 بیات از اینجا است ^{مشتواری} بشود از صاحب ^{مشتواری}
 عبادی ماورانشیند کین ^{پهلو طفلان} منا اندر سحر و زرد
 در آن زمانه که بود کرد ^{بیدار و علی بود}

۲۴

جنبه صفتی که در دنیا بود که وطن همی وی بود شرف صحبت او در ما هم
 به با نیت و محاورت مکرر فایز کشته از لطائف انقاس او
 اقباس نمودم واسطه عقد ایام بود که هر آب از هوای طبع او لطف
 تو ام نمودی تا این چند که هر آب از زمینان خاطر او در صید
 از دنیا پرورده کشته از صبا وقت سحر بوی جان می آید که
 از طرف جهان می آید عاشق روی کل بد نیست در
 از چه اشک که بگری آید لاله پرورده آن شیر نیات نگه
 کز بستان سایش به بان می آید ساله رعد چرا می شنوم از لاله
 کز از غیرت دستش بفتان می آید زهی از روی شمشیرت قوی بشت
 سبب از امرت را سخن استی و جان پیش صیت حسانت که بود عالم
 صبا را پدید نیکی آمد است از تنگ میکانی
 بوقت سخن که هر تیره دل نشی کانی
 در از روی که از خار سار هم کانی
 در از عکس خون کشته است غم
 قضای محکمی که ز آسمان سونی زمین
 چهار از تنگ که در روی اقبال سنی

۲۲۴

که از روی تحقیق صورت اقبال را عجبانی بیند از آن شهری که
 که جوهر شماره دولت از آن است جوگانی همیشه تا سهارا حاجت
 بخورد شنیدی همیشه تا فلک بر حدس نبشاند بگیوانی بان برخت و
 محبت از هر غمی فارغ که جاویدان هر آن کام و مرادی کبیت می آید
 همیبرانی ابوطاهر محمد بن عبد اسد الحسینی اسفزاری در رساله الامار
 من اخبار البخاریه مسطور است که وی شیخ الاسلام و مقتدر عالم
 نام بود تاریخی از مرثیه بظیر ماضی و تهنیدت بپیر نانی که از مرشدان
 زمان و علمای دوران بود کعبه و این دو گوهر است که در خوران
 رشته سفته طال می تا خرق القلب من نار الفرق
 ایما الحرمی فاصبر فی عقوبات البلاغ ابوجعفر ولی بنج خوری
 معتقدی است سوی اوضه زحیم و جانتو علیه و سلم علی
 بنی مفضل و مفضل فوت بجز در شصت و یکم در رساله الامار مسطور است
 که شیخ ابوسلام الفاضل المود ابوالمحامد جلال الدین محمد که
 آثار رسول و نمازین برکات آن قبول بود و وجود کائنات صورت
 و مستوی حسن کتانت و انشاها ابو جعفر محمد بن ابی خورشید و دیوبند

این کتاب فرزند زاده های بخت ثانی است که همواره نام او را در موعظه و
 محضر و تدریس مسلم داشته اند از جمله تصنیفات او ^{دین} مساجد العالیه
 فی بیان الدین در اصول و فروع است ^{دین} این دقیقه از دقائق علوم
 حکیمیه و ریاضیه و معانی پانیه بنوده که در سینه او خزینه نشسته
 هر در چند سیات پید پضا داشت از جمله تقسیم آب قنوات ^{در} حرمه
^{در} عملون تخمه واره که عمل باومی نمایند از پنجه افکار ^{در} سالیاء
 بکیر درین باب ^{در} کتبا کرده و کتاب الافلاح فی باب اللور ^{در} دین
 فست و از تصنیف ^{در} سوره و ست مرصاد المخبین و رساله صدایه
 المند سین و رساله اسرار المتاکلین و رساله عجیبه در علوم غیبیه
 و در آخر علم ^{در} حکام بازگشت از که منظمه در کربلا بدایع فرزند سوت
 و جلاله من از روز دیده خود گشته ^{در} حشریه فرمود و لوح مرقد او نیز
^{در} ایامی که فرستی در همانجا ^{در} یکم آینه غیرت امان او را کشید
^{در} این رباعی نیز ^{در} است ^{در} اعتبار اوست ^{در} بکر ^{در} نظر ^{در} عظم
 یکتیکه بر خاتم غمناک شود ز بهر من میدم آن ^{در} بکر ^{در} زهر ^{در} حال
^{در} با طرز و ^{در} سستی ^{در} پیمان ^{در} کتم ^{در} این ^{در} درد ^{در} بر ^{در} آید ^{در} عالم ^{در} در ^{در} سلمه ^{در} آیت ^{در} ثانی

۲۹

۱۵

اثینین یا فرہانی العار زمان حال بر تقدیر شیخ الامجدی
 تملکات نمودند مولفہ الیٰ سنہ ۱۱۰۰ قمری کہ در جباط ان
 در زمیہ حاصل فنا خواہ بود یک مسرہ بخید دست زار بود
 یکز بخشہ روز کار بارشش ز بود صاحب علوم عربیہ و تفسیر ابو جعفر شریف
 العلماء بود و او ثمرۃ القواد قطب الاولیاء عبد اللہ لقیہ
 ست بعد از پذیر حکیم و صیت او بخدمت ابو عبد اللہ
 بن عبد الرحمن العارضی کتب شیوہ مخدوم و تفسیر قرآن
 پذیرشید و چنانچہ در رسالہ الا برارہ فی العبادہ الا حیا دستور است
 بعد از فوت پیر خود بخدمت شیخ ابو حیان التوحیدی المسمی علی بن
 محمد النبعہ ادی بموجب امر او شتافتہ و ابو حیان پیر را بخدمت
 خویش بکعبہ منظم بردہ اورا بلکہ و صدق و صفا اشارت فرمودہ
 برفات معرفت دلالت کرد و تا موتش ازین ملک بجا کفایت
 بصحت یافتہ عمر ۱۵ خلاص بخوبی اورا رسیدہ الیٰ موتش کردہ سہلا
 لا سود تفرید نمود و بس از ان عمکاف بدینہ عفاف بید آمدی
 سرفراز شد کہ چون حسن استعداد او را در برابرت امر ایراکونی

۲۰

مستوفی کرده در صحت ارشاد طوالب آنها مشایخ داد و بیست خشتش را فرمود
و در آن روز علم از علوم غریبه ویرا تعلیم کرد و صاحب عرفات گفته که در آن
رساله نیز گوید است که ابا شیخ جن کرده و شماره جنیان کوه برین
از کلبه در بار آورده با و دادندی او بغیر و حتی و قمتیش با جانتند
مخرفه غری و از اینجاست که او را شیخ الجن و الالاس میگویند

در خط تصنیفات او کثر القلوب و رموز العیب در علم غریبه است
و از زبان عرابین بیان ادب این باعی بس بدیست از بس که
بیدیم از و حال تو عمرتی جوایی فراق کشتم اندر فراق اکنون
که من و فراق تو کرده و نفاق خواهی تو بشام باش حامی بعراق
در ایام مسافرت باش شیخ ابوسعید ابوالخیر در نیشاپور صحنها داشته
باز کشتن بشر از بسی سهند آشنا مان لذت طبیعت را از بشر از
حرف من کس به بیاد آمدن حبت پر زره کتاب موده و از مصلحت
او ایام قاضی ابوطالب حنین سید السند المشهور بها با کوهی بوده و نیز
نمودند که در ۱۱۰۰ هجری در عمکاف مدینه و کربلا آزاد کرد که اکثر حاصل
مطالع و قاضی ابطن بعد از بطن شده اند و در علم لب اربلان

۳۱
۱۶۰

می بود و ششاد و شرح سالکانه مشهوره از دهکای آن حضرت است

دو بستر عالم لاهوت صرا مید این غزل با در خزان از دیده درین شرح

ناز گرفته بجز و نستان و بس منی با هم بپوشند

بین سموی من آید چون بوی ضد از دم و پس القرن آمد

معطر کند آفاق جبارا و بر تو این بود

در سپ نگریم همین تا تو بر آید زیرا که سهیلی و سهیلی

هر چند بگو شوم که حدیث تو نکویم تا اول سخنم تو اندر و من آید

بیر جو بقیوت شود چشم تو روشن که بخت مهرت جبر میر من آید

شکر ضای کن که موفقت شدی بجز انعام و فضل نه معطل کن شدت

منت مننه که خدمت یاران همگتی منت شناس از آنکه بخت بد شدت

شرف الکتاب مجدالدین ابن الرشید محمد غزالی بوی الغزالی

از اعیان فضیلتی حراسان باریاب دیوان بود

آن حضرت و کمال بود محمد عوفی بود در همه ارمنی و عربی

و الوزرا و اعلی الکک حاجتی بود در سلک ندر بیان موی در آمد

این ایات نقل چند از شربت نمازه و طبع شکر بر او است

۲۲

پیر شکوه دار
 کرم طاور سمیاری خیالت بهم خفا
 کز نور ابد رگانه وزیر داد که برد
 که هم علم علی خوانده است هم عدل
 ز شیش کبیر و بیشک اگر بنجر برده
 ز عیار عارست هر نوری که
 خرد گوید که با این شرح و قلم مختصر
 به از آن طره سینبل مطر از مطر آرد
 بروی ز عرقانی پر ز خواب حکم آرد
 کرد عالم داستانانی که در
 کم کن از هرگز زمانه کرد
 پیش ازین بجا و ثانی کرده
 خدمت صاحب قرانی که در
 در جایش بی زبانیک
 شیخ ابوالحسن بن احمد جامی از فرزندان صاحب سجاده و آرشاد شیخ

گرچه من که در این روز بر گردن **سید ابوبکر قریستانی** اگر
مستقیم میان صورت نگارم **مرزا** ادان محبته دست تکمیر

در روز جان من بر طلق ادر
علی رازی در مرصاد العباد شیخ نجم الدین از و نقل نموده

بدتبان خشم هر جان بخشد ذوق ز جان خشم
سیکونه بنسید که زبان هم من و انم که ترجمان

خواجه ابوبکر بن محمد بن الملک در نوید حوالی نبال طبعش تنبوه نظم
بازور همیشه این دور ربی دو دو شده کل ازان شاخار است

رفتم بود اعکاه کردم طلبش زان بس که بسی کشیده بودم بختش
فریاد بر آمد از لب چون رجا فریاد یوسه در شکستم بلبش

دو عالم بوحال خویش چون داد تا روزیم بختیسته دل پر امید
هر آید در شجاعت بزم جوشب سبب از نور سنجید

ملک ابوبکر بن احمد جاهی در بجان و دوی
ورادت و اطلت داشت بسیاری از گلستان دولت او کلکهای کلک

خنده بر مرا میدزد اندم جمعیم گوید بشف خدمت و فی رسید نبال

۵
۱۸

و بعد مرا تر متپا فرمود هر شب بجهت عقد مجلس شکر می ای بلو در حضور پورف
 اجتماع ارزانی داشته و زلفیات و لیلیات پی در پی نواز شد
 وقتی تیرجوه بستان بود این رباعی انشا نمود ای دست مراد
 تو از دربان به زدن از هزار پستان به هر چند چو من نه از عشق
 هستت کس را زسد دست زلف لپتت سبز زهره زاره
 که برسد پایت جزایزه که آید که گیرد دستت در آن عهد که سلطان
 سکندر بسبب مردانگی که در بعضی مصافها نمود بود و حسن را با او جایزه
 داده بود در این رباعی را در طب زمین داو رکفته سلطان گفته که
 ای تیغ تو کرده بر خاتک زمین و خون حسودت همه کلزک زمین
 بخشای بجان بنده که آورد او را صیت کرمت هزار و سنک زمین
 در معدوت تیر و نیم صاحب اهل قوام الملک گفته کردی که بر آه از
 ستم این پستور فاست که بفرمودید که شرح بگویم که رسید
 خورشید را شسته کردی عذر کرمت هم قدمت داند خواست
 قوری شمس ولد خواجه رضی الدین مستوفی قصیده برای او گفت
 که مطلعش نمیشد رخشده کو هر می نیرد کمان رسد یا ز

۳۲۶

رخ نازده کجاستی بکستان رسید باز و نیز در پدیده این قطعه کفحت
 شمس رخ بسوی بستان رسید باز دیده صد و دپارس ز کربان
 سلطانیک در هم و الفایا اسبابه با نظیر از تبریز
 پرخشان رسید باز که جبه وقت رفتن چیزی کفند داشت
 ز کشت کرد عالم و عیان رسید باز گفتی همیشه کفر مع الکفر زنده
 می شوم می نشد که مسلمان رسید وی لب لباب را نیام عین الملک
 نور دیده او تمام کرده ابو بکر بن حمید بلخی و اعطای خوش بیان و صاحبی
 عالیشان بود اشعار شریفی بر زور زهد و توحید ابراهیم
 ز صل بدی و نه سیکی ز مشرقی است این دوا و در کست داور کی
 هر نیک و بد که هست بقدر حکم نازد و در جوار است غایب چیزی
 کجست جویان او و مسود و روز
 ز آرای جلاله موی ابو بکر بن ابی ایاز و محدثی حکایت در
 کجست این جوی حدانان شب ملاوت معنی و لغطا او در کجست
 در کجست آن زلف جبان سوز افکند و اندر غم آن رخ دلاور
 افکند من روی ترا جواب چه دیدم کیشب آفتاب صفا آمدین

۲۰

صاحب ملت ضعیف با جمال نوا و صلاحتی ابو بکر حنیفه اسکا فی عز و
 انتخاب فاضلان طویل اثنان بود و از شاگردان نامی ابو بکر فارسی
 به نثر و نظای عروضی دیری بود که در دیوان لوح بن منصور
 نمودی قدر او شناخته شد و باندازه فصل او را متواضعت
 بهرات رفت و از انجا نزد التکنس باز بسبب نامزدی از پانچ
 جواب لوح نوشت آینه کریمه یا لوح قد جاد تلمذ اکثرت جدا
 در نامه درج کرده در خاطر لوح اثر نمود و سبب شکست التکنس
 نقض نموده و الایالات را بدو سپرد و در آخر حال دارالایالات
 مسعود بن محمود تشریف عبارات او زینت یافت بهیچ در تاریخ خود
 گفته که بخت تربیت گشت او بدارالایالات شد ام و عوفی گوید
 از شعر او خبر و بود و هم بهیچ گفته که چون سلطان ابراهیم در سمرقند
 بخط استاد ابو جهمه اسکا فی غزلی چند شعر در دیوانه
 چون خورشید ملک رسید او را طلب نموده بینه کابین را در او
 سله شعر را بطیفیل قوی انعام نمود و این قصیده را با چندی
 بیج وی فرمود و او را اشعار بسیار بهست از ویوالی ممره

اسکا

چو در می بخت باشد یا نه ز جان تیره نماید بخلق زر عیا

بخت بخت بخت بزرگی نگاه در نگر بدین هیچ نیارد ز بهر خردمانی

تا در زمین آزار برده ای که سبک نماید در چشم و گوش بدست

بهر زهر زهر و شود تیره و بگردد همو بدان خود پندارد چه آید کار

خدا ایگان فلکست نکوت کس که فلک مکان دیگر دارد کس اندر دست

از آن قبل که ترا ایزد فرساید از خاک ز جاگران زمینت کینست و نه

ز زیدی کوی بگشتت هر کس خستت یکی در چشم بر آن راهوار خویش کار

زاد مسیت کرشگر تو خیل چشمت مسک بلذشان بتوان نشینت بر در و دیوار

ز بس کوع و سجود حرم تو کوسی هوا مگر که نمی بندد آهینت

خرد بیکین چون جایست شترنگو که تا ابد نشود بود او جدا از تار

بمان نگوه بیای و بسان لاله لبان چرخ تبار و بسان دابر بیار

ز بار کس که خستت زهرش مسی است چه زهر هم شدم زانند چون فولاد است

ز زانما از در آنکه دل یار و یادت چند آنکه مرا غمت شدادی باوست

گر چه او است کسوت زیا و رجه ما راست خستت زرها

تا چو خستت زیم و یازد خستت او چو خستت است در تن ضما

۳۹۰

بجز رای سیدی بشادی و با

در دیر و نشن شتاب آید

گویند بر آنکه خواجہ فرید شد

گویم از آنجہ او جزو ہر شب

صد ہزار اشہ بن زریہ علیم

و ک ہفت اقلیم

عذیب ہنریانک آید

کز جہ از کسب روزگار جان

شکرنت خدا بر اگاسر

ملکا چسہ و احسا و ندا

پادشا را فتوح کم ناید

کار جو انہی یکام دل باش

ز غم بر گیر و کی نرد دست بند

پایہم چونکہ تیغ یار سیکے

ہر چیز مار سہ ز نیک و زب

بہر کی نعمتی بچکے بر سب

کینہ در خوردش در کس

اسبش نکشد مہی

مردی کند از پر در رسم

با دیر بر رحمت ابرو ہم

کہ روز سیدین جلال قدم

و آمدانہ

در بدفت دیر ماندہ ہم

آن ہمہ صعب کشت حال سلیم

کیہ سخن گویت چو نط

جون ز نذیج رامیان ہم

صبر دہ بر ہمہ بیت و اقلیم

کر شہیدی کماست

در نمائی ز ملک ہفت ہم

ما شہد از حال یک ہذا ہم

خون کسی بخدا برسد
رضیه داخیم مهر کیشن تعظیم
هنگام رسید ان جنانکه میباید
خواری بنید ز خوان کرده میدان
جلال الدوله ابو محمد بن محمود الغزنوی چون سال صد و میت و یکم

بین المدوله محمود میرض و ق در غزنین و دعیت حیات سپرد امیر سعید
شاه پیمان بود میر علی بن ابوالارسلان خوشین سلطان محمود
نویسل احمد بن حسن محمود و جارا ابوسلطان اختیار نمود و با اتفاق جمهور
امیر الضیر الید و امیر سعید در سامان حکم و صیت پدر پادشاه شد
در این راه بر سلطنت امیر محمد یکذشت سر ایرده بجانب
بره و در امیر یوسف علم حاجب و دیگر سران برگشته اوز در قلعو کج
نیز محمودس بود و در این راه در غزنین بافتند بر این جهت میمال
امیر محمد بن سعید نموده امیر محمد بر دست او امیر گشت و در این راه
شاید در قلعو کرد از نگاه محمد بن محمد امیر سعید در اکتت و یکین ال

بیکر محمد یام شای نوز و در این راه در صیدوسی و سده بشاب الدوله

۲۱۰۰

بود و درین سخود بزرگم خود خرد و فرج نمود و درین دین و نور که در زار کشته شد
 و فیما قیاد عاقبتش فتح و بی حال بود و گذشته امیر محمد و سید محمد
 بامیران لشکر او دستگیر نموده بقصاص پدر خود بهلاک رسانید و کینه
 محمد را محبوب بود که در آب غرق شد و درم نیت یا او این رباعی
 فرمود و دیگر اشعار نیز دارد رفتی و دل حسنه مشوشی بی تو
 میشن خوش من خوشی بی تو تو رفتی و آمده من بدتو زین
 تو در آبی و من در آتش بی تو صاحب السیف و القلم **نظام**
نظام اللک ابوعلی بن حسن بن علی بن امیر چون سلطان طغرل
 بن میکایل بن سلجوق در سال چار صد و سیست و نه در نیشاپور
 کشت مسعود بن محمود نشیسته پادشاه شد مدت سیست و سه سال
 بنیال سبطنه در اینج مملکت نشاند در چار صد و پنجاه و پنجم پادشاه
 در نیشاپور در شهری در کبذشت بنو حنب و صحبت بود آن سلاطین
 بن جعفر لیک برسد شهر یاری تکب زده و از زالم مقام با
 ابو جعفر عبد الله بن قادر باشد عیسی بطلب عیسی بن علی
 الب ارسالان بر این امیر ابو معین در بایه القاسمین رفت

۲۲

نظام الملک ابو علی زاطیب این وزارت بر افکنده و الملک
 وزیر طغرلکب بود بکشت نظام الملک بابت نظام
 وزارت اشتغال نمود و الی ارسال در خیمه
 بود و در سال چار صد و شصت و پنجم در کنار حجون گشته نشد
 سلطان ملک شاه نسبی خواجه نظام الملک پادشاه کردید و از
 کتبه مشهور خود صبر نظام انطاکیه مغرب در فرمان او شد و خواجه
 الملک اجرت بلا حاجی چون را بر خراج انطاکیه بکشت
 تبه در روز کاره مانده کوشید و چون بدبختی سلطان خاتون گما
 ملک شاه از منصب وزارت معزول شد تلج الدین ابو الغیاث
 ضمت نظام الملک را اهم در آن چند گاه یکی از خدوین
 شین سیاح در نهاوند بزخم کاروی شهید نمود و گفته اند ابوطاهر
 اثنی عشر بوده است ملک او را کاید ز دوزخ و از او هم مضامین
 بیشتر بود پنج و بیست از جیل روز نیز سلطان
 در بغداد در خور کشت بابت حق تعالی را جواب داد و نظام
 الملک در هنگام زخم این قلم را گفته سلطان فرستاد و گویند

۷۲

به صبح آخر قطره از جگر بمانیت که در سفارش منغری گفته بود
 نموده چون بزرگی حس و مرتبه خواجه مستغنی از اطاعت است
 این قطعه و دو سه ریالی از او گفتا نمودیم کجند با قیام
 پناه جوان بخت کرد دستم از چهره ایام سردم . توفیق نکونای
 طغرای سعادت پیش بک العرش توفیق تو بروم چون
 شد نود و شش ز قضاوت علمم اند سفر از صفت کجند
 کار دلم دم بکذا شتم این خدمت و برینه بفرسد اور
 بجاوند سپردم . چیز زلفی که ماه در چشمها و بخت فرمانده مر
 روز کار فرمانبر اوست ترسم که بنا کام بریزد خونم کین شوخ
 دلم بچون من یا ورا و است هر چند ز تو جرئت و عجز یا بلم
 اند گشت خیال بازم هم یا بلم این طرفه طیبی که چو بیمار سوم
 هر چند که بیش جویش کم یا بلم من پر شدم خطا تو بر هم
 زرد دست با زار من و تو درین دو معنی بشت است این
 ز من پر چه هتیار و چه مست ایمن نشین که هر دو آتش
 نیشیت تا از شب من سه بدم بر زردم مستو تو

۴۴

کتبه بر روی زر رقم شد آمدن کار من اکنون کم زیرا که شب و روز
 در خدمت بزرگوار من و زرای با زب و زین ابوالقاسم احمد بن حسین
 بن محمد بن یحیی و تازی بود محمد عوفی گوید در فضل و کمال
 بزرگ بود که صاحب عباد را با وی مکان عناد نمودی مصابی
 در خدمت او صبی نمودی در او ایل سلطان محمود صاحب دیوان
 باشد و چون ابو العباس فضل احمد آن وزیر عالمقدار
 بود از قیام حسین بن علیم و با شتافت وی در صدر وزارت
 شستیت و نهال ملک را این بر روی کار آمد و ابونصر عتبی ذکر
 در تاریخ همین نموده این سرملیت از بدایع طبع جواهر صنایع
 بر او رسیدی جوانی نگر مگر که چه گفت گفت ای پیری بفرمای
 گفتم ای دوست ساعتی بنشین گفت من رفتم و تو زوجه ای
 بشیر ای کتاب رنگ خضاب باز ناید کنده شسته بنام شیخ
 خلیل الدین ابوالقاسم وزیر درگزنی در زمان سلطنت محمود
 بن محمد بن ملک شاه وزیر مستقل عراقین گشت چون شمس الدین
 ابوالخیر بطلب وزارت بر فاست و وی این عروس معانی را

۲۳۷ ۲۵

لباین عبارت آراست و وجه استماع سلطان فرستاد
 خوش و عزل من بفرقت خلق را بزر و ستیم بک
 بسیم و زویش و ائقت من بنده و ائقم بخند
 و بعد از عزل بحسب حال خویش این قطعه گفت
 کرد که سلطان و ابو نجیب و وزیر دو عرض دادند این بسوی سلطان
 اخروی سفر نمودند عشوه دادی ما را بجزیم
 دارم اندر دست در تو بستم دل و تو بستم
 باید بسبت عمده کتاب توفیق نویسن پیرانی ابوالنجیب هم طغمرانی
 از تخمگی این دباکی دلفروزش برشتگی در اشعار او پیدا است
 بلکه چه اشعارش ناپیدا است من میوه خام است
 بر چشمه خورشید چنانکه در نیم بر فرق حسودان که نه مردند
 کس که مقننه می نیفکیم و نیم مالک الفضل فی صائب
 تمجید ابوسعد از عمیدان رفیع مکان بود دستکی
 محفل رتبت ارباب کلام و کمال مضی ای عنصر در مدح او نکتته
 سر اسبیا المنوده و او در مدحت سواد الدکن گفته امی و ارتضه

پنج ملکیت از حضرت سید بخشای صدایر اچیان و سید سعید بر
 سید سعید سید سعید سید سعید سید سعید سید سعید
 در آن روزی که ابو نصر فراخی صاحب بصاب تقد افصال نام
 بود و بصاب الصبیان از باز بچپای اطفال خیال اوست
 با عدم نمر مایه بصر در بصیرت راهی خیال بود که هنگام باز گشت
 از کوه معظمه آن درختی که وقت رفتن از زیر او گذر شده و سر
 آن درخت در آن روز بر او حساس نبود و باز بر زیر فکند
 سبک ترشت و چون عدین الدین پیر ایتناه حرب لشکر کربلا
 کتد و ایتنا زاد در قستان شکست قضاییدی در تنبیت او
 در نیم روزی او در دور ملکیت حجتیه انوز
 اول با ما بود است ازان حرب کاند قستان نمودی جمان
 زار خنده عدین و فلا دست جان در جهان تا جان زار ابروت
 زار کبروز آتش ز باهوز خاک بود نماند هر چه پیش پای او
 تنای فرای اگر هیچ یاد نیست کشایش دیده ظاهرش بعلوم اروا
 در ششصد و پنجاه شد و در قدش در قریه ریح از اعمال فرات

عزیز ترین گل بستان حقیقت در صورت خواجه زری
صاحب مقامات و کمالات اهل حال و مرکز دایره اوست
این رباعی از پرده کیان تجلیه خیال اوست از
رازدل عاشقان ز راه کفار احوال یگانگی تو
فاریدن چشم جان بود از بهر تو با طاهر نجفی بن طاهر بن عثمان عوفی
محمد عوفی صاحب تذکره الشعرا موسوم بلب لباب و مولف کتاب
جامع الحکایات است و ابوطاهر فاضل محدث بود و
و معرفت تو این تاریخ روزگار است در سیرت با کفایت
بجمله شب و شبگیر کنی یا موی جو شیر خویش جو نقر کنی با نیار در حیره
چو زنجیر کنی این جوثره مرد راجه تدبیر کنی ای عالمان
خوشش پس مسجد بنام آمد ازین قیل و قالها سیاه در
شراپه رت شاه نیک در دست کعبتین و کعبه زربلیسا صاحب
سیر جلالت و حکمت امیر ابوالمصالح عبدالمکریم بن احمد عالمی
عوفی گوید پادشاهی عالی سمت نشود و میرت را می آریای علم و
و جامع کمال و فضل بوده رایش بسیدان دوری و تاری است

در ششوار غشاب و خطین چون دستبند رجان مبارک
 است چون کیم سپهر از خون حلاشش بلطیق است و صابر عظم از
 آمد بهار خرم و فرزند روزگار
 باران نمنی همه یا قوت کشت در
 صحیح کله کل رز و سبید و سنج
 صلصل نعلنل انذر با بلبل از
 من یار فاخته شده اندراق دو
 بجز و یار خورشید مرا بجز مار یار لوبخه کعبه است الممشود سپروزه
 تاملی ز بجه از صدور و اکابر زمان خورشیدت در نوبت دولت
 پیغمبر گیار گذر آینه محمد عوفی گوید که او را همین بیت چند فرود
 رباعی تمام و اگر تمام نمانید از ذوق و لطف بی همه
 ماندان مطلع اند پرورشش یافته ای طبیعت او بخت
 بیره برستم و زودیدین خواب بپیده رستم کرد کشته آن بفرست
 پای از کفن هرگز نداهم هیچ نام رویم دل لولود ای میان یا قوت
 انذر بی زنده کنی مرده بتانوت انذر ای خورده گل نیک ندر

۴۵
 ۴۹

خنده بر سرش ز مشک بر لاله که زده بانه
 گویند عمر که خواجگی هر است بر سر
 یک برک کرم که چو شست کرم
 و در خدمت ملوک که کار کسب شرف می نمود طیب ۱
 از نسیم این اپاش سید ۲
 ای پادشاه روی زمین دور آرا
 اندیشه یقین و روان که در ۳
 پیچی نشان که دولت باقیست بر
 کین مانع عم گاه ببارست و که ۴
 چون کام طردان تصور ۵
 خرم کسی که زنده کند نام جاودا ۶
 محمد الدین ابوالبرکات ۷
 حقایق با ضییب و کسبی ارفاق ۸
 کریان بود صاحب ۹
 و غایت پیانت محمد عوفی این قضیده از و در لب ۱۰
 آید که در دواع بحشم آن مضمون ۱۱
 در جرع پر شور و دو یا قوت ۱۲
 در عنوان تو کفنی که یا شورهای سیم ۱۳
 شبم می بچیند از برک ۱۴
 بس این در کرا سببات بود سطر آنکه مستعاز ۱۵
 از شیب بن الفاظ ۱۶
 که در بود کمالی می خدنا که زین نام ۱۷
 مدوح انداخته شد ۱۸
 صدر زمانه قبله اقبال تاج دین ۱۹
 تاجی که دست جوهر اقبال ۲۰
 ای یوسف زمانه نگین که این ۲۱
 چمن گرگ فایز است ۲۲

۵
۲۳

تو جان من و بی بی من
 که ز اهل معنی باطن و الوفا مسوگند اهل تقوی
 سوگند عاشقان بوصول و کتا رو بوسه
 کشف احباب و درون سوگند ابلهان کیم آخر
 پیشا و انکه بدست خویش بر بچیده در کفن گرفته ام ^{منقصر}
 عبا که بخت تو لفظی هیچ صورت و رمزی هیچ فن در من چه کز او
 چه دل جبر است سنج در دل من و نه رفع در بدن نه بل که
 زرم و نه روشن و نه بخاطره نه زرنه زور دارم و نه در حل
 نه نه که مع هیچ منم که صبوح فصل ارباب چشم و آتش دل
 ز کیمه لکن کرد و ز منم بر آید ز دور چی یک شب بفرق بهم
 این ناخوشی من هر هلاکم او سنج عنکبوت که هیچ عقل
 دار و انچه پیش کومتن خوش باش و ملک دار و آنکیم و روز
 عالی هر که هر که در آمد و شد دست نیما ازین
 یکی از رکاب سیم شبتت ز با شس و رت از اولم ختن
 شیخ ابو حامد که مانی کان پیشتر از گروه شمع کننده کان بر آ

که همان شیخ احمد کرامت و او را است با دل کفتم خدمت شایسته
گیر چون سر سباده کلامی کم گیر و لکنت ملائین که من گویم که
و دوی و فائقای کم گیر کوبید از افراد بکلیه

صفت منقطع از و عزلی آورده اند و این بیت از ابلیس است

وی زخ زدم غم وی روزم آید و انا ز روی دوزخ وی دالم

او از مرشد طریقت آل طه و حسین شیخ ابوالقاسم بشیر از بزرگان

صوفیه است در علم و عمل و مولد و منشا آیت صحیفه اسماء از منته است

و شیخ ابوسعید در طفولیت باور سیده و این رباعی از ولایت سقا

گفت اگر خواهی بسز با صدای سخن مگوی در خلوت این را بگو

چو این را مگوی من سپودی قرار شمام کرد احسان ترا شمار

شوا بجز که کر برتن من زبان شود هر موی یک شکر تو از هزار خوانم

که در ایام تقامات شریف شیخ ابوعبد الله محمد بن خفیف الشیرازی

البکر **بصری** از اولیای کامل است و به پاری از صوفیه است

او در جبهه عرفان یافته اند در شیراز نامه مذکور است که شیخ الکریم ابو

عبد الله محمد الخفیف تاج تارک ارباب تصوف است و سال ۵۲۰

حمد و ثناء و بجزوه در سوره شریف ^{بن} ^{الدین} کبیر آورده که صد و پنجاه
 سال سرافراخت گذر آید هاشم از دیلم داشت و در عهد عضد الدوله
 در کربلا بود و مادرش شیراز و خواجگان هاشم نیز در همان خاک است
 و نسبت حج گزار و در مرتبه دوم جنید و منصور را دیدیت
 است نسیم که از حج برگشت جنید هاشمی بود و ابو محمد و ولیم قائم
 هم او شده خرقه از دست او پوشید و سال و فاش
 سنه سید و در و یک و بعضی شب سه شبته عیبت و نسیم
 بمده و پنجاه و یک نیز نخته اند و در عمر خود آن بیت را گفته
 یا یار خویش و هر کسی کار خویش صبر فی بهتر شناخت
 در دنیا خویش شیخ الطریق ابن مطهر نام او شیخ قطب ^{الدین} محمد ایوب
 شیخ حسن الدین ابن مطهر ابن شیخ احمد جامیت و وی گاهی
 ابن مطهر گاهی قطب و گاهی محمد تخلص میکند و این بدان
 که در امثال اسد از عربی رسیدند که چه نام دادی گفتند ما اب
 اسمع البصیر الذی یسک السماء ان یقع علی الارض سایل در
 جواب گفت مر جاک یا ابا یصف القرآن و مولف گوید که اگر عهد

۵۳

و کثرت تخلصش با اشعار بوری که در آن بودی هر حال
 انقاس اوست کی بود که ز نفس نفسی که در
 هوای این جهان تنگ خوش و آریم بر و از
 آتشیان بمرغ و آری و زروت و ریش این قوم هر
 در حید این مطهر نفس راه لاج کن تا که از زیر این شبد بکش
 و آری هم طالب مطالب علوی ابو طالب عا که از اکار زمان خویش
 ابیات قطعه از بهشت طبیعت اوست
 باید کرد که ناسپاسی روزی ز تو بر آرد و سرای نعمت شک
 نعمت صبر بدین دو مذهب باید نام گیرد نزد ابو علی محمد بن علی
 المشهور بابین مقله طغرای کمالات نفس کامله بوده و حسن
 سلیم خطش رقم نسخ بر توفیق جمال مشکین چنان کشیده یا قوت
 میست که ضرب المثل عارفان و عاصیت لعینت که از کان
 ترمین و اولو پرورش یافته ابو عبد الله کاتبه عدل نموده که جوهر
 فرات و ریز مقنن در باند سیوم مرتبه که مبضیب و رارته رسیده
 مقله احکوم و محبوب کرد و من بکده هیچکس از بیم بدید که او غیر غنیمت این

با علی در جات ملک رسید رشید و طوطا بط در مدح او نوشت چون ملک
 اتم تخت ملک برآمد دولت سلجوق و اتم از سر آمد و چون
 سلطان سحر بدست ترکان غنم زکرها رشید اتم از زمانیم
 خراسان لشکر کشید در جرم دره جنوستان رشید حیاتش همه
 شامات بریده شد تاریخ پانصد و پنجاه و یک و رشید از ترند
 او سلازمت نمود و درین واقعه پیش پیش خبازه او را برین
 میخواند شاه فلک از سیاست سیر زید پیش تو بطبع برین
 می ورزید صاحب نظری کجاست تا درنگد کان دوا
 برین می ارتزید و سلطان اتم صاحب سر بر سلطنت
 بود وقاضی خان سمرقندی در تاریخهای بونی نقل نموده که او لشکر
 غریب ترک نژاد بود در سلک غلامان سلطان ملک شاه و سلطان
 سحر حیات اتم را بخوارزم رحمت فرمود گفت این شتم نیست که
 بعد رحمت رومی او را در توان دیدن را این جوان بکتیوت
 سلطان از از کشتن صلاحی داده بود پس عورت او لغات و شاه
 محمد غنم کوید که در حوازم از عاوالدین و پیش پیچیم که

۵۶

سان که شکر بر ما تا تمنن آورده بود ملک خلوتی سخت و مجلس

شماره طبقاتی لایق و امیر و انواع آلات شراب پر بود از رشید پر سید

که هیچ میخونی ما آبی رشید گفت مرغ آبی و چون اوقت الفت با

شماره آن چنین ساق رسید رشید خواست که کرا از خود را بکشد

ملک فرمود کجا میروی گفت میروم کل بسا عزا آورم گفت بنشین که

تو اراده بقیهت بهم کل و بهم ساعسری رشید کل شاعر بود پس این

رباعی بد رشید گفت از فضل سرت بر آسمان می سایه زان

مرفق موی همی بر پایه ما را حسرت تو جوید در می باید بر

هاله موی نباشد شاید معشوقه زهره رخ می داشت

چنان سخن مایه جاوید از گردش چرخ و سیر ماه و خورشید

او سبک سینه کرد من موی سعیه اثر صاحب دیوانت و

این قصیده حکم در دیوان رشید مسطور است اور است و این چند بیت

از کتابت

مهر نیت هم در جهان نظیر و جمال نیز هم دشمن عالم

مهر زرم دشمن عالم ستم که جز بدیم زبان بخنایند مهر آنکه بر یک

بیت می نویسد شما ای عراقی و چند و سم فته از شما عت من

۲۹

۵۷

جواب گویند از عاقلان گنجد سوال درین سه بقعه که اعدا
 شد شدند بیزیم حرام من اطفالی نه است چون شریف
 علم فراغ نه هست طبع کریم از جو دلال لطیفاتی من
 زیندیش و علم همه جو بحر صلال و همه جو آب زلال
 عادت تو همه حبای کریم که گذاشته وفای من اند
 من همه وفای تو و ایندیش تو به صفای من ای طوبی
 عالم هرگز نکتی طلب رضای من بر روی سستست موار
 چشم من و روی من لوی من هر چند که پادشاه رسلا
 شده است پادشاهی من این فخر نه تبین که گوسی است
 دل کشته مسخر هوای من بیه این چرخ را که پان مشر از
 هر شبته قبای من به دارد و چون کندنا از کین این چرخ بگو کند
 من برباید خسر سدا طین را در معر که تر سحر بای
 شومست سارکت جوین به پریشون و دست پر لقا من
 خازم شمی تیافتید از و اندر همه خا بر ای
 تاروز قضا کفیرت ایمان

سلطان محمد اولیٰ **حسینی** از استادان بزرگوار و سخن پردازان
 است که استحقاق صفای طبعش از رفعت منزلت بر قاف و شاعت
 ایشان داشت در زمان سلطنت سلطان اتابک ایلدیز
 عزمیت او در باطن نمود و اتابک ایلدیز در ایام دولت
 مستعودین ملک شاه کافی و مدبر محبت آل سلجوق بود و بعد از
 صعود پادشاهان شد و او آمد و ایلدیز سلطان برنا طغرل
 بسطاح و خود را آورد و اتابک طالب صحبت ایشان بود و ملاقات کرد و
 او ملازمت مدبر شد حاکم خلخال و پاسور او را بخود
 برد و در آنجا هم مدتی در خلخال بسر کرد و آنجا طارم رفیع زندگانی
 از سر شد و بعد از آن هم فروریخت و مولد خشکیت از اعمال
 فرغانه ترستا است **آنم** که حیدر بود بر او وز زدیم و هم
 نمودم و در آنجا هم که حیدر چون پرسیدی با او بگویم که کیم سلطان
 حزن ایشان خسته بود **آنجا** که چار گوشه عزلت میسر است کوچ
 نو بزدن که در هفت کشور است چون کابلان بسره کردون فرو
 میبای کین **آنجا** که **آنجا** که فرزند بی بر است دانی بدین جور

۵۹

هر که پیدمان ترا ز کوی مجراست در شطاط طغیان بیرون آید از کوی
کاویل برهنگیست که شتر طاشناوست چیریل میزان سیج است
فلک در جود هم طویلی زرسم خراست گفت آفت سر برکت کوی
خیالش بین در اختیار ازین دو یکی تن خیر است از سر و تاج
ازاد کس نماید الا دی که بنده آناه منظر است در شان آن
درخت جویید صر و کرد و فرخنده میوه چو قزل ادسلار
چون شب با قباب رخ شاه داد جان یکرنگ شد قیای کفر
آسمان طفلان چرخ شسته میسنا بر شمس ماه و تا چو
در آن میان من کاجنجان بدیدم جسم ز جاو برق زین
برد و کوهانه برقی شدم روان کوسی که داشت برکت جار پان
چرخ میگرد بر زر بر چار به چنان شیر غزال کردن و کوری کورن
چشم من میبیمه صورت و دیوی فرشته میان سرش من
رهی که در بالای پشته است کوی پیر شین بر نهادند زرد
بادش جو طبع طفلان آشوب را سبب کوه هم فرقت
کا فور را مکان در آن یک دو سنگ انار صفت بر تیغ کوه

در هر گره سپهر خشم تقادرو به پنهان خاکه اردو بالای آسمان
 به خیمه خیمه خیمه خیمه خیمه خیمه خیمه خیمه خیمه خیمه خیمه خیمه
 از صحن باغ گلگه اش را چون بگری زان هر یکی خیال حیا کند عیان
 کوی که خور و یخ سیم رخ پیچیده بر کرده اند تیری منقار ز آسمان
 نشانی بدن نشانی و حوضی بدن صفت پاکیزه تر ز کو تر و خرم تر از خندان
 بنشیند و اگر شاه نشسته میان باغ در بسته آدمی و پری شتاب او بر
 تیر در آن ستوده ایام و خمر ملک تیغ حلیفه سائیم سلام شطرنج
 بر کف بنام علی صبی که خیال او اندیشه لاله زار شود پیره گلستان
 بر کبوتر دیری شب اندر شعاع از چشم آدمی نتواند شدن نهان
 در هر کس نورش کوی سیا و شست آتش پناه ساخته ابر
 آسمان خوشبوی تر عجب و رنگین تر از عقیق روشن تر از ستاره صافی
 زین دروان در هر کس و کبوتر و سیله عشق از خیمه خیمه خیمه خیمه
 یاد بکن که گوهری از خیمه تیغ تو بر کشند صد جان زخم حوزیه برون
 آید از میان ز موج دریا این ابر آسمان استیک
 شده اند زین در هر کس ز شاخه من مرغکان باغ چتر

که در ولایت معنی که ای کان منست کمان من بگشاید دست و باز
 که تیر خنجر یک اندازی از کمان منست زمین زمین و بودم مساف
 همشور در عدم است آنکه هم قرآن منست من ارسلنا
 قلمنا عتقنا روح حبان وقتضرومان صدیک جهان منجبت را
 همان سخن کسز خرد بگر است محال باشد گفتن زمان زمان
 در زبان سخن سینه پیر یعنی حکم عقل سچل میکنم که
 سز که منیر دعوی هزار پاییم که ترجمان رموز از
 ای عقل خنجر تو و ماورد گاه بیرون جهان سمنه اهل
 عین کسیت دهر تاه ب در کند نزد نیست خنجر نه تیر و کلاه
 جابی طمع مدار یک آه عادت بیلی کن شکار پیک سیر سیر
 بز یکس سر شک دیده اعمی منبیر نزدیک قراضه کف سفله
 تالی زتاب توره بسور بپوی کل تلک ز آرمه بر خنجر برای ذات
 بر اهل ملک سایه سفین همای شکل تاه بسکون شریک نشانی
 شیدیز در خصا طبیعت نمیکن شتاب ز دره سرت همسر
 کر بر کران شوی ز چلیپای الله زمانه کتایت آلی اسلانتیان

۶۲

A

سبک لایزاله بر طبع سبوی تن
 تا هر کون خشک شود بر دو شاخ آن
 بجا می که خوش بقر این لایزاله
 بر آن که سبب است بر این رکن بیانی بود و مبارکین دعوی دار
 سبک لایزاله بر طبع سبوی تن
 تا هر کون خشک شود بر دو شاخ آن

ریاض
 اصمان

کین که می از بر تیار کزین همدان است کرده از فلک ولادت است
 در موده آنکه که بنای کفر را بانی بود آن بسکه که در موده
 طایفی بود سجاسی افکنده آخر او مانی را کاجانز مسلمان مسلمان بود

علم شکر خواجه نصیر الدین طوسی است اشعار عربی بسیار دارد
 از آنکه که میگوید این قصیده را در صفت رستان گفته

بیج اما یکب اوزنک بن محمد بهار و از زاد بار برد در کهن

بفرست که بخت بر کهن بدو دعوی می ماند ابروین عیب

کافور باشد آفت آب نیکر ما و آور از شهاب قلم

ز ششهای سفید سیاه تمام

برهنه بود جهان مدتی در زری

۶۳

۶۲

به نسبت آب روان عجب ناله
 فلک نظف دین است خسرو
 مگر خدنگ قوم عنایت
 خدا یگانا تمیزه و مال خصم
 همیشه املیق ایام شد نام
 خواجه درگاه
 دین یقین کشتن
 نظام الدین
 بیخبل اندر جورین تنگ
 یارب ایضا
 ای برادر عجبیان کمتر از نیکا
 گفتن
 خیر صفت بود
 ...

بدو خست ازین عالم سفینه پیرا
 بسان سخن حسرو هم آب
 که روح کشتورستیت او و عالم
 سینه جیه او دانه دل دشمن
 رفت خواجه کشته و با در کرد
 بیکر خیر ملتقیم ایام است مردان
 بیم آن بود که کیر دز جهاشند
 گفت بر کز نه از دنیا نبود همکاسه
 بگویم کرجه از من خستت آید
 که نامی رسیان در خستت آید
 شعر خیر دو کیشیش مبار
 مان آن تا کنی تکیه برین بر بنیا
 خست خوانندش آن که به خودت ناید
 در همه عمر یکی لحظه نباشی دل شاه
 یارب انگس چه فراب
 ...

نفس روی که بر باد کاغذ و زلف سپید
زبان خط تو خیزد بر آبید
فانجست درین کار بغایت سنا
در رخ سنگدان حسته زبانی فولاد
موسیقی که در رخ شوی خرم و شاد
هر که نگو عروس از دانا
سینه بجزوار ز رو سیم و تبا
و بود ز بند طمع و حرص آزاد
هر چه بداند که گس از ماور ایام نژاد
بخج برید یکبار کیش سل و تراو
باعر از بس زنگار خدا تو بداند
بفکان بخشش تو شریک عار تا اول
فقطه بند پس از مدح تو با مجر طویل
موسیقی و جود زبیر و کتیل
و آن دستش حلقه شوی بدین منیل

ان نه خود بخت شرعی نه خط دیدت
ریش را بجهنمی شان و س از کوشید
تا در جو زر گنجستی جو ترازو حکمی
بس بد نام شوی قانع از دولت
بجو آینه می در رخ او نیست سینه
ان شنو که بگویند فالان سخن از شکر
کان بی مصلحت خویش همانا گفتند
ورنه با جود طبیعی زنی رحمت خلق
و کسی را در بخت نمیشد از روی زمین
اگر مقصود شترست جو در کتبیست
ای دل و دستت با کرم را تفصیل
هنر و اگر چه در از دست دلگین بشود
انگه گراناید شش آتش و وزخ سوزد
انگه پیر این هر سفره که انداخت کسی
انگه پیر و زبیر کرد جو قضا در همه شکر

تا شکم پر کند از زبان کسان چو ز نسیل

دور و بجز بوق بکون ددش سر ایل

عاصه آحا که بود عیشش مود خیل

که بسید جلش می بناید نغمه سیر

که کعبه تبال بر عهد بر سرش عین

قوی کشتن جو تو ابست بی عیال

افق مشرقی از عارض کل تازه رستا

در کش از زانکه دت خسته دور و رستا

از بی حاصل عمری که جو کل بر کند رستا

دل پر از خون شده چون غنچه که در بند ز رستا

سته خسته کعبه که تپه نظرات

بین بود که از فتنه خسته در حیات

ترک خیری که بی عیب هزارش با نرا

خاک آزا که از احوال جهان خیرت

ز اندان آنکه دش سوی خود را میرت

تیره عالی که یازد بقیامت

بلکه هم دعوی هم حضم تو و هم قاصی

نه از ان شدم قضاوت و نه کلمه

لیک در تپه جلالت نه جان کم

به روین مثله کن این قوی تو عملی رستا

خبر تو بر م طرب از تو کس عینه

کی در جا چو عکس تو اندر دل عیب

موسم خرم من کل اهل خود غم خورده

دل کن سفله صفت که بر زنا نسته عیب

شو جو بسوس ز غم بندگی زر آزاد

جان بگلگون شراب از خسته غم بران

می حرام است با اهل خود را

سطل کا جو خنده خیری خیری

بال مزع از تیره رنگین روید

بیا نازه که کس با تپه

وقتی تا می زین زمین بالضرورت است
 کسب غنیمت از آنکه چهارادوست
 حجاب کثیف عدل شده دادگست
 حشمت از داور لشکر طغرا
 آنکه صیت تو جهان گشته و او بیست
 که ترا با بیانست و را تا بنست

هر دو آ باد و سستن کیدل و لکرینت جام
 از غم اندیشه میکنی بد کردون مهر اس
 آسمان قدر و فلک مستحق الدین نگه
 مایه بویه بصیت زنده حمایل
 بتیغ تو مشرک است میان تو و
 هر دو کسب باز عیب افشاست
 تیر جاران سیست و زبان عنجه و گل
 سایه دهی جو بیل در باغ
 غم مخور شاد بزی زانکه غم خوشحالت
 دار و پند حیا زنی هم میکند رو
 بگوشی خجسته ای کلکون کش
 غم کن در دردمان نپذیرد غری
 ابر بر جبهه کشت درم پاش بطبع
 جان بخش و خرد صرف اصل آمدین آن

کوه را با تازانده اندوه بی
 جامی خور که دوا ی غم بی پای است
 کوی سارت کفایت دست بنده است
 که مهین صورت و لطف که ز غم نیست

ہر پیکر و لایا تو ہم عصیان
پیکر کہ گوی گوی و گوی و گوی

ہر عیب کتہہ کارش چون
ہمچو کہ در جم جوکان مرادت با دا

ہوا خواہد بنوون مشکباریے
بنوک کلک بر کاغذ نگار
کہ چون کل بر قسانی آنچه
کسی بکلر شایا تمیسن کار سیب
ککش همچون قبا در بر قسار
کنہ یکیم بہرت جان سپار

و کرا نہ نسیم نو بہار
شہود بر یا بطبع از خود کلی را
جولالہ جام می کنون نہ از دست
جہ خوشتر ز آنکہ وقت کل صبارا
ککش چون پیرن گیری در غوش
شہود مشہور عالم ہر کہ چون صبح

ہر جو خواہد دل جان جملہ چینی
کہ بدینا دوم خستہ ما و آپ
روشن ام زرد و لمورت فرو اپنے
کہ رخ و رانش جو خستہ دل آرا
چون بہر تر از شب بیلد آرا

حز خط بغداد در دردی شہوت
شہود سنن ستر بنکر اگر بخو ای
در دیوار وی از بنکری از قاف
ظاہر و باطن جن نامہ الدین ستفر
طاسک را شکیں سلسلش را کہ زد و

کیمیوی تار شب غالیه سینا پینه
 که در روز و رقی مهر صله پیا پینه
 روزی طلق جهان شده محراب پینه
 که جهان را بوج داشت تو ای پینه

ای پینهت جهان لیکه آونجه زو
 کف خور ز رخسار جو دریا و است
 نغزش ملک ^{پروان} ریر است کرو
 اقباب فلک ملک نصیر الدین ان

بار و تیوه سر بدی نکوشند
 از بس که نشست همچو او شد
 ز کار غم هم هزار تو شد

ای پینهت ما و مشکبوشند
 بختک سر و جان تو دل من
 کو صقیل لطیف تو که بر دل

یکن قد حی زود که جام نگرانت
 نه از آده سحر است نه از آده رفته است
 زیرا که غم نایده نور و ان هد است
 چون کار جهان در غم و شادی گذر
 کسی جو طرفی از او بر بسته خبر کمش
 که همچو غم نه سپنم مگر که بر گذر شد

ای سالی از ان باده که پیش نمانست
 از نامه سیر زفته در ریگی یقین است
 از نامه که غم خور و مگر آده حی خور
 بد غم غم آن به که ز نامه دی گذر غم
 امید وصل بند هم سر و سیم برش
 شکر آه بر پی او سو کو او میکیم

مرا که جان دلم بسته تو چون گم کند
عجب ز جان دلم که تو سیسی نشوند
دلم ز غایت رشکم بر تو سدا
العیبه وفادار شستن تو ز بریت
جو هر مملکت از خنجر و سنان باشد
ز لقب عاوشه این جلوه خند ملک
جو آب و رنگ بود باغ ان در ملک
بنوک تیره که خصم از ان زنده شمان
ره مراد نه بند بر آن نهی کو را
الحق بر آنچه دست و دل شهریار کرد
معشوق ملک سلیمان بر دهر که او
بسیار در کس که پر زد بهای فتح
شهرت بیک بیاده زهر کوشه و نفر
آرمی جو دولت آمد و اقبال رونود
تیز مبارکت ز کمان خنجر بود

جبهه سوختن تو چون زهر بود
ز خون وصل تو با آنکه خطر ملک
بر کجایت خون او پیچم که بر تکیه
که روی خوب و وفا هر دو ضد یکدیگرند
همیشه از کف بدخواه در آمانت
اگر نه خنجر هندیش بسیار
که از غده نه در و جوی خون روان ملک
که صحبت بدن مملکت در آن باشد
کو کشتای ممالک سراسر سنان باشد
ز پند هر ار جان بعد ستمی تا بگوید
اول قدم دشمن ز سر است که از کرد
واخر فرار از رین حتم و فرار کرد
سلطان شهنش اول شده در قطره کرد
داند پیاده بهر صدمه مو ار کرد
اندیشه سان جو بر دل شکنم از کرد

A

بسیار نیکو لایزه رسیدی تن
تا هر کون خشک شود و در شام آن
بیاختی که خوش بفر این لایزه
که میسید او هم بیالای عقل و جان
بر آنه بی او هر چه که سخن را در کن بیانی بود و بار کن دعوی دار
که در سبیل اهل حقانی صف آرای عرصه دعوی در یک عصر بودند

رکاب علی
اصحاب

این که می از در تیار کردن همان است که در فلک ولادت است
و در آنکه بنای کفر را بانی بود آن بسکه که در
بانی بود سجاسی افکنده آخر او مانی را کاجانه مسلمان مسلمان بود
و در آنکه طبع و خصل بود و در آن او مشهور است
لم شاعر عواجم نصیر الدین طوسی است اشعار عربی بسیار دارد
که آنستند که میگوید این قصیده را در صفت رستگان گفته

بج اتا یک اوز یک بن محمد بهار و از زاد باز برد در کهن
بفهم که بخت یک کهن بدو عود می ماند ابروین عیب
کافور باشد آفت آفت نیکر باد آواز شنان قدیم
و در آنکه در کهن زرشتهای سفید سیل به تمام
و در آنکه در کهن بر بند بود جهان مدتی در زری

۲۲۲

۶۳

بگر خرد آب زلاست شهنش کیم بد آ
 انما که دل از عشق سپرد از نذت
 در دست جو کل گرفته اندت شب و روز
 آنکس است شرفیت بری که برین و جوله
 همه چون چشم کرای شب و روز
 اشکی که ز دیده پیشرو ستمش
 او بود که باروی من آورد
 چشمم که همیشه بوی خون آید از او
 زان برین نگریم که خیال زخ تو
 که بی روی حرص بد آموز کنم
 چمن بر آنکه که قبر صی بر این
 درین آنکه بجز از جهان هیچ
 گای ز بر بر ما اگر جوی آید
 جان جان کمال الدین سیمیل
 اگر چه اهل فضل سهاره است

ز بلبل تو تو که در گوش
 واندر دل و دیده جای بسیار
 ترسم که سویید و سپید از نذت
 رخساره ز تو رفتت هر دو سحر
 عالم تو بپشم و نه پیشتر ترا
 در که روی چونیک بشن
 با این همه از چشم بید چشم
 سیلاب شرک لاله کون آید
 با اشک مبادا که بیرون آید
 هر لحظه هزار غم بس اندوزم
 روزی شب آرام نشسته
 میگفت از زبان علی از غم
 در آمدن در دست دیوار
 شنیدم که ناله ایان فرو
 به بحر فکری پایان فرو

۷۲

بدان دوری که او توان فرود شد
همه گس را جلق آسان فرود شد
دز شک ما خود حیران فرود شد
جو این نک که برآمد آن

بناور آلهری اشیرالدین اهری از قدیمیان ولایت محسن است
اشش سه هزار بیت باشد و او را تا کی بدو گس بد آموز کنم
صلحی خود وجود خود غم اندوز کنم
روزی شب سارم و شبی بودم اشیرالدین سبلی از تالی حسنین

کارخانه نظم پردازیت که بدر فلک با صورت مستقبل فضلش نمرخ
بمبوی این قطعه نیم کاره از کار نامه بیان است در نظر
ایمان گشت ز غوغای می منتظر شتاد دست کار

بمزه کم عمر ز کز می سید
ای شیرالدین بخاری در عرصه حکمت و بیان باز شکاری بود جود

که از بحر خیالیش در دماغ روزگار سچیده این رباعی است که باز
اشیرالدین کرده شگفت ای کار که مرعوبی و حجت چون تنگی

۷۳

آرکار جهان شیارست
 بشیار کجا تو منبت در سینه
 امیر حمید الدین احمد بن حسین الکسانی المستوفی عموی گوید
 فضلش در کلیه مباحث فصاحتش در مقال بر نبیره رسیده بود که
 فاشتر کمال که سخن مستوفای او شنیدی مستوفای او شدی غایب
 دفتر افضالش از آن گذشته که بر تم منشی قلم استیفای حساب آن
 توان نمود در دولت شمس الملک امیر ناصر صاحب دخل و اذی
 در تهنیت طلوع نیر نونافه برج امارت این جواهر از درج خیال
 ز شایخ طوبی لغت کلی بیار آمد
 خزان لب و اسلام را مبار آمد
 یکانه دری از بحر ذات شمس الملک
 لفضل باری در ملک خیار آمد
 جمال طلعت خورشید زندگانی
 طراز جامه اقبال روزگار آمد
 جنبه بسا که قدوم همیش
 بد آنکه بخت او ملک را مبار آمد
 پهر دولت و دین شمس ملک بنا
 که نور را شیخ طوبی را شفا آمد
 دماغ فتنه پیدار را مشاب
 خاصیت بوضو کون را آمد
 شیخ احمد غزالی در سلک اصحاب شیخ ابوبکر خلیف
 و تازو پودنج حالاتش برست ارشاد او بافته حجت الاسلام

انوار
 قلم

ان سوام مقام تہمت من الغیش را بر ذمہ عرفان خود فرض داشتند
 کی از صوفیان فردین بطوس رسید حجتہ الاسلام احوال او را
 در ترویج آن اجتماع مقالہ حالت او گفت سبحان لیسرا تجہ با طلب کردیم
 احمد وقت و از شواہد کرامات اوست آنکہ در سنہ الف ہجری برین
 از خوشی آمد گو بیان فساد پرست فاطمہ صاف شاہ عباس صوفی
 بہ تہمتی بکشتند از طردہ استقامت صلح کل انداختہ بودند کہ
 نہ صورت فرار شیخ احمد را کہ در جوار روضہ نشانی ہر اداہ حسین قرظین کا
 داشتند جواب نمایند غلامی تابو و عارفان طریق ہدی شخص
 معاشقہ کہ برو برو دہد انت شاہ چنان پناہ و کر بر سر این ایادہ
 صورت صورت فرار شیخ تو و کر ہم از اسبب آن حال در امان ماند
 زوقینہ عالیہ و رسالات و مکتوبات بر نحوہ صوفیہ کلام
 از اچلہ سوانج نامت کہ معالج اسرار صوف است و شیخ عراقی
 بر بطور طرز او در خلایق ریلصات را آستہ نمود و یکی از فضول
 سوانج او بنیت کہ عاشق را ہمہ معسوق در باید بسبب افتقار صفت
 عشق و معسوق را ہیج درینی باید کہ خود را در اول جرم صفت

۲۵
 ۱۳۰۴
 خلا

گفتند که وقتی خانهای سیاحتی سلطان بجز بیاید هر شش
 ملک نیز وزیر او قف خانها تو کردیم این ایست گفت چون
 بجزی نخت سیه باد با فخر اگر کند هوس ملک نسیم
 غزالی در هر فن شعر است از آن سخن گفته م ارفیقان گویند
 بنایر پیر بلاد دست من از دل جکوته پر نیم چون در دست
 بهم برزد دست کفا که شکسته توبه باز آمدت جور شیشه گریخته
 توبه ما پوست دشوار توان زیستن آسان شکست
 در و نه با تو علم شاد تر که در جور و جفا نبودن است
 سپید از ترا با شفی سبه ترم از کار من ای نظیر آزاد تر
 همواره تو دل ر بوده معذور غم هیچ باز نموده معذور
 من می تو خوار شب بخون دریم تویی تو ششی نبوده معذور
 اشکم ز غم تو هر ششی خون بشد وزیر بجز تو برده کم ششون باشد

از تو همانا نفس کج از بس است از خاک بوی جان دل که هزار سال

در این زمین که آن نام سید است یکیم او صد الدین انوری خاور می

نام وی علی بن محمود بن اسحق است اصل او از ولایت ایزد

است که آنرا بدنه گویند نزدیک مهنه و آن صحراراد منت خاورا

خوانند که بیلین نسبت در اول حال خاوری تخلص میکرد استاد او

عنازه فرمود که انوری تخلص کند در هر چه منصوریه طوس تحصیل

علوم خصوصاً ریاضی و نجوم و ابستگی داشت و از بس فرستگی

در کارش بود روزمره روزگارش نیز بر دستگی می نمود

زبان حال بر مژه این مقال میکشود که تن ما ز پام تا سر شده

خیلی ناامیدی بکلید نیک بختی توان گشود ما را در آن ایام سپاه

جرقه بوی ایزدگان نزول فرمود انوری بر در مدرسه بادل پر بود

شیشه می دای با جابه دید که با غا و مان با تا از تمام ایزراه میکشد

بسی که این که بکنند روی شاعر است گفت سبحان الله

بسی علم برین بندی حالت از بدر همی چنین دو هم و شیوه شاعر

نست و از باب شعر چنین مجتهد از جوش هستی که داشت آتش بنام

به سال وفاتش مافیہ بائی احمد جامی حدیث سن سمره
 هر که رخسار تو بیند بکستان رود
 مرد با یک شمشیر زنگه اندوی
 بکج عالم تنبای رخ یار سوست
 خواستم شرح غم دل تعلیم نویسم
 احمد جام که انقاس تو سکفت سخن
 راندم که گرمی نفس ما جهان جنت
 گذشت آنچه طبعه بر غم میرد
 چون تشنه سایش جمله بر خود مژزش
 تعلیم راه کیم در علم معاشش
 در آرزو بگرده تو در چیک آید
 و ربی تو صحرای بیستم خوانند
 سن با تو چنانم ای زکار خستی
 کاند در غلطم که من تو احمق بینی

کردی منی که با منی پیش منی
 که تشنه منی که بی منی در منی

پیشیم که در هیچ حدیثی نیامده است

آن دزه که در حساب نایدیم

نوشتیم جمیع اعمالی را

از توبه هرگز از احمد جا می آید

یک بدنگذکر عقبتش صدر رسد

تو نیک نه بینی و این بد رسد

منصور عبدالرحمن بن دینار **ابو محمد غوثی** گوید که از معرفان

بود و شادان سخن شاعر و را بر محاکم زده او را در سنگ شمر

گفتیم که چه دار علمت گفت تم گفتیم که چه بار قلمت

گفتیم که چه کار در مت گفت خطر گفتیم که چه آرد حشمت

عزیز الدین احمد بن محمد بن ابی بدیل سجا و مدینه علم را بر

بود و فضلا را جبر شهود است و از تصنیفات او انسان عین المعانی

کلام ربانی و زخایه سمار در معانی اخبار سید مختار علیه السلام

عروضی گوید که از مدیمان خاص طغیا شاه بن موبد پیرست که حکیم

اقبال و فادایست از روی فادای

ایام نکونار اینک تلف نکونار
 این حلقه دل را زان با قوت جگر خوار
 کس را بیداری بطبع خوشتر است
 ایستادن ادبی تا بایده بتوان کرد
 حلقه است زبان بر دل تو بستند
 یک روز بی کن باسه بد نمتوان کرد
 بر هر بدی بدی مدد شود او کرد
 شیخ احمد بدیلمی شرح است که
 محمدالدین احمد مذکور است این رباعی از وزارت او است
 نفس که از غبار تن پاک شوی
 عشق نشین تو شرمت پا
 فریدالدین احمد بن محمد بن ایزد مایر کاشی
 بفرید کافی فضل وافی و نظمی شانی داشت مدتها دیوان انشاء
 عیانت الدین بن سام بوی جمع بود محمد عوفی گوید چون صد راجع
 بال فضل العصر از شغل اشغال مغزول شد نامه بوی نوشت و در
 هیچ کوه این قطعه را درج نمود
 ای فاضل زمانه و همه و منی روزگار
 هرگز بقصد جا بل مجبول کی شوی
 در شغلت بار کشته جانم از خا ع
 در شغل غم جگرش مشغول کی شوی
 از شغل بر وقایع مغزول اگر شد
 در شغل مدد مغزول کی شوی
 و اشقار الملک این قطعه را در

این روزهای کالی نویشده ارسال داشت تشرف فضل تو که طرار مکار است
 حکای غنچه داد مرا در بهام عزل هر چند اهل دولت در روزگار دور
 سینه بدگوارش ناسند جام غزل با ذوق سبلی که در ساینده فاضلت
 در کام عقل تلخ نیاید بیجام غزل و این رباعی نیز قطره چند از نیل
 بطیب آید فریدالدین احمد کافیت من آخته قد بودم با قوت
 گم گشت جوانی و دوتا کشته چو ستاره جویان جو نیست قد من بدست
 هر گم شده را بخیزد و تا نتوان جست و بهم فریح سلطان عیاش الکی
 گفته بنگای که خروز کوه از زول خیام لشکر سلطان رشک فلک
 نسر و زه رنگ شده بود و در عزل سر قضیده کلومی در فریح بسایه
 داف آب را التزام کرده و در مطلع ما قاضی منصور او و جندی توادر
 کرده و چند بیت آن قضیده نیست ای کلومی را بخیزد
 تو افشار چون گل سیکون بنار آمدی کلکون یار تیغ را بی کل
 کجاست درین هنگام قدر جام را بی می کجا باشد درین موسم قرار
 کلکونچی جوید تشاع و می ز گل کیر و فروغ با کلومی عیش کنی
 از جویان سلطان غنچه کلکون بیشتر و می بدست مط

خواند پیش و بنده کار داد و باره سایه پردان عیاش الدین دیلمی
 ران بار آمد چمن کز رای او دار و شعار شهریه و کانی
 اقبال او بر پناه سنده و محس اثر ان شد کامکار
 حضرت زاقاب تیغ او به چو سایه زاقاب آرزوی جویید فرار
 دوشل صد شهریارش باشد اندر زور کین زاقاب اورا بکی
 شهریار تا بود قفسه سایه و آقاب ایند سخن طره کیسوی لیل و غنم
 روی بنار ز پدید زرم تو با دو خاک رو به محالست آقاب دوی جز
 سایه زلفین یاز خدا و نذراده اختیار الدین علی ^{مروزیه الشیخ} صاحب
 مذکورست کروی از افراد ملوک جبال و شاهان صاحب اقبال بود
 از محالست حکا و علما کسب دانش و ادب نمود سریر زرین تنگ
 از تربیت سلطان سخن ز صیغ و زمین یافت و در نواری
 فضلا و شعرا و ارباب هنر پوستانه کوشیدی و آرسا غمخ بهاد الدین
 سام باده پوشیدی جواز عکس رخ آینه غرر ملمع شاد فضا
 جرخ اخضر جان چون نفس نادان در تعلم پذیرد هر زحانی علم حریک
 همیشه پوشش از رنگ کدورت به هوا می باشد ترا از زحانی

سوی شمس ضمیرم نایب پذیر روح پرور کرامی مقصود
 وجودات کسب کرامی مقبول ابراسیم آوز می خواهد زمین
 بفرم صید شامفت کشور بوجره بیک بس زودت
 بوجت اندر کاب رتیه برابر بهاء الدین و الدنی ملک سام خدا
 یکای قدر ملک فر بدور عدش اندر آتش و آب مکان نادر
 نهای و کندر سمندر را خدا کرد ز دریا جوهای را صبح کرد آذر
 شهاب الدین اویب صاحب شاعر ماهر و مورخ قاور صاحب مقالات
 جامع کالات و فضایل بود او صد الدین انوزی صورت و
 فضایل و در آورس قطره نکاشته و علم ترجیح او را بر خود حکیم
 را شسته جان بجز فرموده اینمه بگذار باشع خبر و آدم
 چون سنای هشتم آخر کرده چون صابرم

اواز بخار است و موله شش زرد و عمل
 در آنده اسب حالات معززی ابو جعفر علی بن حسین قد امه موسوی آ
 که سلطان سبزه او را برادر خوانده و در پس خراسان می نشستند
 و در نته آنکه سلطان سید ابو جعفر برادر خوانده مقصیده گفته

و این بیت از آنجا است - اگر چه بهترین خلق عالم را میسر باشد بزرگی
 تا برادر خواند سلطاننش و ادیب را در میح او قصاید بسیار است و این
 در آن شمار است مردم بهر اسپر است و جان عشق فدی همی بگویند
 ز لفظ عشق تندی ملامت همه دینی نگار من دارد عجب باشد اگر بپوشد
 چون دینی ملامت همه کتبی است در ره عشق نه رسم عشق من ای در ره
 درین کتبی ندامت است ازین عشق بر محبوب غرامت است این
 حسن بر لبی از آن قبل که غسل را علاوه است لب است خدای
 در غسل زنا شغنی مکرام همه نیکو ان تویی که تراست ز مشک و لاله
 همه ساله طلیسان و روی بصیر من صنما آن لب جوید تو
 همان کند که زرد بدیده آغی قوی بتقویت روی نت طلسم
 جو در بتقویت محمدالدین مخزومی اجل امیر خراسان و مخزومی
 که او است مانش فرعون ظلم راموسه خجسته ای شمالی علی بن جعفر
 که علم جعفر صادق می کند الی و فاق بله دل و دین را حلال کشید
 بمقد فایض او تن و جایز احرام شد جوزنی
 و آه قهرا و دست در خدا

سلطان سنجری بخت بلند گشت و در وصیتی که سلطان اتسز را به او ای
 تشایا سلطان سنجر در کالج و مانع جا گرفت یکی از خدا بیان خود را
 بر او نوشت که سلطان سنجر را وقت بیاقتن به نبی تواند هلاک ساخت
 و چون سنجر از او عیب فاسد او آگاهی یافتند بود ادیب را بخت آ
 حقیقت یکید او بخوار زم فرستاد و او را بارشید الدین و طوط
 در میان خزان شغری و غیره روی داده تا وک سچان از دو طرف بر
 بخت عرض یکید بگری انداختند و چون ادیب از فرستاد بخت اتسز
 به رسم بخت گشتن سنجر آگاهی یافت کیفیت آن حال را
 در صورت آنکه در صفحه نقش ساخته بود سنجر عرض و پشت نمود
 در آن کار شسته اتسز را بدست آورده هر شش را از اقلیم
 برداشت صورت آن واقع چون سلطان اتسز رسید او
 طلب داشتند بعد از این عتاب و خطاب در کشیده فرمود که او را
 بکشند و بآب همچون رها کردند در شهر تسع و اربعین و صماتی اما
 ادیب چهار روز خون سمنوری مسلم است و خاقانی نیز او را مقتصد است
 هر طایفه از آن بودی شمه هتار عالم در عصر سنجری

ای دست غارت تو در چار سوی عشقت سرهای نگرمانرا آو کن
 حسن هزار لیلی از گلبن تو زنگی عشق هزار محبوب سحر تو
 ز روز کار حد گزین کار نبس و کت بر همه آفاق دست رس باشد
 جو روز کار بر آشفت و کرد کار زوال دولت تو در کی نفس باشد
 نهی یافته دولت دین ز تو جمالی که درون زاخر نیازت
 زا اولاد آدم دو کس ماندوس که ازگان بود تو کوه بیافت
 یکی آنکه مادر بندش نیاید اگر آنکه عهد ترا در نیافت
 لغو و باسد اگر من بجای نعمت تو همان کنم که تو کردی پایداری
 با تم شپستی هم ک زنت ازین پس هر ک تو ماتم بود زنت
 جو تو نمیری می چه موی بود ک زنی کم بود کمتر و مهتر و سیر
 شریف همه از روز کار بجورند دوستان کردستان
 بکنند اندرین روز کار محذورند زنده که در حواد
 یکی بزلت و جاه مصطفی نشود اگر چه عرصه عالم پراز علی کرد
 یکی بعلیم شجاعت جو مرتضی نشود جهان اگر چه زمونی و جو فالی
 یکی بکلیم نگر و یکسر عصب نشود سخن بلند و کرامت آینه آینه انبوش

رسید به نشت و بجایت رسید و بی خبر شد جفای اش و جو سپهر و قصد

فلک که ام طبع کزین دروئی است حسد که ام دیده که ازین

روز زت خشک زمانه از همه کس بر منت مستول که را او همه حق

مستملک ز غیر خویش بیایسی بیدایم بوقت خیر به چون زر که

ببینی یک از آنکه مقدم ترضی و فاطمه ام برین سخن به حقیقت کواچ و ام

فلک که روزگار بر جسم زد و ستان محروم جو م ترضی از خلا نشت جو

فاطمه ز فک ز پس که بی نیکی کرد برین این ایام در آید

که بیاورد از چشم فلک استاد ادیب نظری از مانع نظر ان کشور

شوریت و زبان تازی و دری در سفتن گوهر نظم از قادران

برده آورده اند که او را دو دیو داشت و این دو گوهر از ان

جوهر خانه بر آمده ای پردلی که در دل دریای سپهران

ناوک تهرت راه و راست خاک سیم سمنند بیابان نوز و تو

بر یک بو شمنند به از خون و عینر است ادیب شو شتری جلاوت

شاید سیانتش یکام استماع طوطی ز پانان کم رسیده مر این بیت

مشتاک که از شکرستان مقال او بیت دل برین با سر ز

بهمانا پستی دارد که حال دل پر ثبات است چون رقص پر ثبات نشین
 استاد ابو محمد ارشد سمرقندی المشهور بر شیدی صد عیون گوید که در اشعار
 اهل زمان پرثوی از معلومات او بوده و قصه مهر و وفا از جمله
 او این دو بیت از قصیده الهیت که در مدح سلطان ملک مسعود
 گفته بود در فاتحه اشعار او آورده شد شاه ابو الفتح آسمان رخ و ماه
 ظفر آفتاب شمع و ملک دولت دنیا و دین از آسمان آمد ملکانش
 لقب زبراکت هست طالعش از آسمان با ملک و با شاهی از
 و هم در مدح قدر حان از کمان خیال قدرانه زبراکت رخسار خانبه
 فرموده شاه اعظم خسرو ترک و عجم خیر ام پادشاه چین قدر
 خان خداوند جهان بود المعالی جبریل آن شاه کودا پیر سید
 با ملایک می گوید هر زمان بر آسمان قصیده در جواب مسعود
 و میخ او گفته رسید شعر تو ای تاج شاعران بر منی ^{شکفته} پو تو
 گل اندر بهار کرد چمن جو دوستی که بسوی کمال دارد رو سینه
 که مخلصش تواند شدن به پیران تو آن بزرگ تزریر چون که از
 غایت تست بلند شمع میانی در دست قدر خورشید بر ساه زبانت

تو میکنی که نظم ز شک تبت بر سیم شبه در عدن شبت
 میان تیره شب اندر گرفته دور وطن
 در آن اوق شوق نیست ای عجبی جراهی بخت و روز آیدش
 ز دهن این قصیده تیر در مریخ او حد الدین انوری از شرق
 سخنان بنویافته و آنرا انوری داخل دیوان خود ساخته و بالفعل در همه
 در دیوان او نوشته میشود ای در بیشتر مقدم اعیان را در کار کند
 اخلاق تو سواد می کرد آسمان در نظم و نثر احطل و حسان روزگار
 ناپدید چون قضا در پنج شاعری نابوده جو شو کوهر در کان روزگار
 اخلاق تو سواد می کرد آسمان پر شد پاض و دقت دیوان روزگار
 املور موج مهر تواند سفینه رفت آیین شود ز غرقه طوفان روزگار
 در آرزوی رویتو عمری گذاشتم بنهاد چشم و کوشش بدوران روزگار
 آخر بدین تو دلم تا دانه مان ای صد هزار رحمت بر جان روزگار
 در آن خنده تران بقیم ارشدی و لیک جزم نگر جو خواند جانان روزگار
 کوه انزال مقالش در طرز غزل و ریای عیش نیز طلاوت ترم دارد
 در این دیوان در همه جا یافت میشود ای در همه زلف است

او بر عارض رخشان نهاد صورت جبریت کو بر عدل تو شیر و شیرین
 تو به و سوخته مار تاب از هم باز کرد زلف را تا ما که ما دور رنج تا این
 نهاد گفت هم خوانی و برو عده من دل نمی ساده دل مردا که دل
 برو عده مستان نهاد قبول آورد تو سود و زبان سبزه بود
 شبه نه سود است مرزانه زبان م از گفتن بیج تو جاه ما بسند
 تا شنید و همانست و ناشنیده همان شهبای من جو روز رسد اندر
 فراق تو و از روزی که بدانی روز قیامت ما اندامتت پیران تو یک
 رحمت بر کسی که ندیش ندامتت کسی که زو بهم و عیب از جو است
 بهانه سازد بقتارش اندر آرخست بسفال راز طبا تجردن نگ
 آزند بیان کرده بید شکستگی و دست این جیح که آداب هر
 برد در آتش اندیشه مرا چید برد آیا یکدم خاک در خواهم است
 مادی که مرا سوی سمر قید برد ای چون گل سنج دیمت مان همه س
 چون دیده ز کس نکران در هر حس باسه بنفشه ز کوفی ز کوفی
 چمن بترک بکار آید و رنگ بر یاد تو بی تو این جهان گذر این
 داشتیم ای با حشر از بیخرازه دست از همه شمشیر و شمشیر آن

چشمی درم همبر از صورت دوست

از دیده دو دوست از دوست فرق کردن

یا دوست بجای دیده یا دیده خود دوست آنکه اورا دولت ندان

دوست بحقیقت بد آنکه دشمن او سر سماء الدین ارقم فارس

بر سر خیمه خونی کوید امیر ارقم که صفحه دولتش بر رقم مودی و مودی هر قوم بود برادر

سجلی اسبکست مملکت فدرس تمام در قبضه تصرفش کنجید از مرمی

تا سال عمان نقش نکلین سلطنتش اراسته بود و این رباعی گوید

از فطانتش بکین افتاده روی تو بطعنه برتسر بخند و لطفت

نکر نمبر بر که میخندد از شیرینی که هست کوی لب تو پیوسته چو

شیرین بر لب میخندد و شرف العلماء فخر الحکماء حکیم ابو بکر ازرقی

شیخ او را از طبقه ثانیه نوشته و لادش در هری و اصل از مرو است

بشرف و کلبه کمالش از زرق فضیلت اراسته

چون سخن گویند سند باد در سزیات و حکمت عملی از تصنیفات او است اگر

سند باد با حکیم و قالیقی نیز نسبت داده اند و ظمورا و در زمان مرو دولت

سند باد با حکیم و قالیقی نیز نسبت داده اند و ظمورا و در زمان مرو دولت

نشان نداده اند فخر نیاکتی در تاریخ مؤرخ آورده که طغانشاه را قوت کمر
 کمتر بودی حکمای روزگار بسیار جبهه نمودند سودا و نفع و حکیم ازین
 کتاب الفیه در سلفیه تالیف کرد تا هر گاه ای سلطان در آن کتاب نظر کنی
 قوت شدوانی او در حرکت آمدت حط و تامل که چون بخت بیجا
 در خواب بود سر از بالمش افتادگی برداشتی و بدین وسیله از قوت
 صاحب جاب و ندیم شاه شد صاحب چهارم نقل گوید که روزی سلطان
 طغانشاه با امیر احمد بدلی زودی بخت هر چند شش میخواست سه
 می آمد سلطان از بی صورت متغیر شد استاد ازرقی بی عالمی در
 گفت سلطان لمبرتیه از جادو آمد که پر خاسته سه مرتبه بوسه بکنم
 او داد و سه بار دهنش پر زرخ نمود و مولف را بمناسبت این سلسله
 بیستی مرقوم شد شما کتبه دست تراهمی رسید که چو فاش از لعل
 پر کنند هین و آن رباعی حکیم نیست که شاه رخش خوانند
 کبک زخم افتاد تا طنز نهی که کبکین دادند آن نقش که در
 ستانند یاد در خدمت شاه روی بر خاک نهاد
 ماه و شنبه از جرم بیگانه
 تحویل کرده از میان جذا ایکن

در هر کوه سپهر خشم تقادرو به پنهان خاکه از دو بالای آسمان
 در صحن بیخ کنکوه اش را چون بگری زان هر یکی خیال حیا کرده عیان
 کوهی که خورد بیکه سیمه پید بر کرده اند تیری مقدار ز آسمان
 نشانی بدن نشانی و حوضی بدن صفت پاکیزه تر ز کوه خرم تر از خندان
 بشید و اگر شاه نشسته میان بانج در بسته آدمی و پری شایسته او
 تیز رون ستوده ایام و خزر ملک تیغ خلیفه سائبر اسلام شطرنج
 بر کعب بنام علی می که خیال اندیشه لاله زار شود پیره گلستان
 بر کوه در پری شب اندر شمع او از چشم آدمی نتواند شدن نهان
 سراسر کس نورش کوهی سیا و شست آتش پناه ساخته ابر
 انجان خوشبوی تر عبور نکین تر از عقیق روشن تر از ستاره صافی
 زینا رودان در فکرم کز و کبک زرد سیه عتقا زخم شکر زورق
 بیاد بکن گروهری از صندل تیغ تو بر کشند صد جان زخم عوزده بر
 آید از میان ز موج دریا این ابر آسمان آینه
 شده در هر جزایر خوشک ز شاخه های من مرغکان بانج چرخ

بجزن باریدی از بر کشید آهنگ - بزخم نادره برقی از شام سنگ
 همی فتانند خون چون سان شاه خجک کزیده شمشیر زینت یار کف ایچ
 طعانشه این جوید طبایع فرهنسک ایاز گوشه تاج توین بسته علو
 ز پاپیه تخت تو خاک برده درنگ حدک پرگشت اندر کمان که گاه کشا
 نمین نذار و در خورد سیر آن فرسنگ شهاب را بجان بر می چوین
 تیر بهر را بجان در کشتی چو حلقه تنگ بگرچه غاصم ملک به سپهرن را
 ستاره فلکی به بود زیارده سنک - مکن شهاک که ان پایه او بد
 آورد براقاب کند پرده های کدو ن تنک ز تاب
 خیزد زرین آینه تمثال نمین نفته فرو پوشد تشین ز
 فروغ چهر سپهری یک خشدین بنک لزله اندر زنده نگاه
 در ز جلاله شود لعل در دمان صد جو آسین زنده هم در مسام خبل
 طیبور گاه پریدین ز قوت خورشید همی کنند بنفاز سن از پرو بسبل
 ز نور تابش خورشید لعل فام شود هر وی آهوی دشتی جو تشین نیک
 کمان بری که بر متن هموم آتش فعل ز خشم شاه که بر ز مله انجان
 ایاتنی که بنکام چون بر سلن ایل ز خنجر تو بر و سوز زنده آجال

زبان کند ز نهیب تو صهره در رخ نیال	ز کینه برود در طایق لشکر تو
برون شو ز خروشان بهای بوی بهای	بسیار کنی بر سر آن یلان بهنوش
جای پشت در از هم با در آن اطفال	بدر کین زده تنگ حلقه در پشتند
خوار شبت سر اندر کشند سر نصال	مخالف تو اگر تیر بر کمان راند
جای خون رود الماس ریزه اطفال	بهر از تو قوم خستگان تیغ ترا
دو نیمه کرده و باز او قیام بصور	ز ضربت زلف از قدش تو
جای گل سر طوطی و دند ز شاخ نهال	اگر جاپاسن ابر قطره بزهارو
عزیزت بجز حیالت ز طبع تیره	فغان من نیست سلطان خیره سخن
ولیک ازین بنگین شد از آن جول	ز مرد و کینه هر دو یک رنگست

جمال التمهید والیدین محمد الاذهر الموضع محمد عوفی گوید که درین

حالت و کمال جلالت و جمال بوده قضاید غوا دارد از جمله درج
 راجع افکنده مان بدین محمد اسعد فرمود ای رحمت تو گشته مرا آینه
 منم چشم ناعزوده می جبارست ترا پر خا چشمم غم بدل کن که بسیار با
 خون خود سیکته ترا ای من اندر کنار چشمم دادم بول عده و آنکه بطرف گفت
 چشمم را کس نیافت و از من سید چشمم که خیره گشته چشمم زوا و چشمم از

بیر و تنو نیاید مارا بکار چشم
 روشن ز نور طلعت فخر تا چشم
 کرد پیش سز جو که کند افتخار چشم
 اقبال را شد دست بچویش چنان چشم
 زار تا نگد بر جواس بود ستم یار چشم
 ای جو زوم و زما چشم
 دل از خاست تو سپه شد ز قار چشم
 بر من بروی لطف جهان کار چشم
 پتو جو زلف است م همی اول
 بر بایدیم گرفت زهر صدر به اول
 روزی بر آرد از شب بجران اول
 در خونی دل مشو که جو کارش بیان

آخر بناله از تو تصدیر که بار دل شیخ سعدی
 محمد عوفی گوید در آخر غم دست بر امان قناعت و بجز در زده و از بکوه
 در که نشسته بجز مانی الوجود الا الله در آمده با در و تیان و در این
 خون حزن در آید ز روی به که در و محققین بجا آید علی

ز غصه جان آید آرشم
 ز خود عذر خورده که مروی فروشم
 چون کرم سینه کرد به پای خودم
 در کوی شکر سکنم از نیست مسکنم
 چون گل همیشه تازه ام از نیست شوم
 خوشتر که با لیس آن ام مسکنم
 در بند کس نیایم کارا ده سوئم
 نکشت در کنم بر سر آن دیده کنم
 بی هیچ مهمتم نسزد چسبند از دم
 یک تر از آن بهست ز صد خراوم
 از عقل او بر نیت طاعت فرم
 از توییای تو به شد آن چشم روشنم
 وین طوفان که دل رخسان بر نسکنم
 حق ز اچه بود از من و از توبه کردم
 با چه گنبدان زدوستی حق بودم

درم جلال عاقبت اربل کتسم
 در کوی کس جو می جلد خار ظلم
 در صغره شمع است نانی و تره
 چون ز کس نیاید چشمم ز رویم
 چون نیکیم کچه بدینا کج چشمم
 یا محم ندوم دنیا از حرص بسته
 پشیم که پیشم بی منت کسی
 از خدایتی ندوم منت خدا را
 چشم
 چشم ز غصه نا املی جان
 داد از برای سوختم از توبه حق
 سوزن تار از دشمنی سوزن کجیل

ناز و روزم و دارم و نه ترا سی زینا
 تا هر که نمانده بودم در خواب معصیت
 یارب ز بهیبت تو ز شکر تو عاصم
 در راه دین هر چه که نمودم
 بد از کار نکردی معصیت
 یارب ز بهیبت تو تسبیح تو الیک
 در خود سخن جبرالم کویم که من تمام
 در شد تا در برم دل حمت می کشید
 دست می بینی حکمت تو ریح در
 چار یا نه هر که دین جوید ز راه طبا
 راست چون می بودی که ز یک روشن
 سعد الدین محمد اسعد النجار السمرقندی
 بود که روان شصتی بروی در و در آمدی چون بیضا اینت بر ساز
 لبستی از ذوق آن عطار در و در از دیده روان کردی غوطه کاغذ
 خکرتش بحر رباعی بود
 روی دل این لشته خیر سویت
 تن را دل و جان بجای گویت
 پیاره دل خون شده را وقت شکر
 از دیده که در باشد و از رویت
 از شکر کجا برده تو بر بیست
 در رخ شمع تو کردون چیز است
 تو چون قلمی و من جو کاغذ چه چیز
 از ختم تو جهان بمن بد تیر است
 نجم الدین اسعد الغنصی نوی از طبلان
 بزرگ منشش و فاضله سیر پاکیزه روش با حکیم سنای او مختار

و سوزنی میبوسید مصاحب و عمادی داشته و این چند بیت قطعه
 از ابر خلیل است ابری برآمد ازین دریا سپیده دم چون
 عیش من مگرد و چون بخت من درم تا از رخاش قبله اشید در
 پیمانان بکل جو سپید درم ای در صمیمت از یاد تو شیاط
 دی در طهرم ثبت از نام تو علم در یکصد فکرت شده را بکفر و
 وز یکرم خدایت طبع تو و کم اسعد و رومی از اکابر ترا دان زبان
 بوده و سعد فلکی زبان اطاعت و رومی ستوده و رومی شکر است و
 ری شهریار درین ایام پاره آباد است خوش باش سعدی که
 کجای کسی خورد چیزی که در این ل زپی او گشته اند خورنده شود براده
 که اقبال گویند است کاز از دوک بنیاد مریم برشته اند من خاکبای
 گشته شناسا قانم کایشان به آدمی بحقیقت برشته اند
 کاش که شیر شرد و سواد بلاغت کشته است و استاد فردوسی
 بود و هر دری که فردوس معانی از شهر بند خیال گشته ه شمال ارمی بر
 تخم نقش بوده و در تحقیق العنای ز بلن وری فرنگی سازند و
 نند شمع می آرد سلطان چنان برنگ بر لونه برداخته بفرنگی

مشهور است آورده اند که چون فردوسی از غزنین فرار نمود و بطورین
 برستم دارو طالبان افتاد پس از مدتی ب وطن مالوف با برگشت نمود چون
 رسید که گوهر حیاتش را بطراز اهل در بغل میان سازد و آخر شنید
 از اول استیلا ی حرب و عجم و بسند منبیره بن شمیمه برسات زد بزود
 بن شهریار و حرب سعدین و قاص بالوک عجم و ختم کتاب هنوز هذمه بود
 نزدوسی بر توفیق یافتن بر نظم این مرآت که طراز دانان به نماند
 افروسی پیچید حکیم اسدی تهجدی زین باب فرمود که این جواهر مطالب
 بغیس ابلی زنگ و تلیس در سلک نظم در آرد چهار هزار کوشش روز را
 در تباروزی عقد کردن نوع و س فصاحت نموده بنظر فردوسی جلوه کرد
 ساخت و دل فردوسی را از آن غم پیرداختت و علم پهلوانی سخن در طراز
 که شایسته نام بر وجهی بر افراخت که باه سر علمش تجوید کرد عقرب
 و در انشاء قصاید نیز بدیسی از جیب نگر بر آرد و قضیه بهر آواز
 شب در روز از و در شکره داد و نشانی مذکور است و کیش است
 نزدیک بده هزار بیت باشد از جمله اندرزهای که در آن نامه حکیم
 بود و روزگار گذارنده بدان چه زود نشانی بود که آید بهر آرزوی

در دوزخ بود چو مایه زنده کینه رساند آزادی از بندگی
 چو زاید رسد تو شدم جان بود
 چنانچه از بد کمبختان بود
 خردانش به اندر جهان بیج نیست
 تن مرده و جان نادان بکسیت
 عروبت می شادی همین او
 که باید خسرو داد کا مین او
 ز دل بر کشدی توف در دو تاب
 جان چون بخار از زمین افتاد
 ملک تیره راروشنای مینیت
 شکست ترا مویهای مینیت
 خرد نمک را هم مایه کسیت
 خرد نمک را هم مایه کسیت
 که پنداشی هر دو این جان بود
 بود مرده هر کس بکند همان بود
 نه پوشیدن جامه رنگ رنگ
 بیز باید و هوش فرهنگ و هنک
 که بر ترک او دام در دست
 مرا ترک شاهی از ان در دست

بیدیدی با دی بدو مهر مهر
 بود نزد پیر از مایشس فزون
 کهن پیر پیر و فرهنگ
 که شاه را باشد تیر زین چهار
 نکای که هر چه شنید
 چون که جود انا و دل پر فزون
 به پیر کس نه را باید و خجک را
 تا آهوی شمر آشکار

سیم رفتن و چای شس کا بلی
 هوش و دانشش بهتر از لشکر
 نکوتر سداش بلان بزر
 طرازنده در که بزم و تبار
 کجا پرده روی شاه او بود
 بهوشدی هر ج جوانی کن
 جو کرد و بشیمان نیاید بیکار
 تو با هر کسی بنیست نیکی نایب
 جو بنود کنه دانکه دانده نهر
 فزون اینکند سنگ کس بر و
 که تا ماند آن بر تو نفسین جو
 ز سر که گوز گستر
 مدی کن مگر بستر آید تیار
 نه انگس که از تو پذیرد
 بزرگش جسنر آید پایه

یکی خیره رای او کرد و بی
 خرد شاه را بهترین افرات
 بهین کنج او هست دانده مرد
 خردمند کن حاجب خوب کار
 بهید از باید که نیکو بود
 دروغی کنافه مران در سخن
 که شته بر سر بر بود کامکار
 چونکی رسیدت نیک پیران خدا
 کرا با تو گویند به بیشتر
 درختی که باشد فزون بر درو
 منور همی کان نه آئین بود
 در داد بر داد خوانان بسند
 چونکی کنی و نیاید بکار
 بدان کار ده که بخوبی دستم
 کجور را که تو کرد و خ

در آن برزخ افشید بزرگی بودی
 ز دست زور شهاب و سپان لب
 چرخ کی یکی کوه سر پر نه است
 بدیر پائی ز رف آنکه جوید شد
 بر بود سب و چه بر آب مرد
 شسته جهان کشت بالا و است
 بشخون که هر جای پشیده بود
 بر از زنگ یا قوت شسته چهر تیغ
 ز بس خون باوان کشت سهر تنگ
 شسته کرد خون زنگی در کربخ
 بر ز اندرون کفنی آن پلست
 شترتی بر سر چارپایان استون
 بکار شتی هر که سستی کند
 سر نگو کاری از جبهه خوش است
 بچش و کوز هر ز داری است

نداید خست تو داندن آب سر مینی
 بود و هم زور از تو بهتر کسی
 و در اجای در کام ترا زرد است
 بیاید جان بر نهادن بکف
 براقاده هر جای از خون کرد
 که با مون ز مر که سست
 زمین بجز روی خسته بود
 پرا زاشگان کس خند چشم نمنع
 زمین چون جگر جو بیاشد چو ترک
 ز خون کشته گریان و خندان
 پهبید دزی بود پولاد است
 ز درگاه در باشد مای نکون
 برو هر کسی چهره دستی کند
 بسی جای ز شتی به از نیکو است
 کند می دینی از انونند

خودتست مادر مرا هوشن پیر
بیرقال شایسته فرهنک غم
جبار پرستی تو این نارو است

جبار حفت غم دارد او حفت ناز
نکو مردم اگه خوبست خوی

کراسوی دانش بود دست رس
بود در دانا در حجت کجاست

خروشش جبار دست نیکافتی
تو گفتی مگر حرج عزان شده است

جو دشمن بچیک تو یازید خچیک
مذرود برکش چو شد ز آبد

جبار اندک محبت بدت حوار کرد
دودستیت مچرخ رکار کرد

مهر تو انگر کند

مسلک یک هم محبت و دوستی

ره داد و دین دو برادر کجاست

پرستش خدای جبار از این است

جبار کم کنند است او رهنما

جبار عمر کوته کند او جزا

که شایخ کل از میوه باشد نگوید

درش بایه پادشاه است بعض

مرا و آسره چرخ و پاکی برشت

که دروی سپاهی کدر یافته

مگر کوه پولاد پران شده است

شود چهره که سستی از بخند

جو نایش کرد در کجاست

جبار خردت و باز نشوار کرد

بدن تیغ دارد بدان یک کهر

یکی ابروان تیغی در کجاست

مرغانی بجای که بید که کلامش را فرست
 تن با جیانت کو چاک و ان
 بخت این تن تناده نیای
 بنشین است بر مار سنگ
 کز است تن تا بود جان پاک
 بچایم همواره تازان بر آه
 جلیت کار و این کوه شهر بر
 یکی میشو و دیگر ز بس مانده نیاز
 ووشکر جسم کینه خواه آمدند
 بی یافت خنجر ز کرد سپاه
 همان شد در آن زرمه حکم کار
 آن شمشیر است ز آمد در
 را شبنم خردوم پیلان بر تیغ
 بوزنمار خواهند ز نرسارده
 بخت از بر رفتن ز بید و ریش

خوش انجام است کیتی اینجا بو است
 و را پا و شاه این کر انما به جان
 چاک این جان از تو انما صدای
 کز کیتی کس بر بند از دور یک
 جو جان کشان افکندش خاک
 برین و فتنه سرد و سیاه
 بودشان کین در مدی همه در
 بنوبت بنزل رسیده و از
 دلیران ما و رو کاه آمدند
 جو ایان پاک از میان کناه
 و را تخم پیکان دل کشت تراز
 ز خون خود آب بوشن حرکت
 تو کفنی همی مار بار و ز منبع
 که ز نهار دادن رسپ کار به
 کزیری بسنگام پهن و کشته

بزرگ شجاع و شاه را ملت
 رنجی همچو کلیرک در صیقلگاه
 سرافشان جو ششیر در کانداز
 ز تالیقش سیر بریان شده
 زوی اسما از ادوی پزین

بر آورد از پیل و از شاه کرد
 نگاری بران نور سینه جو ماه
 ندانم شان جو حورثیه در کارزم
 ز آب کفشن بجز کریان شده
 اگر با فلک درنگه است کین

بجز مرک کا ز اور دیگر است
 که کجالت می را سزاوار بود
 جو زور در ارشمن سر آمد بمر
 همتی تاوت ز و نشا همنشی
 روان از اچوداشش بشا تکی
 بکوشش و دست بی
 همان به که نیکی بوز بیاو کا
 که پرورده خویشتن شنگری
 که از تخم صنایک شاه می

همه راهی جبار اور است
 جبار پیشین تو بسیار بود
 فراوان غم از شادمانی شمر
 بیالید برسان سر و سی
 جبار از جباران بیاستگی
 بیانا جبارا بید بپیریم
 نباشد چه نیک و چه بد بیاپیر
 جبارا چه بد سر و بد کوهری
 کجاست فریدون کرد

زبیر و کج نشد بر جهان گرامی
 ز دست جز خوشی شهنشهر
 بر فوج جهان دیگر آسیرد
 بجز حسرت از ملک چیری نبرد
 بر او و دانش یافت این نیکوئی
 تو داد و دهش کن فرین نوی
 زبیر و فرخ فرشته نبود
 اگر چند فرزند چون نوشت
 جلالت می در شب تو گن
 اگر چه می نوشی ای پاک زاده
 حر است بهر حال کسب باد
 هر است می طالب اجل یار
 درم جو غیر از تو فریاد رس
 درین ورطه غم هم تو فریاد رس

هیچ حرکت اشک خود نکند
 تا قوس بیاد آه متنا کند
 هر چه می ز چویر از طوا
 کرد سرت آشنا و پیکانه کند
 پیغمبر محمد استغنی
 محمد عوفی گوید که از مهر و فان و ضلک
 هر بیتا بود در میان طبقات عصر خویش مشهور بود از شعر
 بیامان و آل بویه بحال دانش و بزرگی آشیان داشتند

میر صفحہ روزگار استغنا زودہ ز مال و کسب و خیرانش بخیران
 دو بیت در عرصہ نیست **ب** باہ ماندی اگر نیستش زلف سپید
 نہرہ ماندی اگر نیستش مشکین خال **ر** قانش بچین گفتی کہ خورشید
 اگر نمودی خورشید را کسوف زوال **ا** **سکندر نانی** ہمش قبالہ
 محمد بن سلطان تکتش بن الب اسلان بن التہر بہت و از
 پادشاہان ہندیک خوار زمست بہ ہوت باکور خان قراخانی
 نمود بار اول ظہر یافت و بار دیگر گرفتار شدہ اولاً اسکندر ثانی
 خواند بہر المدی اسحق دہلوی صاحب حالات و خارق
 عادات و جامع فروع و اصول بود از فیض خادمی شیخ فرید الدین
 شکر کنج صورت حال خود را بہ نسبت دامادی شیخ پیراستہ رخت
 روزی او را از گریہ بسیار منع نمودند بدیدہ ان بہت فرمود
 از آب دیدہ خانہ چشم حراب شد **ب** بس تا **سکندر نانی**
اسمعیل بن احمد جامی ہموارہ بر سجادہ ارشاد نمودی **ب** پیر
 جو انم و انہ مقلسان سر پایہ لطاعت را نقد کیسہ ہدایت و تکیہ **ا**
د کہ در آئی بجا سخنان نیک **ا** از آنکہ زمرہ ہمتی زمرہ **د**

تسلی عشق باشد در دست فوجی را : که همچو طفلان در بند نسبت پدیدند

بزرگ عشق دل و جان بیازد اسمعیل : که عاشقان رهش پاکباز و پرخیزند

اسماعیل بن ابراهیم الغزالی المعروف بزرزین از استادان دارالکفر

بیان است ز دست افتخار سخن را سپهر انگشت فصاحت بر کمال لاجوردی

فک طل نمودی غزال طبعش درم غزار غزل و قصیده هجیده و حربه

جان هر شراب وصل کز و نوشش میکنند : و کس حلقه زلفش در گوش

میکند چشم سعید کرد ز زلف سیاه خوشش : زوزم سپید ز نور

ساکوش میکنند : چون تو صرا مان ساز پای منی در زمین هر دو

پیش خود است بند در کمره : قد جویر تو کرد پشت مرا چون کمان عا

چون سیم تو کرد رخ من خور ز تیغ الدین اسمعیل با خیز کار زبانی آتش

آلود و بیانی غم از و داداشته صاحب ریت عالی و نعمت منور است

تا چهر این ز کار نیاید : کلین امید من ببار نیاید : نه تا م آن زلف

سکیم : ز نذکی خوشم استوار نیاید : جان و جوانی مرا زهر تو بایست

ایم این هر دو لکار نیاید : از تو و هر تو ز نیار نخواهم : کز تو

هر تو ز نیار نیاید : جو غم عشقی و شکی : صد هزار آ

غم نگیدارم ابله‌ی من که به شیخی خود دست باخیزد و نگردد دارم
 و از وز که گویم بسر آمد غم تو سر برزند از زمین بر آید غم تو
 شاهنور شهری نیشا پوری لب وی حکیم عمر حیا میر سید
 و کسبش طناب خیمه حیاتش سینه ستا تیر در تیر از شاقی افتاد
 قلبیان شهرت بردوش مکت و کمر استقامت بر میان شربت دآ
 پای شعرش نیز باندازه عقید سر عیش هم از ایوان شعری برافرا
 در فن تاریخ دستور العمل روز کار بوده و در فضیلت و پر بهر کار
 کامل و نامدار استفاده از خدمت ظهیر الدین فاریابی نموده و
 دوست از اثر و اتحاد و یکا نگی در ایام حیات که بر خاقان
 بهر ایجا واقع است با هم داشته اند هنگام وفات نیز در یک کل
 زمین از مخاب تبریز و بعضی معتمدان جمله خاک شده اند و گویند دیوان
 انشاء سلطان محمد گمش بوی تعلق داشته و در حساب بسیار
 از اهل عراق و ماسان باستانی مقرب السبق بوده و در سال
 شاه قوری در علم استیفاء از تالیفات مشهوره او است و چند سال
 در القاب و اشعار تصنیف کرده است نورا الدین شیخی که در علم

و طاق

کمال از آفران بجز بوی زبره که بسیار است پر تری داشت در روز شنبه
که سلطان بلال الدین اگر اوقات بشر بدم قیام می نمودند حکیم
را بخوبی که از آن بیشتر شرح مباحث بر می بود و نقلت که روزی چای
بست عزم خدمت و تیر نموده بار یافت این رباعی گفت

فصل تو ز یاد و پرستی با هم ماست بلذت و پستی با هم
حال تو بخشیم ماه رویان ما کجا کجا هست بدم نور و پستی با هم

عقیق را ز لب آید در دهان آید
بالتحاق فاده است طالع خوبان
بجز خرد است که در زبان سن کردن
چنان میل کند هم که بخشنه
روزگار آشفته زیاده تو بیای من
شب بستی پید است با حال من
فضیلت و خوبی تر یا شتر های نهن من
تا بدو بخشنه و تبار با من یا تو

خندک را ز قدرت تا در میان آید
که هر چه بایدت از نیکو سی حیوان آید
بجای آنم نام تو بر زبان آید
اگر لب تو به است صد ایگان آید
اره کمر تیا دهنست یا دل غمناز من
شده خوشتر یا لبست یا لفظ کوه با من
بجز تو بسوز تر یا ناله ای را من
آسمان کرده ترا یا خونی تو با کمان

چشم تو خوریز تر با چرخ یا شمشیر شاه
 ای پرشکر خنده تو استین صابن
 همزان شکر سه توانند مراد دل
 تا هست جفتی که سر مرد هوشیار
 باد از زبانهای سرتیغ تو چنانکه
 سید معین الدین از کسیر قندی از اشرف اعیان
 ساداة بوده مولهش کتانت که یکی از قریبایم قد است و چنان
 ملک بنیو بوده دیوانش نزدیک سه هزار بیت
 چو نیت وعده دلدارد پذیر
 مهر و وفاش خواهم آن هر دو شکیا
 هر صد ورقبانه آمل رکن دین
 فخر البشر محمد است که خلق ترا
 محذوم شرق صاحب عادل که خورش
 کیره نشا ملکین بسوی ملکیم از
 ای طانت از جهای جتیب آرد لب

دردی نهر از چیره کنگه که در چشم و
 نه آینه بر میزند فلک آن لطف هر چه
 نه کسی کند که درین راه جو گو و کان
 اینها در فلک لاله وین کند خطاب
 تا هم حکیم خدایه و گاهی دروغ گو
 بی آیت شد زبان عرب بر سر سالی
 آن نوزدین و درین از جیل تیر کی
 در دوزخ بجهت کجارسد
 بجای که خیل مند در نوا کس
 کسی ساز که آن سرور و نوا
 که بیج ندیدیم بجز دل خویش
 در رکن خون دل ایلی زمانه

ای بیدیه شاهی بکمالت تکون
 ز سرشک در دو جهان که زان

نیلی شده است زین فلک انکون سلب
 هم علم است یا دست و هم فضل بنا
 از جیل دست است نه اندر دست چپ
 و آن از جهان بر کجده این کند غضب
 امر و زبوتراب و کر روز بولیب
 از تک یکجهان ادب آموز بی آ
 و آن شمس ملک شیر و ش عقده
 که بر حکم طاهر مردم بود لقب
 نه در عجم عللچ پدیر و نه در عرب
 آرد بر ما سرخ علی ر غم همای
 معذور بود زانکه به پند روا
 چشم تو امان می ندید دور

سر خط دوران تو در است
 شاهی توان از جویشای و کرا

و مصنف کتاب الہی الحسنی این رباعی

در شمع ناکہ بخور روشن بصر
یکدست تمام و نکته دیدور

یعنی کہ نیز عقل چون سپهر
فربہ بتوان بستن ز پر کرک

دل بستہ روزگار پر زرشک
یاسفینہ لقای چون برقیں

جو نیم دم آشنا و را نذر کرد
دستی زدستہ عاقبت خویش

حکیم اشرف کلمت
بشیر از گلستان ہم قدست و اعجازت

کہ ہمان سید محسن الدین اشرفست جدا و اہم مدعی کہ ملک پیغور المودت

در دیوان اشرفی ثبت است بہر حال این چند بیت م اوراست

جون جوش و خرم شدیم وقت حکم در چمن مطرب رعنا و یار ساقی ز نیاکو

میش کل روی دوستیہ ز زبان آمد
از طری ارغوان و ز طری یاکو

من غزلی می ہر ای سوی کلی غنی نگر
او طری مغیر از شاخ کلی شکر

تنبہ باش جرم تو کار حرم
نوبت انصاف و مابند و شاہ رس

مہر سپہر جلال عادل پیو ملک
انکہ ز تائید او مہر فلک پیو ملک

دورقہ امی لبش منتظر روز کا
منع وجود عدوش منتظر با عدل

کہ مانند رویش اندکی گل
عبیر شکر یکدہ پیرا سر نہا

حکیم امین غیاثی و از بزرگان قدماست از بوش
 کجا شکست تاناری سبب کل پیش حالتش خس برداری شد
 اوست نیز از سوی رخس سر کوشه نشین که بود بازاری شد
 سید الدین زوزنی از زور قاتین بحر سخن و گشتی شکستگان عالم
 که است گفتند زور قی خالص می نموده این دست در صفت عمارات
 بدین گفته هر که میخواهد که بشد کل فر و سر برین کویا این باغ و این
 پیرهای نور ایدین ساکنان او را مرها تلف غیب خدای بشنوید آواز
 طیبتم فاو خلوه با خالد بن امیر ابو الحسن علی ابن ابی اسحاق عجمی الهجاری
 محمد عوفی گفته عجمی امیر بود مدوح شاعر و محمود فضیله وافر
 بنام نواز تر دشت همواره لبه نکشت سخاوت کرده از کار عمر و شکیان
 شریف جانت کشوری و با استاد الشبهید حکیم و قیسم صحبت بود و گفته
 که قیسم شاعری مایع او عجمی مدوحی مسلم بود که زمان رسیده
 سطر و ریخته و مدوح نموده ای آنکه نداری خبری از سم من
 ای که بدانی که نیم نمت پرورد آب آرو کمان آرو کند آرو کمان
 و قل و ربط و شایع تو می وزد و یک آنکه خداوند جو شو تا شبیم

از بخت بسیار کی شود خرسند
 خرد دل من از حصا رمتباد
 زندگانیست را شناسم باد
 چون کند اندران تهنی پروانه
 راه کم کردگان زده هشت باز
 بسیار دانش و میزان پیش از جوهر بان
 پیش بود و بار یا فکان سند ملکات بهواداری غفای قرب خلوت
 و مقامش با موج ترقیات صوری و معنوی رسیده اند و از آن خطبه
 بضم الله و اللہین طوسیت که بفضیلت صحبت او علم شهرت و تم است
 آفرشت و فضل الدین این قطعه را تخلص بنام نامی او نمودم
 کروزن کند سپهر علی فضل فضلا و فضل فضل انهر ملکی بجا
 شمع آواز آید که فضل فضل با این همه گوشه شکر که در حقیقت
 معارف دینی و تفسیر علم یقینی نمود چون صورت حال خود در این خطبه
 مشاهده کرد حاصل دانالی را فراتر با دانی دانست چنانچه فرمود
 هرگز دل من از علم محسوسم نشد کم بود زان سر که مضمون خطبه

که مگر بجای ز نسیده است کسی
 تا صید کنی هزار دل در نفسی
 وی آینه جمال شای که تویی
 از خود بطلب هر آنچه خواهی که تویی
 شادی و غمی که در قضا و قدر است
 پیخ از تو هزار بار پیچیده است
 کوهی فلک ز بهر کای بوده است
 کان هر مک چشم نگاری بوده است
 همچون بخت صبح دیشم شود
 از بیم فرو شدن چشمت زده شود
 برادر ز مال جان خود زینجا
 بنده بنود بود چندان
 تو روح حجر دی بر افلاک شوی
 کاسی و سیم خط جاک شوی
 و پشت از محزون که لاله میر و بار
 در سینه در پیچ در سینه
 خون زلف بتان شکستگی عادت کن
 برای سحر نامه آلی که تویی
 بیرون تو نیست هر چه در عالم است
 بیکی و بیکی که در نهاد بشر است
 با رخ کن حواله کا نذر عشق
 پیش از من و تو نیل و نهایی بود
 نهاده قدم بجاک آهسته بینی
 نه رویی که اهل تصورم و شود
 هر کسی که پر دل ترا زو پیشی
 می بین تو بر سپرد زبون جهان
 جان بنده بندست جو بر کیمی
 کمال ز غبار جسم اگر پاک شوی
 کس تو نیست از پیش من تو نیست یا دا
 برادر و ستان ترا از جسم از

طوبی و مثبت و سبیل از زنا ه
 و این منگرمی و در پیش مباحش
 خواهی که غسری بحر تو حید شوی
 یارب چه خوشیت بی این چنین
 بنشین و سفر کن که بغایت خوشیت
 آبی که بر همه ز کار کرد
 حوالی شد و پندار در و رخت نهاد
 ای آنکه خلاصه چپسار ارکانی
 دیوی و دی و ملکی انسانی
 پیش اندیشی غایت پرستی
 در همه سخن و عقل باید پیوست
 ای عین لقا در چه بقائی که نه
 ایستانت تو از جا و جهت استغنی
 رازم همه دانای فلک میدم
 که از اینجاشش و پچی بازی

ما و دلان که تا که بدید و دیدار
 پیش مباحش و عالی از روبرو
 مشن و منکر مبین مندر
 بی منت دیده خلوت
 بی رحمت پاکر
 که تو ایمش نام کنی کاسی
 یکی شد و اندیشه در و سوز
 بشنو سخن ز عالم روانی
 باست هر آنچه می نامی آن
 پیش و بس که با سایه بگریست
 تا باز نباید ز بس خنده گریست
 در جای نه و که ام جایی که نه
 آخر تو کجا جوی ز کجایی که نه
 او موی موی و یک یک بگریست
 با او یک یک یک یک میگریست

احوال درون بد نمیدانم

مستوجب آلم که بسوزانم

درین طلبی نه آن نه نیست باشد

تا زیر زمین روی منیت باشد

هفت اخترم از شش جهت این نامه

بیزد و عالم جو تو بکین است

دین چشم و قصب تو بر من حکیم

تو بر سر من بوشته من حکیم

تا کردم اتی و پرست ز دوست

نامیت من باقی همه است

زیر لگد عا دت پست شری

سودی کنی اگر دست شوی

خار غن بوده و با خواججه من

البدین محمد صاحب دیوان و خرد

صح الهم سعیدی معاصرت و این غزل در سنه کمالی

بیا من یک...

زانکه درون بر...

بنا بر طلب نام...

رومی زیر زمین و اربری

دو دریم ایک و هشت هشت

کز چ حواس چار ارکان

ایر آب و کلم سه شسته من حکیم

هر نیک بدی که از من آید بوجود

عشق آید و شد جو خولم اندر که بود

چشمی وجود همگی دوست گرفت

زان پیش که ارجام اهل مستوی

از پست نشت بزا اینجا کاجا

صمیم افخندار در عهد پادشاه بن زنگی از صاحب عیاران سکه

خار غن بوده و با خواججه من

البدین محمد صاحب دیوان و خرد

صح الهم سعیدی معاصرت و این غزل در سنه کمالی

خیال دلفروز اوست ندم کل و باد و دال امروز روز طرب و نسیم بود

کطوف تین و هوای بخش بزرگ سخن و نوای سوس و سوز

جوز شینیم و ماه سیر می اقبال غلام و بخت فیروز

کس می نکند زسی بلاش کس عصبه عوز و زهی غم افروز

پهوند بیز هر دو عالم وز هر چه دوستی پیر بود

ای دل ره زاهدین دین شیوه عاشقی پانوز

خواهی که شود شب بیدار روشن فرغ مهر جو زوز

ما بجز جنتیار میباز وز شوق جواشخار میسوز

الب خان و اورا الع خان عظم تیر کوبید و طبقات مهر

بوجه او اتمام یافته صاحب تبارک آنها یونی کوبید که از قیاق برسد

ار کجده در بغداد فروختند و ملین نام وی کرد و سلطان

شش صدین کس نه تلاش استماتیه در دلی او را میدوم تیر تیر

پایه قدرش باوج رفعت رسید و خدمت سلاطین کرت تیر

بزل فسیا همیشگی دست بازی با مار که او شدن طاعت همه باز

شخصی نه تبادل جمع بسیار کار جمع بودین بجز از مردم

سید شمس الدین بیجاروی و اذالہ برہنہ
ابن بن احمد البلیغی است درود کر سیت کہ
پیشہ آید شہ بختہ برود سلطان سخن یک طخت تراشیدی و کند الفاظ

تراشیدہ را بر بندہ حدیث طبیعت ہمہ ازہ از نامواری بر آورد
مخبر خودی کو بیدار مداحان بلین الدول محمود بود زره پوش

ترک من در ماه سیکر نذرہ در دژ مشک بر ماہ نور دو
حیا قوت عزائم لبش را بخوانم کہ یا قوت زاکلی بود جسم شکر

چو محمود سر و شنیدی خدیو یک سفر کردہ شاہ سفر پیشہ بی
امامی ہر وی از بزرگان علمای ہر نشت و با وجود ذکر فضیلتنا در

علم شاعر سربلی نظر بودہ صاحب ترہت الغلوب میگوید کہ روز
سوسالہ سالدین محمد دیوان و ملک معین الدین پروانہ کہ در عہد ابا

خان بن ہلکو خان حاکم ممالک روم بودہ مولانا لوزا الدین
و ملک افتخار الدین کرمانی کہ از نژاد ملک در و رست ہر

کافہ فیہ در فہت عبد الدین جمع آردہ در تقستیش کیفیت شاہ کی
صلح الدین سعیدی و امام عمر وی قطعہ کفہ تزد مجد حکم و

در اوج بید ہر این باغی فرمودہ اگر جہ بر طبق طوطی حزش نفسہ

بر شکر گفتند سعدی کیسیم در شیوه شاعری با همایون امیر
 هرگز من و سعدی با ما می نرسیم و سلف این رباعی در این
 که خود را در لطافت سخن سرخوش بیانی با ما می در یک پای سینه
 و ملاوت گفتار شیخ راز یاد ده و امانده نامی را در علم طنبوعیت
 شاعری بر خود و سعدی مقدم داشت و این امامی در اجبه ^{الملك}
 است که در منصب وزارت سلطان سنج با داد و الهه سلطان
 و امیر ارغوش ارکیا عبد المجید حیر الملک تغیر شده باور سید و
 حیر الملک در تربیت علما و شعرا و اشراف و ارباب استعداده
 بر حسب مودت و شیدی ما آنکه بزخم یکی از فدائیان حسن صباح
 شهید شده بر عهده نوش فرات بهشت برین کردید و پسر ^{الدین}
 که در ملک پذیر نصیب شد و این چند بیت از قصیده است که
 در مدح این وزیر بابت پذیر گفته چون کبک شسه لب شرباب
 حروقی کبکی از آن بطوق معنیر مطوقی بر او بر طریقی
 بر مشتمی و ما هجندی و بر حقی تا اتم ضد جهان ^{الملك}
 که آدم آوست کوهر سنگند مانقی ای آنکه عز و جاوید بر ^{الملك}

روصیت صافی از صفت آتش کار است که جیت ز جی لیت و
 شود در در صمیم بحر و کس در صمیم کان در هر دقیقه آتش ز کار است
 و لغزب در بند زلف پر شکنش عمر جاودان صدرا تر
 سپهر معلماست در پناه دست تزار و ان می جاست در بنا
 ای مطلع خورشید مننه پیرمنت شنبه شکن طره عجز شکست
 کفنی که گفتم شام تزار در وصال دیدی که جو صبح اول آمد سخت
 این الدین دادا از بزرگان صوفیه است و مرقد او بندر آباد است
 که قریه ایست از دارالعباد نیرد و حاجی محمود شاه که در بندر آباد است
 گوهر است از صدف صلب او جلوه ظهور پذیرفته کونیه
 در صبح قریه ای یزد صاحب ملک و زراعت بوده ان
 سینه بند از خرمن افکار آن مالک اسرار است که دانه دانه
 شد و کرم مرزعه رقم گردید خوشدل بوعده های تو ام که چه خود
 صبر نه و عده تو بجز انتظار نیست جار غم از عمو جان تا غم
 از جهان بچرم تا حضرت یافته ام با ختیا نوا کس که رخسار
 روی بجایب در آرد هلاک هلاک از غمض بحالی لظنم

از تو همانا نفسی که از بسیرت از خاک بوی جان دل که هزار سال

بر آرزین که آن نام سکه است **میکیم** او صد الدین انوری خاور می

نام وی علی بن محمود بن اسحق است اصل او از ولایت ایزد

است که آنرا بدنه گویند نزدیک مهنه و آن صحرارادشت خاور

خاندان بیلین نسبت در اول حال خاوری تخلص میکرد استاد او

عنازه فرمود که انوری تخلص کند در هر چه منصوریه طوس تحصیل

معلوم خصوصاً ریاضی و نجوم و ابستکی داشت و از بس فرستگی

که در کارش بود روزمره روزگارش تیز بر و تنگی می نمود

در زبان حال بزمزده این مقال میشود که تن ما ز پامی نامر شده

بگری نام امید یکلید نیک بختی شوان کشتود ما را در آن ایام سپاه

جگر می بود ای رادگان زول فرمود انوری بر در مدرسه بادل پر بود

شیشه می دی با جابه دید که با فادمان با تا از تمام از راه می گذشت

بسی که این که بکنند زوی شاعری است گفت سجان اند

در علم برین بندی حالت از بدر همی جنبین در هم و شیوه شاعران

نست به از باب هم جنبین محتشم از جوش حسنی که داشت آتش بنام

این قضیه بگفت که کردل و دست بحر و کلب برسد دل و دست
 خدایگان باشد و روز بگذرانید سلطان در کلام از خود
 از پورسید که ذوق ملازمت داری یا حکمت طبع آند که گفت دعوی کند
 کن و آنکه بعد زبان اقرار بندگی شنوا از تند بنده ما جنت است
 در جهان نیانی نیست هم اینچنین در حواله کاتبی نیست از زندگان
 شد گویند در زمان سلطنت سخر جهان اتفاق که افتاد که سیاحت
 در برج میزان که برج باد است قرآن کردند انوری حکیم کرد که در آنجا
 بادی مشوقه شهر با حباب کند اتفاقا در آتش که انوری حکم کرده بود
 مردی صراغ بر سر نیاره مرو به فروخت جنان باد نشد که
 نبتانند سلطان سخر انوری را با آتش عتاب و خطاب در عذاب
 که بر چنین حکم غلط رو داداشتی انوری معذرت طلبیده که از عتاب
 فحاشه میسر شد بلکه تدریج حاصل شود در آن سال نیز جنان باد
 که در منهای مرو پاک مانید انوری از این صفت سبک که خجسته این قطعه را
 بایست که چهار شهرت خراسان را بر سبب طرف که
 وسطان بسافت کم صد در صد است که چه بود و چه باشد

بصر جامع را چاره نبود از بد و نیک

بلخ شهرت پراکنده و او باش درو

سر شهرت بزم نیت همه چیم درو

حبه اشهر نشا پور که در روی برجا

گرفت است بهمانست و گرنه خود نیت

بمقتضایه بگفت بر من معفری کردن

از ان بلاجات یافت و منج الدین فرید الدین

کامت در باب حکمی

گفت آنوزی که از جهت باد های سخت

در روز حکم او نوزیده است هیچ با

و اگر چه اثر حکم این قران در صورت

ظاهر خلاف متعارف کرده اما در حقیقت

فالی از اصلی بنود چه کو نطفه

نقطه چنانکه در صورت قرانی صاحب قرانی

کو که کو اکب هفت کاتب

خود داشته از تاثیرات فلک سلب پیری

در برج میزان رجم مادی

طوفان باد بسیار استنش با بنیاد عمارت

وجود را از پای در

اندخت و بسیاری از شهر و قلعه‌ها آباد و از این ساخته مولف در این
 یکی ایران این دو زمان گفته که بیستم از سر نوشت بیخ تو باشد
 فتنه چکیز و قتل عام نیشابور اما فرزندشتن نور حیات الهی در سنج
 بود سینه سید و اربعین و شصت و هفت منزل جاکش در جوار از اسلطان
 حضوریه است و انور ریاد در نجوم چند تالیف است و مشاهیر
 لیا این دو قطعه فخریه فلوکو ساخته که در دستیم در روح و غم
 یکباری ظن میر که لفظ و الفاظ معانی قاصم بلکه در هر نوع کلام
 من دانستی خواه جزوی آزاگاه کلی قاصم بازرگان مستفیدم
 با فروستان مفید عالم تحصیل راهم واروم هم صادرم بنیتیم بیکانه
 از اسرار و احکام نجوم که نداری باور انیک رنج شومند قاصم
 این همه بگذار باشم در آدم از سنای شیم آفر که کم از صابر
 در چنین قحط مردم است چنین آنا و کان **دی** من کران خورندگی
 خاطر قدر من صاحب قوام الدین می داد ارا نکه صدر او را
 یاد کار ناصر الدین طاہرم شاعری چون **ت** مست و زبانی بجز
 فکری نیک و زکالی نیک و شعری بی غلبه ای در بیا بنیتیم

تا حاصل در دم سبب در مان شد	پس تیم مانند می شود و کفر ای جان شد
جان دل و تن حجاب ره بود کنون	جان شد و دل جان شد جان با شد
خواهی کسی بکام بر گیرد و کام	یک کام از کوشش و در کام ز کام
اندر ره حق خواهی کیم آید ز غلام	یک سبزه نخته به که صد خواهر خام
از پس منکر یکدم و در پیش مباح	با خوش مباحی عالی از پیش مباح
گر میخواهی که عیش تو حید شوی	مشو منکر مبین میندیش مشو
این سستی تو سستی سستی در است	دین سستی تو سستی سستی در است
روزم بگر بیان تفکر در کش	کین دست تو استین دست در است
ای اطلاس دعوی سستی برد	آخر بقیامت عمل چون ای برد
شربت بادا اگر چنان ای رست	تنگت بادا اگر چنین ج ای مرد
آنداه نیاز منزلی با در باب	در کوکامی معقبی در باب
صد کعبه آب و گل جو یکیل نبود	در کعبه جو سروی دی را در باب
در دیده خویش اگر نکوهید شوی	زرد دیده هر کسی که پندیده شوی
پروانه صفت لبوز در تشش عشق	تا دیده نوز و نور هر دیده شوی
دل در انزل آمده است آن عمر تو	جان تا مایه بود مکان علم تو

بجا بداشتن خزان و حدی چند
 سوسن زوین برآمده صوفی ز عمقا
 ملتی نشان بود طلب میکنند
 هر طرف باغی و هر گوشه خلوت باشد
 یونانیان هر که سال همسایه رسید
 زنده دو جهانی زبان طالع سعد
 بشارت و جن ضم و کلزار است
 اگر او بپندق این عرصه بود
 رفت و من پیش تقدیر گشته ام
 هر که مشغول تو شد از دران با
 کشتن روی خوبی بر منظر می کنند
 از حیرت جمال تو در چشم غاشقان
 خویز و یان جا بنده و فانی کردند
 همه میگردد به بنیند سایه تو زد
 هر که نفس زده بود از آب دلبری نازد
 بجز کل که برین خاک آستان بکشد
 ترس محمدی شده عاشق همانکه
 از دست غافلیم بکین نشان گشت
 خانه را که درو همجو تو رضوانی هست
 آتش بود که در حسرت من باز کرد
 غلام طالع آمد که بر کزیده تست
 ارم دیده و آرام دل زار ایست
 دانکه دور افتند این دایره کمر
 کز آب دیده من کاروان شاه کنند
 و آنکه دریا پتو افتاد سرافراز آید
 آنرا جو کعبه شبانه هر کشور می کنند
 خندان نظر نماند که بر دیگر کنند
 یکسان در دفروشند و دوای کنند
 چو سایه کوی کوی و چو باو در
 که کوی سیم بچوکان مشک قی بازد

زوزه شسته پیش کنون و فادارین

مهر را بود که دل از مهر ما پیرد آرزو

لبوی ما جزا و زسیج باب نیامد

هزار نامه نوشتیم بی جواب

باوم صاحبان خواری ملکن

کان بخش کار سیاه میبکنده

بمیدارم از دست دست ماند

کرم دهن بدیه همچون سیکند

ذکر سفاک علم بی عمل است

دل معشوق چشم ز سبیل است

از محمد بدست کور سیب چند

صحفی باند کینه کوری چند

مرد با کس سخن نمیکوید

ریز و تر آن کسی نمی جوید

چون دوستی رو تو وزم به نیاز

مگذار بدست دشمن و و نم باز

کر خوشی است جان من هم نوبت

مرد خشنی است کار من هم نوبت

شیخ ابوالدین عبداللہ بن ضیاء الدین مسعود البلیانی والی خط ولایات و

صاحب کرامات بوده امام ضیاء الدین مسعود ابن خنسم الدین محمد بن احمد بن

عمر بن اسمعیل بن شیخ ابوعلی دقاوی است و نسبت نسبت به شیخ الدین محمد صاحب

شکر که عرفات برو می پوندد و او عبداللہ بن عبداللہ بن علی است حالی

دانی از خدمت شیخ ابوبکر همدانی نکتہ دان زبان تحقیق گشته نمایان

کمال و عرفان رسید چنانچه مرغی ازین معالی درین رباعی بیان نموده

تمام حق به چشم مردم بینم مردم از پای طلب دمی ششیم مردم
 گویند که حق چشم سرشوان دید آن اشیا تن من چشم مردم
 و شیخ مسند ارشاد را ایراد ز کرده خود شیخ امین الدین بلیانی سپرد
 گویند بوسله شیخ نجیب الدین سهروردی حرقه مبارک رسول
 صلوات الله و سلامه علیه و آله بدور رسیده و شیخ صفی ناشت
 که او صد الدین بشیخ زاهد کیلانی موبست و شیخ احمد بن کوب در شیراز
 نامت و فوات سال او صد الدین را نشت و ثمانین و ستائیه نوشته و
 گفته اند در عا سورا سنه ست و ثمانین و ستائیه بوده در خالقاه
 معروف خود در بلیان همچو کج در خاکه فونست هفتاد و مرطه از
 وادی زندگانی پیوده و آخر بسره نترلی که راه برون شد ندارد که
 چشم غنچه و در ادای پستی نبایستی و مقام رفعت نیستی این
 دور باعی فرموده که من مردم هر املوید ببرد که مرده بد و زنده
 بشود و بستاند و ببرد جان نور حقیقت و تن توده خاک حق نور
 رفت و خاک با خاک پیرو از اسر عمر اگر کسی یاد کند مشی
 در دنیا آنگاه در علم چشم عقله بادست جهان خاکش بر سر که تکیه را بکنه

بسم الله الرحمن الرحيم
در روز شنبه ۱۳۴۰

بکین تا کم بند کسی کشش بخت بر کرد و وقت مرگ ساز آمد که در گذر
کرد و صدر اعظم **مذة الکتاب منجبت الدین بدیع بن اتابک** در
محمد عوفی گوید که جمیع دیران و وزیران انصاف داده اند که در غرض
و نهایت و میدان بلاغت سواری جا بکتر از بدیع اتابک رایت نظم
نیفر خسته در شیوه ترسل و ضاعت کتابت تقانیم مرعوب چو در خسته
از جمله رقبته التلمیذ عسبر الکتبه که در اینجا تعریف تا پور کرده و او را
جر جان ترجیح نماده و در آن نسخه مرقوم است که وقتی در بدایت صلح
بنیاد در دارالانشا کار میکردم هر چه نوشتی استاد من آزایی کار
بر آوردی روزی نامه فرمود چون مقرر نمودم او را بنسندیده مرا
بخت رنجانید از تنگدلی مشبهه متعده س امام الحن والانس علی
بن موسی الرضا علی بنینا و علیه التحیه رفتم و از روح پر فتوح او
خواستنه نزاری بنالیم و بگریتم و طلب این شیوه از صد فی نیا
ببیار تمام نمودم بوسیله آن مکارن تبرک نشان در های طایفه
چشمی برخ جان من کشادند وی مدتها در دیوان سنجری به نیک خبری
روز کار نجوشی گذرانند رشید ابن و طوطا را بر شنه طبیعت شوی

این ایات را از روایت کشته فیلی بدو و سعد الدین محمود و له ارشد
 حکم کردون محمد محمود و نیز برای جمال نفث از جو جان بود جان میرد
 من زنده را همیشه نیارم گفت ازین مآب تر روی نباشد
 و زین پرتاب تر روی نباشد از عشقت در کجا پویم تو دای که
 بی کاپوی نباشد عجیب البیان حکیم بدیع الزمان ترکوبی سحری
 در آلائش طغش ترکوبی سجانست و آن حصارست که از اثر تو
 خوانند محمد عوفی گفته وی همیشه بقانون حکمت و تجربه میرسب و خود را
 تعلقات که خدای کر قمار نمیکرد وقتی او را صیحتی کردند درین باب قطعه
 گفت مرا کسی نزنانگی و کردی که ای فلان جو جهان جاودان می
 که شت عهد شباب و درو پدید آمد نشان شیب کنون کرنی کسی
 از نیوال جگرهای او برچیم جواب دادم و گفتم که ترا شرمجاید
 کسی که کرد به به نیت سلام علیک جز از سلامت فی الوه بر نیاسد
 ز خدیگ کونه کنایت که در بند دایم کفاف خرج من ای خواهر بر نیاید
 مرا کوسه کارست این زبان الحوت که بر سرم زنگی کیر خارجها بایر

باشد این ز حکیمی که من زنی خواهم بنان و علامه قورایی در کنگره
 ان اسب ترا عظیم ترین انداخت انصاف بره از درختین انداخت
 در ره گذر تو بپیره گفتاری بود اسبیت جویدان رسیدم کین است
 که نقد کم دلا درین دسته نامه حوشباش که هیچ فاقه پیوسته نامه
 تا ساکن خانه وجودی هرگز یکروز در روزی تو بسته نامه
 تاگی باشی برای اندانی باسید هر طای و هر دردی چو قرص خورشید
 باز او و خاطر و غم دیده بساز کین آب سیاه است و آن باغ
 رخ نوسه دست در از ظفر است شمشیر تو آئینه راز ظفر است
 که ضمیر تو سیرع شود هم بجنب انداع کمانو که باز ظفر است
 نموی بشکافی بر تیر از قوت رای و نظر کرده و تپوشل موی شود از لای
 با تو زیر کین بند فیروزه کون هرگز نگر و هیچ موجودی ز بردستی مگر کین
برج همد ایست از وزرای زمان اناکب ایله کرده پستلای
 سکنه از همدی اندیان محفل زندگانی سکوت اختیار نمودند از ساکنان
 سکنه خاک شد و بوسید کفن دزدی که خبر او را شکافت سو در آمد که
 شمشیر زار بکفن سبک نماید بدین از منیج ابداع و وح باره زندگانی

فاست و کف ... آن صورت بدیع نقد جان
 کن سلیم زده بجای او کز و خفت مولفه الهی الحسنی بر آمد جانش از قید بر
 زود تو گفتی او هم از پیشینیا نبود و استاد بدیع چون در کبابه برآمد
 زندگانی بازگشت آنچه داشت صرف وجه خیر در رضا و ...
 در سیست که بس ازین واقعه در همان ساخته شعری که بیکان
 بدو منسوب باشد نیافتیم زبان قلم از زبان نظم اسماکت یعنی
 ای عطسه بر چه زکوی بدو نسبت داده اند و پتی از و این است
 هر دو ز جانت در آمد چون طلاوت در شکر کینه از طبیعت برون شد
 همچو موم از آنکسین بدیع **نثر زری در طرز عبارت انگیزی تصدیق**
 الواح بسلی می نماید و همیشه کمان آفتاب که از متوسطین باشد
 هر از جوانان شیرین شمایل بجان نیست آنچه کرد و بند بر ناول
 کند منع ما شیخ نثر از جوانان ما حکویم با او که پرست جان
 در حوال خود نیست رچی دلم را نثرکان هر جسم از است یالی
 در آن غمناک حاصل عشق باز یک اگر غم نداری عشقت جرم جان
بوم نمک بدین ایضا محمود و بسینه از شاعران فضیلت مکان

بوده قبول محمد عوفی کلام او مصنوع است و سراج سنانا شریف در این کتاب
 در مدح ابو یحیی طایر بن فضل صنعانی گفته است میرا فروردین بر آمد
 بانگ ابر بانگ رود عاجز بدلان مبارک می منتعت میجوڑ نوقت الو
 شریف الحجازی زیاده سید اصرار عالم ابو یحیی الذی یحیی به العز
بدر سیفی بعضی اورا سیفی مینشاپوری و اندام نقیطه در صفت
 این صنایع کلک بدایع خرام است روی زمین زرقن او
 پر بال حیثیم فلک زخبتن او هست پر عبا کردون همی کنار در
 از و جمل صحرا می نوزد و بیضا را و سوار اندر حمید بدید شیران
 که برود و اندر رسد با هوای وحشتی که شکار معشوق بهشت نشین
 جو تیکه من سال ماه تیکه را در می زخم بر الدین **نور هروی** بحر
 فلک فضیلت نفسانی بدر نورانی بوده صاحب لب لباب گفته
 که بجایست و مجاورت او انس پیر فتم و از لطایف الفاظ او چشم
 بر گزینم از و شنیدم که گفته وقتی امیر الوزرا ابو بکر سیاه جی را
 ساقم یک کشتی جامه مینشاپوری دو تا اسکندر آبی جلیند
 و این بیت از ان قطعه است که با رباعی دیگر رشکاره از ان

نور هروی

در میان آن محمود و روان ساخت سپهر اسکندر از امین و پیری

از نام و ستاد اسکندر از ای با تو بزرگان جهان و همه

در جنب صفات صاف و در دزدیجات بر زمین بسیار است

این طر فک صاحبیت آن بر دست می ارم چو لید با دیت

و آنکه گوی مرا کن یاد دیت این پرده مزین و رنه کنم از دیت

تو چو خیک دل خوش بفریاد دیت حسن بن احمد مدبری غنیمت نوی

جلالت حسین فضل و کمال آراسته بوده از سلاطین غزنو است

سفرش چون گوگرد سنج کم بایست این رباعی پر تومی از حساب

فکارت بدر جلالت بر ساحت او نافت زین میریت و منزلت در

این شین زد دولت کرد کرد ابر و زغان شش جور مرد اورد

زین سپهر که اینجاری فرود آمد بدرالدین حاجی محمد وی اهل فضل بوده

از راه از بدره ارباب بزل بوسیله استخار کرامت صلسای گاه

چو سنا یافته بهباشناسی مدح او بر رشتنه تمیز خواجسته شمس الدین محمد

بدر دیوان بیکرشت کردنی این رباعی را بامید قطاعی بر فطر

کایچه در آشته بدیوان کرم خواجده صهب دیوان گذرا سید که

دینا جو حیثیت و کف و تقوا	پوسته بکر
پرورده تو کرمه و دون وسطا	دست نذر خدای س
خواجہ تیر ماعی در ادای صلہ او	پرشت رفوہ رقم کرده شب مرا
از رتوان نورانی ش	سفید زہ سفید چون سفید
گور از سیاهی نبود هیچ نقطا	از کلمہ حاصل نہ از جانی غلمہ
دین بد ہر بدست دارند	و بدر الدین در زمان وزارت
خواجہ بہاء الدین محمد بن خواجہ شمس الدین صاحب دیوان کہ در ا	
دولت پدر خود وزیرا صفایان بود بصفا ان آیدہ شاکر دی	
ہمکارتیار نمود دلہا بس کلمات او بزبور صنعت بسیار	
جبا کجہ قصیدہ مصنوعہ این است	ای رو تو غیرت کاپ
پوست لب تو شکرستان	از چشم خوش تو ماند
مرست و کل اندر تو حیران	خوش شید قادی شین
بر خاک چنانکہ ماہ تابان	از حسن تو رفت عقل
از دست گرفتہ عین نقصان	و باغی کہ ازین چند بیت
ای و تو غیرت کلتان پوست	از چشم خوش تو ماندہ کہ

خود را قاده پیش رویت بیک در حق رفت عقل کامل از دست

بید الدین محی نشا طاکر **کاهی بدر و کاهی محی** تلخیص کردی
بعضی محی گفته اند زلف عروسار سخن را بسانی نشان زدی که طره خون

نخن از نسیم رشک او بر شفتی **حجته نخت تو از دور حج** مستغنیست

چو صفت بدار و روشن عیسی یا **بیوی فضل هر اگر بیرونی** شاید

بلی رنگ می پروزند چو را **کود از تشبیه تیغش روی در سبز**

خون باشد از او ضار بخش کام **فاطمه بر زبان یاد تیرا کنی**

بیکان باند در ضمیر نام شیخ او بری **الاس وید از زبان پدر**

الدین شاشی او را بدر حاجی نیز گفته اند از شاعران فست و پر کار و ار

بر عیاد دایره علوم خاصه علم نجوم بسیار کشته و شاعر طالب علمانه

تسردار دیوان او پنج هزار بیت است از **احسان سلطان محمد**

ملق شاه بوده **از نام تبر کام و زبانها شکر افند** وز بوی تو

ز کلشن جانها شکر افند **بر باد تو ناهید اگر خنک** سهر

مقطعه بر قضا بدو ارجح **خوشید جهان است شد از ساع**

مهر از خری **بزم و درم بر زبان الدین ارد وانی** زبان

بیان او شکایت روزگار آخیزه و چو بسته در مدار

دانش و پرهنز کاری نموده صرف اوقاف نمودی ولی تعلقانه

و همواره دامن ستم آنالایش منست مردم در کشیدی

من زمانه بخت بد و لغت بده بر حال من تبار بگره بیا بیا

رومی کتاده دار خود و دست نموده دستی کتاده دار خود و دست نموده

بدون الدین سیفی شمالی او اش در حجاب بی نشانی محفی

و عالم دل فتنه چرا نکیزم نیک و بورا سپهر بهم آید بک

ذوقیت مرا تمام با شهای من لذت و ذوق خودم خیریم

سید برهان الدین صاحب عوفا این رباعی را با سم او یافته

حالت او نیز نادانسته ماند مستمکن و اندر دو جهانم بستن

ای دوست قبول کن عالم بستن با هر چه دلم شکر بگیرد و بیا

آتش من اندر زنج اتم لبان است در بهانی پدر امیر معزی

عوضی گفته که بر بانی در او مات عارضه وفات خود امیر معزی

سلطان ملکشاه سلجوقی برده قطعه گفته که آخرش انبیا

خداوند پیروم و خواج نظام الکت از تصنیف بنی سوا این قطعه

ستمی است که پیش از نقل کرده و کعبه پدید و یکی باشد برهان **الدین محمد بن**
عبد العزیز کوفی شرح عوفی گفته که امام **عبد العزیز** را اهل سنت و جماعت
 یقه تالی شمر و ندی قاضی باشا پور بوده و برهان **الدین** در کرم و
 کربلا روزگار بوده طعانت این بود در درو پایی دامن گیر شد این
 بیاعی در سلک نظم کشید کرناپی فاک سالی ملک رنجورست **تربک**
 خود نه از حقیقت و دولاست او است جهان در و جهان است و بیای
 پایی در جهان کرگشته معذرت **شمار غری** با بیشتران مرغزار بخنود
 علم تجلی نموده انتشاری کیفیت حال او جز این نیافتم در صفت هر دو به
 طبع گفته که این مطلع او است **زدر** رضای از قبل شادی فرید
 نادوی و خرمی زرد آمد پدید **ابو عبد الله** **بخیر ناسی** در کمال
 سانی ثانی بود او را **بخیر** رضی در ایام حیات خود بنام نامی خویش
 در زندگان سینه نسیم ثمان و جسمانیه جوانی زید و قطار از شهر آ
 نشت جاودانی نمود ای دوست دعا وقت سحر گاهی کن
 از عین **الین** آگاهی کن خواهی که منزل سعادت برسی **بانو**
 پدید **ای** کن **خواجہ کمال الدین** بند **از** **از** **معا** و **سراج**

محمد الدوله ابو طالب بن محمد الدوله جلیلی است و او دختر ریاضی الفیه و لغت

دینی است تاریخ دوان و دانشمند بوده بزبان ماری و فارسی و دینی سخن

گفتی و پرتو تربیت صاحب این علم نیز بر روزگار او بسیار نافه و در سن

اصدی زوار بجایه محمد والد و پسر عالم ملکوت رحلت نمود وفات پیدا

نیز در آن نزدیک اتفاق افتاد از عمر که صد کردن دور روز روایت

روزی که خواب شد روزی که روایت روزی که قضایا شد گوشش نکلید و

روزی که قضایا شد در عمر که روایت باباط می گفت ماهی در آب و

غم غمیت بجوی رفته باز آید آب رباطت جوین قدید کشته تو کباب

وینا بس مرگ ماجر در یا چه سها بپور **خطیب** **کتاب** نام او

در زمان سلطان محمود غزنوی از زمره مناجاتیان مجمل ضراباتیان بوی

کشان در آمده بسلسله موی پستی نام زنی که فدا شد و حضرت ابی

بشهرت انجامیده در ابتدای آمدن ناز و نیاز محبت هستی را

مصائبت و محالست احمد رباعی گفت که این مقطع اوست یکا

رزقش بخوردندم بر آب جسم خوش و نم در غمهم احمد ویرا کلام

بغزیت و مرغ و حالش را بدام آورده این رباعی در جواب او

که در غم تو

مخیر ذوق بخاری ای جلیب در وادی سر کفنه خویش نیک بازا تباری
 کفنی جسم در آب نم در سیر لعم در خاک کفنی و نم اندر وادی پور
 بیای جامی در فن شاعری کسب استعدادت ذاتی استفاد ه از
 رکن الدین قبایی می نموده پیران او در جام و ابلی شریعت عزرا بوده اند
 و چندی در هرات بدانشتر ایند وزی می پرداخت و در زمان دولت
 آرغون بلا زست حواجه وحید الدین زنگی این طاهر فریونده می
 بمریر رفت و با همام الدین مشاعرات نموده با صاحب بن عباد
 صاحب نسبت شد در حد و نهرل هر دو استادانه سخن گوید پور
 و نهایت کلمه می نماید بر پاجن آفتاب از شب رقم خواهد
 شید ماه را بر صفی و خوبی قلم خواهد کشت مشب ای شمع از سر بسین
 سماران سرو بیدکی سر در کربان عدم خواهد کشتید عشق بینان
 تن شرط است اما بر نفس آه آتش با هم از روزن علم خواهد
 آید کر شد گری درج نوشتیت کم در حسن نگشت هر تلکنت
 صباه ز اطراف رخت می تا به کوباش ستاره ز پر نیت کم
 ز شیریدون فارسی بزبان فرانس قدیم صرف میزده و جان

حالی بوده و یونان و تهر از پست است — عزیز اموی از نام و ما

قمان و مال از سپرد و یاسی ^{حقیقت} سبنو از پور فریدون

که شعله از شور سرد یاسی پور ^{حسن} عمر الدین اسقر ایمنی از

بزرگان آن ولایت و با نثاریت جلالت بی رسالت عاشق پیشه ولی زبده

بوده از مریدان شیخ جمال الدین احمد ذاکر است و از خلایق شیخ

رضی بن علی بیلاست باز دل پیوه بر انداخت بدله از ^{میر}

اوزمن فارغ و من پیدل مازم حکم مباء الدین علی ابن احمد حاجی

برادر علاء اللک حاجی است و از وزرای عالیجا است در برابر ^{ضرب}

رایت حشمت و قلم کتای بسطوط طابع و اسکندر منش بود خند بوبت

بسیب فیوزی دشمنان بسته زندان شد و از کره کتای بخت والا

و کر باره بر سنده جتالت نشیبت محمد عوفی گوید که ملک شمس الدین ^{او}

تنبش ریات فاخر نو از رش منوده ملازمت اختیار کرد و در

عشر و سنایه ولایت فتوح و انصوب را ^{بالتجیر} نمود و سیوم بار مقید

تخته پرشته بس از برای ^{تجیر} التریا و هند نام ملک ناصر الدین

سوراسر و کار بند با ملک قطب الدین تیر افقا و قاضی حمید ^{شیرازی}

روزی بیستم گشت او رباعی باو فرستاد که ای قاعده دست تو
 زرخشیدن جزو که بزوار کرخشیدن روزی صد بار
 کردد خورشید از ترم کف درت تو درخشیدن بهاء الدین را
 جواب در جواب او نوشت زین پیش زما بود اگر کرخشیدن بهرتی را
 خانه زرخشیدن اکنون جودل و خزینه پرگشت تخی بیهم وز
 مال گیر خرخشیدن بهاء الدین محمد اوشی و اعطی لفضل بیگی
 باو انواع کمالات پراسته با نظمی بدیع و شری رفیع باب درخشیدن
 هندستان نووه در مدح چون ماوش که وطن او بود باز کشتی شیخ
 الاسلام آن شهر شد در مدح قطب الدین ایبک ملازم مغز الدین
 به اسم این رباعی با تصیده انشا کرد ای خیش کف تو در جهان
 کس سروه کاز کف تو کار بیان آورده از ترم کف تو خون گرفته
 روانگان زو ساخته لعل و در میان آورده و سلطان قطب الدین
 در سینه تست و ستایه پادشاه به شد بهاء الدین محمد بن اوجید
 بغدادی در صنعت رسالات صاحب خیالات بدیع و انشائات غزلی
 رساله به نام برسله الی الرسل از مصنوعات دهن و کتای او

محمد عیون گفته که وقتی شمس الدوله مسعود دارو آرزو و هفتاد و هشتاد و نود و بیست و یک
 اورا بقید انداخت در آن باب مضایق پیردخت در پنج روز
 جوانی و عهد برنای گذشت در غم دوری و رخ نهانی ز بسکه کشید
 از دور جرح جایی بجایی شده جو بهره روان هر دوری و هر جایی
 در نوبت جوانی و یاد کار ماند از و نه طاعت دینی نه مال دنیا می
 گویند مونس بر نای و جوانی رفت فرو شوای نفس من چنانکه بر نای
 زهی نامه کردی بجای من تقصیر تمام گشت سر و گردن من نیز
 تبرک یاران گفتم ز خانه دور شدم ز چشم شاه قادم در جبهه فرما
 سپهر خواهر تاپای و تدر او بود و یکس می شوانند ز نسبت بالا
 اهل بهمه تو فارغ یکین پر داز فلک بدو تو ساکن ز عمر و سانس
 بقصر ترا هست ستر سس لکین تو خود زنگی و دست و ناله
 خدا یگانا نام که کردم از دل جان و نای خدمت تو روز کار ز بند
 قضایلی که مرا هست در فنون هنر اگر بگویم نوعی بود ز رعایتی
 مر از دانش من حاصلی بجز غم نیست جو بخش یار نیانند چه بود در آن
 اگر بدانی احوال من یعنی دانم که دست آریم بر حال هر چه پیش آید

بیشتر بخت چون تمام نمویسید لطیفه کرمت وقت شد که بنام

خسود جان ترا جان بیت بجا کرد تو می بوش ز دست تان یغان

دین **عسیتانی** مرغینان شهرت در ولایت فرغانه کرد

و بهاء الدین در رسه معانی متاع بیانی کران بها و کو هر فضلی صفا

فراشته مداح قطب الدین محمد ابوسکین خوار از شاه بوده سر سبزی

حیاتش در سنه ثمان و عشرين و خمسایه بزوی مایل شده

این جنبه بیت از قصیده است که در مدح آن پادشاه گفته اند

دلف تابدار تو بچید بر قمر وی لعل آیدار تو خندیده بر شکر

در خیم مشک که بسی یزید کرد تا خون خوری نیز نیایی ز من اثر

چندان کن که برین مظلوم جو تو چون صیت قطب الدین شود اندر حجام

که خصم چون سهموم زیاکار در تو مزاج دست از نسیم بهاری لطیف تر

بزه عدل تو پر باز چون همای پرورده باز بچو بطار را بر زیر پر

فاصلی بهاء الدین **زنجانی** از قاصیان رفیع مکان لطیف پان

بوده و زنگار از بحر بی زنجان خوانند نزدیک بار دپل واقع است این

خان اوست که سه دور دیوان ماقط نوشته اند و این نکته را در

عرفات تفتی الدین الاوحی بیان آورده ساقیامایه شنبلیله

یکدوسا عشر شراب ناب بیا در اربعی درد عشق یعنی سیم

گردد درمان شیخ و شتاب بیا اقباب است و ماه بلده و جلا

در میان همه اقباب بیا میکند عقل کس کشتی تمام

کردن شرهائی طناب بیا زدن این آتش مر اسیب

یعنی ان آتش جواب بیا کل اگر رفت کوبشاد سیب

بدر شتاب چون کلاب بیا کر چه ستم سه چار جام و کر

تا بکلی شوم حسراب بیا یکدور طل کران سبک پر کن

ما صوابت اگر صواب بیا دل بسکین بیا بیکد و قدح

خیر برهان زاضطراب بیا **شیخ بهاء الدین بخاری** شیخ الاسلام

عبدالله انصاری آورده که وی از بزرگان حکماست اگر چه مشایخ

فردوسی بود پس این رباعی او برای شعر فردوسی تقد است

سینه خاک تو کلکشت شده پر لاله اشک من همه دشت شده

از آه من و خاک که بر سر گرم شش زمین و آسمان هشت شده

سید الدین سنرونی خوش بیانی با کمال نزاکت معانی آورده

آن چشم چاله بین بیان استن - همچون سیمنی یار عنوان استن
نه ز غلظم پیاله اند عایت لطف - استیت با تش روان استن
باو الدین یزدی از نکو خویان و شیرین کویان زمان بوده

ای دهننت ذره ذره آفتاب - خط تو بر برک سمن مشکناپ
بعل شکر فانیو از راه لطف - کشته سر پرده دروغ تشاب
بخت کشت بهار من قبل - شد بی صفت نزل او جواب

بهرام کور ابو جبله کنیت **دشت** چهل و سه سال صاحب سر را قلند
زندگی بود و مدت بیست و سه سال افسر فرمان فرمائی بر سر دشت پستی که
اول زبان فارسی گفته شده همین بیت است که باو منسوب است **بمعراج**

بوم را بد لارام حکمی نیز نسبت داده اند و بیت نیست **الحسن**

حسینی بهرامی محمد عوفی گوید که حجتیه نام رساله در عروض از جمله

دست است او است و مداح معاصر ناصر الدین سبکتگین بوده و این دو بیت

ممن و دو شاخ گل از گلستان بیان او است ماهر و متاکل دو زبانم

مگر بچو خا همت صفت کرد یک نیمه آن توئی بسرخمی یک نیمه در کرمم **خسرو**

کتاب پیغمبری خاتم الدین حجتیه یزدی ریکی سلجوقیت صاحب لب است

دگر بگویم
چشم سمن
بخت کشت
بهرام کور
بمعراج

گفته که در نوبت ایالت او اهل مرعیان ترکستان تن آسانی تا یم و اخیستند

ای رات دل جان ای آفتاب خون
ای جان نواز چون دل وی دیوار چون جان

پیم زوال دام از آفتاب رویت
از سایه تن جود زالم همیشه ترسایت

روزی بخواند آخر راوی بصوت و لکشت
این قصهای را در بارگاه سلطنت

احمد جلال دنی سلطان گفت عالم
گردشی بیانی اندر زمانه و خود

گردشمن تو خند و گردون جو مر عاقل
بر سر لهای جی بر ترازه های طمان

حکیم جنبی مشهور به بسیار
بمجموعه متفیع از شته خشت بسته در

سیر منازل اقلیم هند سالهای سسته هلال نهرش از آفتاب تربیت
علاء اللک

احمد جاه جی کسپ نور نموده در بوح این وزیر ارسطو نظیر ترکیب بدی
گفته و نام کو هر و حل و ندر و م و اید هر یک ردیف ساخت

چند کو هر سفینه آن بحر در خاک تفتت را زیور کردن چشمتی زاو کون
ثم ساختیم جو مار و مارم از کلنا کو هر شود کل جو مارماند حوار کو هر

مگر چشم سوی کلک وزیر است که می بار و صدف کردار کو هر
علاء اللک دستوری که کلکش کشد آفاق بر لای حد ملکش

علاء اللک دستوری که کلکش کشد آفاق بر لای حد ملکش

جو گشت از نعل او سپید از مرده
 همان شد دل خارا ز مرده بود
 شطا او چون نسیم بخت دستور
 فتاند از خاک بر صم از مرده
 الملك فرخنده دستور
 که بر کنج ممالک هست کجور
 جو آرد سوی لب لب سیریا
 کند لعاش پر از شکر سیاه
 عدد در دست قرش انجانست
 که اندر دست بانری کر سیاه

شیخ جلال الدین **میرزا شاه** که از کوه مرده و مومی دره الزاج ^{طین}

نوع آدمی بوده هم بزرگی در نسب هم پادشاهی در حسب

محمد عوفی گفته که میان او و طغان شاه بن هویدار سال سی سال

مشاعر اتقاق افتاده در ادای لطیفه کرم بد انسان اندیشه و باز

ثبت که سید الکتاب سید طهیر الدین حسنی در طاب کوه بر ما سفینه این

سینه را چون که بسفت و تحفه تجاس آن شاه و قتیاب ساخت

بجز در سببات پاک خدوند زوش جان
 که جان دل شنای جلال تو گفته ام

انی بزرگوار که جو ر روزگار
 بشنای بخت تو نفسی من گفته ام

آرم طمع و رطفت تو تا سفینه کوه
 زیرا که کس کسری بد تو سفینه ام

مرا آناه که نیم کبری اعقد کوه بر ما سفینه و خند کوه بر منظم خود را بماند

قطعه سید ظهیر الدین ارسال دست چون بالاس طبع در سفتی
 در ناسفتتات فرستادم بتوفیق خداوندی
 من زنی قوی بکس باوم چون سید ظهیر الدین گوهر بکارش
 کینز که سفت از بساطات طبرسرا پرده خاکه چهره نفعت ترا نشاه
 این طبعه را دوم بار فرستاد علوی کانسیران هندیه را
 رود از اسلام سیر خواهی کرد پیرت غنود کردی انشیر
 تو غنبا با کبیر خواهی کرد **دیش** تلج الدین **ابن** حنی که خدا و کلات
 حسن بوده از فضیلت و حکمت نیز بهره تمام داشته
 در حده آمده است کردل دست بدل بیت رهگذر باشد
 پیش خاکد رت نشا رکنم کرخبر وار با کهر باشد
تاج الدین سید قندی از صدور روزگار واکار بر تاند
 میان او و رضی الدین بنیشابوری داستی تمام بوده و این
 از قصیده است که در مدح رضی الدین گفته آسمان اختر
 دهنش رضی الدین ترا هست کمتر دره خورشید خورشید ضمیر
 نسوت قدر ترا کرده نه خج آستر بیج و کوهی پلست از ان

این طبعه را دوم بار فرستاد
 علوی کانسیران هندیه را
 رود از اسلام سیر خواهی کرد
 پیرت غنود کردی انشیر
 تو غنبا با کبیر خواهی کرد
 دیش تلج الدین ابن حنی که خدا و کلات
 حسن بوده از فضیلت و حکمت
 نیز بهره تمام داشته
 در حده آمده است کردل دست
 بدل بیت رهگذر باشد
 پیش خاکد رت نشا رکنم
 کرخبر وار با کهر باشد
تاج الدین سید قندی
 از صدور روزگار واکار
 بر تاند میان او و رضی
 الدین بنیشابوری داستی
 تمام بوده و این از قصیده
 است که در مدح رضی الدین
 گفته آسمان اختر دهنش
 رضی الدین ترا هست کمتر
 دره خورشید خورشید ضمیر
 نسوت قدر ترا کرده نه خج
 آستر بیج و کوهی پلست
 از ان

خنکذاری کرد دل که صحبت دیگرستان شکره بران زانکه هر تیرت غلبه
 نگذیر در بخار شد روان از مهر فضلست جو بیا در سمن قند از تو
 قطره در آبگیر خدمت شاه چنانکه اگر گریزند چو یوز
 دولت آید بر پیت جون یوز بر روی پتیر تاج الدین زیره بزرگی
 خورده دان بود صاحب عرفان از سحر و معجزه نقل نموده که ملک تاج الدین
 ساکن دهل بود و از جمله فضلای هندوستان نصیب بری
 سلطان شمس الدین التمش با و نسبت داشتند چون سلطان
 در سنه ششصد و سه مسند سلطنت را وداع نمود در کن الدین
 فیروز با و زنگ جلیانی برآمد تاج الدین زیره انقصیده در
 جلوس او گفته مبارک باد ملک جاودانی ملک خاصه در عهد
 جوانی بین الدوله کن الدین که آمد در شش از بین جون
 این بیانی امی شکفته درین عشره ارکل مانند من ز
 عشق تو در خار خار گل نوری در چو ندرت برای شامه
 بازی جو من ز کاشن خاطر پار گل زیرا که از شکوفه پروین ملک
 آند پیش تخت شه کا مکار گل جمشید روز کار محمد نشه آنکه ایست

بروات او خدای اردولت شارکن سلزنده نسبت حضرت اممکت

ازانک اهل زکام را بنود ساز کار کل ثقت که چون سلطان

غیاث الدین مولانا شمس خوارزمی را که از علمای وقت بود و چون

حمالک خود ساخت این شعر در حق او گفت : صدر اکنون کلام

دل دوستان شدی فرماده حمالک هندوستان شدی

تاج الدین علم بن مسعود بن احمد صدر شریعت و بدر حقیقت در مکتب

عفی گفته که از فیض ملازمت او فایده بسیار بردم در نظم و سزای

و بساط عبارت پر استن دینی تمام داشته و مدح سلطان ابراهیم

جن حسین صلح طعناج خازا بسیار بیک بیان آورده و با عیاش

نیز در مدح و عاشقی پرورده است که هر یک در عالم سخنوری ریح مسکونی

توانید بود از این ملک روی بر آید کند کار از کف باذل تو

سپاهیه کند چتر تو که آفتاب در سایه او میت ابریت که آفتاب

سپاهیه کند صد عمر شهادت و با نکر دار تیر از چکر دشمن

بد ساز گذار نه نه تو کمان کش بر روی دشمن این بخت گشتی

سپاهیه نمان باز گذار خاقان جو بیال دولت و تخت شایسته

غم ز دل و نمان دین نشت پست خاک قدمش دیو و پری میگردید
 همان مرد چشم ملک بر تخت نشست تا مردم دیدند صفه ایوان
 بنشیند جوشد جوشد بنی سلطان دید خردشید ملوک سایه
 نردان بود بی سایه عور نشید بان شو ان دید ای ملک تو
 شرح کان جستی هر تیر زانت نه هر بد جستی پیل تو که دید
 بر خورشیدی یا جمع شده همه جهان بر جستی گفته بجان
 ابروی نسو سهی با من جو در زلف خود سر اسر گری تیر خره
 کرده نزد بر من و کعت بارو کرا بروی چشم نهی ترکی که کشتن
 من آورد برات در چشمه نوشش دارد او آجیات باران شک
 من چو بسیار آمد بر جل لب چون شکرش روی است **حکیم شبان** اگر
 صورت هاش پنهانست میرت کمال در شمایل این دو بیت عیا
 نیم و طغیر هر دو دوستان قدیم اند برا ز صیر نوبت طغیر آمد
 بگذرد این روزگار تلختر از زهر بازیعی روزگار چون شکر آمد
ترک کشتی ایلداتی کوبید ترک که شمشیر هنام گفته عبارت از
 انچه نوحه راجح عوفی گوید از زبان کشر خرم تنگده خیال اوست

را و مردی به بردانی صییت پسر ز خلق کویم کسیت آنکه بادوش

تواند ساخت و آنکه بادشمنان تواند کسیت سلطان کشش

ابوالارسلان بن التمر خراز ^{مشاه} پسر سلطان محمد خوار شاه است

سخی منش بود محمد عوفی گوید که از شهاب الدین مسعود شنیدم که در

بدایت حال خزینه داران قالی داشتند ملازمانش طلب و

نموده اند این رباعی فرمود بر زمین میانشست دایم کرد

درست است دایم کردن لیکن چو سز نیه که می باید نیست

از نیست چگونه هست دایم کردن امید که از فلک سفله آید

سخ هند بود الهه بر رخ نگاشتم راحت نیافته ایم ز رخ کنی کرده

بر برداشتم ز طمش که گاشتم دادیم شام و جاشت فراوان بگرد

و اکنون در آرزوی یکی شام و جاشتم دعوی شیر مردی کردیم در جهان

یک سیلی فلک را طقت نداشتم ^{غوری} امیر چاوش از شیخان

تلازان سلطان سخر بوده نقلت که سلطان مسعود بن

بموفقت قراچه ساقی بحضرت سلیمان آغاز عصیان بود قهرمان

بخبری برفع فساد آنزگستان سپاه بیابان حلاوه کشید چون سلطان

پرونده نهال تخم بدو سر حشمت زلال تجوید بوده و در همه نهمها تفرقه
 و تفرقه طایفه مقبولست و در زمان محمد خوارزمشاه پدرا و سبأ الدین
 ولد خلیل علمای بلخ بوده چون همواره مجلس و خطرا تعبیرات
 تصوف آمیز آراستی از بهر نام جمعیستی تمام دوران مقام
 هدایت انجام فرمایم آمدی خوارزمشاه ازین سبب آهنگ
 دشمنی با او نمود و سبأ الدین با اهل و عیال خود از بلخ برآمد
 غمگینت حج نمود و چون گنیشا پور رسیدند شیخ فرید الدین عطار
 بدیده سبأ الدین آمده مولانا جلال الدین کو دک بود شیخ عطا
 اسرار نامه را تحفه بمولانا جلال الدین داد و گفت زود باشد
 که این ریه آتش در خوستکان عالم زند و مولانا جلال الدین
 و پدرش در اهل حال مریکسید زبان الدین محقق ترمذی
 بودند و رسیدم در بزرگ و اهل ما طین است و در سفر حج از شام
 بمولانا سبأ الدین مصلحت بود و در وقت شام بمولانا
 ایزدی پیوست و در وقت جمیع وصیت کرد که کشتا و کار شما
 تمام خواهر شد چون سبأ الدین و اصحاب به اذربایجان رفتند و کارم

پرورنده نهال تجرید و سرخسینه زلال توحید بوده و در همه بلاد مشهور

و ترویج یافته مقبولست و در زمان محمد خوارزمشاه پدرا و سبأ الدین

ولد خلیل علمای بلخ بوده چون بمحاره مجلس و عطار را بجبار است

تقصو امیر ارگ استی از هجوم انام جمعیت تمام در آن مقام

هدایت انجام فرمایم آمدی خوارزمشاه ازین سبب آهنگ

دشمنی با او نمود و سبأ الدین با اهل و عیال خود از بلخ برآمد

عزیمت حج نمود و چون بمنشیا پور رسیدند شیخ فرید الدین عطار

بدیده سبأ الدین آمده مولانا جلال الدین کودک بود شیخ عطار

اسرار نامه را کشفه بمولانا جلال الدین داد و گفت زود باشد

که این ریه آتش در خستگان عالم زند و مولانا جلال الدین

و پدرش در ایل حال مرید رسید بر بان الدین محقق ترمذی

بودند و سیدم دوزک و اهل ماطن است و در سفر حجاز و شام

ممولانا سبأ الدین مصاحب بوده و در وقت شام بمحله

از روی بیعت و در وقت جمیع وصیت کرد که کثا و کار شهادت

نوم ثواب شد چون سبأ الدین و اصحاب به اذربایجان رفتند

حکومت سلطان علاء الدین بکیتا و بودا اهل روم و شام
 ارادت تمام بخولا نامهربان سدا کرده سلطان علاء الدین
 پیشتر مرید و مستحق شده و خود او را غیر پرورشتی و بهنای الدین
 شهر موسی را اختیار کرده با فادیه معلوم ظاهر و باطن با کمال
 آزادی و اسکی داشت در سال شصت و سی و یک ارشید
 بکیتا بصدر رسد لایهوت خرامید و مونا جلال الدین با سخا
 ارشی و استعدادی رسیده ارشاد و نور و ثنی شیت و سید
 مرتبه که والی مصر و لایت شصت و سه سال آن آفتاب
 عارفان ساینشین شجره حیات بود سهای روح پر فحش
 و شرف و شصت و یک با ملائیک علیسن پیم و باز کردید رجه الله
 هر قدر مولوی در شهر قونیه ارم است علمی که ترا که کشاید
 مطلب ران پیش که از تو جان براید مطلب آن است که
 سماء مگذار و ان نیست که است میباید مطلب آن در آن من
 ان خویش پیدا شتمش هر که ریب و دست نکند شتمش
 بکنشست مرا در زم و آمد بر تو نیکو و آرش که من بگو و شتمش

در بندم اران دوزخ بندایند
 روی و عده دیدار تو هیچ اندر هیچ
 اطراف خشن مشک سبزه بگرفتست
 روی تو چو بمانست مر سینه چو طشت
 سر زده مانع بنده بویتورست
 در آرزوی رویت بودم غم عمده
 خواهی که درین زمانه مردی کرد
 اس را بجز آرحمت مردان ^{مطلب}
 من جمله خطاشدم صلبو بکم تو بجا
 من میدنم که چون بجز اسم رفتن
 از لطف تو هیچ بند زو میدنشد
 لطفیت بکدم دره سبوت دی
 غم در دل سکم آمد و شاد رفت
 کفتم شکلف که ز ما می نشین

حو ما نم از ان لبان بقتد اندر
 اخر غم بحب ان تو چند اندر
 کوی بر توبه را کنه بگرفته است
 زان طشت همی زخم که به بگرفته است
 از دیده من خیال رو سورت
 عمر همه رفت آرزو
 تادوره وی صاحب دردی کرد
 مری کردی چو کرد مری کردی
 مقصود این عمر خرابم تو بسی
 کوی که چه کرده جو اجم و پیک
 مقبول تو خیر مقبل جاویدت
 کان دره به از هزار خورشیدت
 باز آمد در خوشیها در وقت
 تبشست کنون رفتش از یاد رفت

سید اقبال الدین فضل الله خواجه

تجلیق و مو غلطه نوار اصحاب شیش بوده صاحب لب لیا

گوید که جلالت خواری را محال بود که چون بیل سرار و شان

سرمیان او بر شاخسار منبر در نوا آمدی طوطیان از و از جلالت

انفاط و شکر صحن شدند می چون سلطان گشش بر بایر عراق سایه

جلال افکنده صدر الدین و زان امام حلال الدین را بمصاحبت

خوش بخدمت سلطان برده شرف دستچین رسید گفت

جلالی الدین خواری که پیوسته غرت خود را در دعای سلطان

حجت بر در بارست اگر فرمان شود در آمد چون امام حلال ^{الدین}

ماریافت این ایات را بدیهه به کجیح سلطان رسانید

راعی که پیش تخت بفرمان ^{نشست} انجامد استیاوه که در بان ^{نشست}

سپید و آنه ز شمع سلاطین بدورید کفها که اندر آن که سلطان ^{نشست}

ای ای که طوق نعمت و طوعاری حکم تو بر کردن عراق در خراسان ^{نشست}

ای مرغ غم انجای که کردی خیل او بر رنگ روی هیچ سلمان ^{نشست}

لاکه کرد شکری چون مور چون ^{نشست} بر اینهای خرن پنهان ^{نشست}

وقتی نامه بمولانا شهاب الدین صوملی نوشت و بمبابت مقام

این اشعار شایسته رقم ساخت
 نامہ از انجا بدو خطاب گویند
 برخ لقره بزبان گویند
 دختر القاب اینها بکتابند
 تا هم از انجا بدو خطاب گویند
 اکہ دو صد آفتاب تیرا و
 بہر خدا چون بدو شہاب گویند
 از صدقات علوم است کہ آویز
 از خمر کات بان است کہ اورا
 در عمه فن صاحب انصاف گویند
 و معشیت نوشتہ اند ما
 در سخن مالک الرقاب گویند
 یا بفرغت جو ب من نیوی
 چون خط تشہ کہ بر سر آب گویند
 ماہ عمر نامی ما جواب گویند **حکیم جلالی** در ایام شو صہا
 طبیعت و جو اینها دانشند سرل کوی مدکہ سج بودہ محمد عوی
 کفتمہ کہ حکیم جلالی کہ چون نظمش سحر جلالی و تشرش چون باد شمال روح فرا
 بود چون سوزن کوسوزنی در حکرا و هلندا و تیر سوزنی را نشانند
 ما کوی حیا حشہ و آخر عمر ازین شیدہ اسپتغفار نمودہ شعار
 توجید و حکم در خسار نمود سیمان من سیجہ البرف فی السحاب
 سیمان من سیجہ الرعد فی العوا کوسی بارگاہ سلیمان بوستار
 بلقیس و ارباب صبا آمد از سب
 در عشق تو آب مل پرورد برشت

بزرگال در تو عمر چون گرفت **جلال الدین و همستانی**

یا بحال الدین صفایانی و ایتر او مانی هم عصر بوده در آرزوی

بجاست صحبت انقیطه را یس نظم در آوره آقا بهر شیر الدین

جست است مدیب و نیم بار با آدم کند منت تو

نارنقا تا تو کهر چنیم آن سعادت نمیشود حاصل

تدوینت طبع و شکل ز نیم کریم هر اینجو آینه

در پیام ترا سینه **چنیم جمال الدین محمد بن عبدالرزاق**

اصفا هاینی ، ، ، از کار علی و اجاست شاعری

سوخش کوی بوده و قبولی تمام و ش کرد صنعت نقاشی غیرت

به تانی بودی و بعلم زرگری طلای خورشید را نبوده عمل در آوردی

سیر دیگر صنعتها غریب و طرا حیرا را خواب و آیت و زمان سلطان

جلال الدین خوارزمشاه ظهور یافته و مدح فانیان صاعدیه بوده

در پرتو تجرید تیغ زن میمانی و ز لطف به نکته سخن میمانی

در پرده دریا بشک من میمانی در حکمونی نجوشتن میمانی

و بر راه و لم عشق تو صد دامت میدین رخساره دل بس غلام است

ازا که تویی یا رچ پی یاریت کسیت

وازا که تویی و دوست بشمن جان

ای دیده ریش من نمک خورده

وین جان بجان آمده از روده

این قصه در من روشن باری

پوشیده می دارم کرد و تپ

خواججه جمال الدین منشی در زمان وزارت خواججه دشمن الدین

محمد صاحب دیوان تصدی منصب ایشا با و تعلق داشته در سفر

شخصه و سی منشی است تقدیرم زلی خط غزل بر نصیب قاعده

جایش کشیدند چیدک از جمله و وقصیده اختراعی او که در مدح

دیوان اردوان ایشا طبعیت برصفحه تحریرت نموده است

زی و فاتیما نندش بر جان

فکنده دست جفا تو در حکم جان

ز در وقت تو چرخ چایم من

فنون غم جا و ارباب تو که سحر

و فاطمه ز تو آنکس کند که پیوسته

بگشش که بچین ناخن از جید کفا

پی بگشش معامی خصم صاحب را

خدیو ملک ۱۶۱۷ و عدل شمس الدین

که گشت دوش ندر برنج قلم ناخبر

دازم عشق روی تو پسته بزمه
 وز خون دل بفرقت تو بیا بزمه
 این جف بین که میرود اندر خیال
 جرم از تو دیده آمد و پیدا بزمه
 و خست از بزم کله رد یک سرور
 کر محراب کیش روید بزمه
 صاحبان عرصه محمد که رای او
 مانند دیده اسپه و ماه خورشید
 در دیده مخالف نوک سان او
 اندر شو چپا که نیاید خبر بزمه

جمال الدین محمد بن نصیر بسبب اجزال او برسی که محمد عوفی
 در لب لباب خویش آورده است که وی سالها در سائیه اقبال
 ملک جبال بفرخت بال کدر بنده مجلس آرای شهبانی که یکی از تصفیات
 اوست نمیست بر سپهر قواعد که رشحات فواید از و تبر او است
 و او سمند و کت در میدان حجت سلطان قطب الدین شته هارند بسیار خسته مر او است
 کدر در روی دریای فتوری ^{قادر} مجبور
 در هر آگاهی مایه جو کوشش از یک ^{عده}
 بهم بر خفاطش بجبانی از اوج ^{فلک}
 عرصه فلاک باید خشن میان
 سپهر و آرا بهر کس راست
 کربت تاری ملی سارند از موسی ساء
 اگر یک نرسنی از باوی بکشد بزمگاه
 هم تبار عتکبوش داری از ^{خون} خورشید
 چون غمان او بکیر دست را در پادشاه
 مشط استیاده بود بر رسید

انبیا از چپ پای در کل بود کل اگر چه باره بود رسید
 جو صاحب سخن زنده باشد سخن بنرد هم را یگانی بود
 یکی را بود طغنه در لفظ او یکی را سخن در معانی بود
 جو صاحب سخن میسر و آنکه سخن به از کو هر نغمه کافی بود
 ز سی حالت خوب صاحب سخن که مرکش به از زنده کافی بود

بال الدین بن صدر الدین اربسنندی از شپله همدان و روم
 کبری صفایان بوده پیوسته تربیت ارباب مخرج موده و ملک و اراک
 صاعديه در مرتبت و جلالت در گذشته اند و او
 با آنکه مدوح شعر بوده مدح جمال الدین عبدالرزاق
 عاشق از چند کوی را بشمارد نویست سقاری چند سوی سقاری رفتند
جمال الدین ابان از حکیمان سکو کردار و فاضلان شیرین کفار
 بوده بنفیسند که خدیست از و مرقوم میشود در مدح عماد الدین
 یکی سخن گفته و او پدر طوما ایکان روم است و در زمان
 سلطان محمود سلجوقی قدم رسد امارت بغداد و نهاد در حسن
 سر عیاشین و سمایه در مسجد جامع مدینه است یکی از ملحدان گشته شکیب

عبدالدین ریکی بخت کست که اطلاق سلطنت نمود با شایسته

لمتشر شد مالد عیسی و سلطان محمود سلجوقی و الی موصل کشت

و فتح ملا و شام و جاه جمعی و نمود و در سال مالد و حمل

و یکم قلعه را محاصره داشت سید علی علم ریکی بر سر او ریکی تعلیم

و عثمان او را مالک شهید خواندند و مکان مسر است که جلال الدین

بشخصه را در شرح از ملک ظفر الدین ریکی بنام خود و منتقری گفته باشد

و در ریکی مالد و جاه هفت بس از فوت برادرش منتقر بنام خود

پادشاه فارس شد و ایشان را اتابکان فارس گویند و عیسی و الدین

رکی اران اتابکان است که در مملکت روم با و شاه

محمود و ندم بر گفتد این اسات جلال الدین و شرح رکی ارین کسبت

بریت است تبه بیند چشم سر

بهرس که دیدند ترا بر میان کمر

آید جمال بود عدم سر کمال

چون رخ شهر یار زکان عمره ظفر

منینه برق بندی او ابر خوشتر مطر

ریای بخشش نو کجای کوشدی

که هم بخشش تو همی ماستی کرد

بوی قفلی که ریشی خون جان خود

یا من سینه و در جو شمشیر سینه در

تخریبهای عالم ارواح گریزند از تیغ حربه رخنه نشود و عالم صومعه
 بچکان آبدار تو ابد رجب شود خوشتر از آنکه آب برون آید از حوض
 همواره ذات تو شمع مایع سر و یک مار سنج عظم بود و وارثم سنج چشم
 مکرم جمالی با حکم سناسی در یک عصر بود و کمال کمال آراسته بوده
 وریه سم قدری بسوزن سینه سیر سوسک حکر کاوی او بسیار
 و در او سیر گشته بجا و سو فارع صفتی در کاشیده کوه پید
 که او هم زاده خاک سم قدر است نمم که جان علوم زمانه را بدغم
 در مثال تنگ و روان در سنج **جالی سیکش** سیم معانی را شفت بینک
 بیان استادانه کشیدنی و غالباً در زمان امیر ممتور بوده
 طبع ما پیدا در و را سایدس از کلتان آشوب طوفان سایدس از
 شد شکسته دل را بخت بی برگی آنکه مار سیدان رسایدس از
شیخ جمال الدین کاسوی از مشایخ مقرر هند است هاسی که مولد
 شهر است شهرت نزدیک بجهار و اس هر دو از شهر بای
 نزدیک به سمانه و سنام و سفیر و است هند و آن کسش دین
 بمنزله بیست و هموار گر با بجهت دفع فساد ایشان

این طرف پادشاه و هندی می آمده
 شعله آن نار و دم سوخته باد
 نسیم سوزن بجزان تو بر دوخته باد
 کنج سعادت باد بیاخته اند
 اگر معرفتی هست درین راه جنید
 گمان مبر که بخور از نور روی بریم
 روزی بزرگ تن ما همان شود
 بپاره آدمی که اگر خود تیر اسال
 هم قامت جو نوبت رفتن بدو بر
 تیر تا آن زمان که چهره بگرد و حال پیش
 باشد که در کشیدن آن جام دناک

در سینه من نار تو آفر و خسته باد
 که دیده من طالب دیدار تو نیست
 شیخ جنید بعد از ادب ای لبر
 در طلب باش که این طلب یافته
 ادب آموز که دولت است ادب یافته
 که گریختی از دوستی همان تا
 آنها که کرده ایم یکایک عیان شود
 حسرت سپاید از اطل و کاسر آن شود
 با صد حسرت از این چاروان شود
 روزی که از خوانی از عرفان شود
 خیرنی سنا و تالیخ او مان شود

باطنی که عین آشنا کردی
 از شنای خلاقین چه سود ترا
 جویند از تو چه میشود همان بهتر

ز خلق دور شوی طالب خدا کردی
 در آن کوشش با خالق آشنا کردی
 که لقمانه تو ز خیر جد کردی

ترا خدای هبان آفریده شمرت باد
 که به بندت نمجوزی دی دوتا کردی
 ز نهادن این مثبت از بر اینان شورت
 چرا تو بر در هر سفله پشتا کردی
 قضا جو خدمت زرق تو بقدر است
 بهره در پی او در بدر چرا کردی
 کرت همه است عبادت گوش
 عمل کبر حسمه طالب چرا کردی
 در آن کوته سالی از خود کنی محروم
 از آن ترس که دروش و سنبه کنی
 نه در دریا کشتی در این شورت
 بی روی بگردد در ستم شکار
حکیم جو بیایه با حکیم سناسی در یک عصر کمال کمال آرا
 بود که محمد عوفی گوید که حکیم جو سپاری پوسته رضا جو می باری بود که
 و در شیوه زرگری سخن مری داشتی مهال بلاغت از جو پار طبعش
 سبزی گرفته بابر بنیان کرد آن آفتاب تابا از بسره نهفت
 آن لاله برک خندا از بیک گذر که سحر گاه بر گلستان کرد بهشت
 کرد سر اسر همه ستار را جوهری زرگر ز جوهر میان کوهر شمشاد
 به مخفوری بوده با اثیر الدین حسیکتی در یک زمان در بلاغت معنی
 سلطان سلیمان شاه بن ملکه آه سلجوقی حمد و است صاحب دور
 آورده جوهری سخن دلین در او مرد ندیم پیشه در دو شاگرد و دیگ

در برود و تقمه نان هم داده است
 من است هر ناکس دون چندم
مجت تخلص شاه ناصر حسرت است و در بعضی اشعار نیز نام تخلص
 سبکی نموده به است که نسب او بدین طریقت که ناصر بن خسرو بن عارث
 بن علی بن حسن بن علی بن محمد بن علی موسی الرضا علیها السلام است
 و اهل دیوار صفایانست در باب او سخن بسیار گفته اند جمیع معنی و عارث
 دانند و برگی لعن ذمیب و تاسخ بر زده طبع و مسمی نام مندر
 مردی حکیم و فاضل و اهل ریاست بوده و در رساله وصیت نامه خود
 نقل نموده که بیت و اند سال در غار لیکن از جبال بدستان گوشه
 نشین و طاعت کرین بوده و در اول کمال از اصحابان بکلیان
 افتاد و مدتی با علمای آن دیار بحث نموده مقصد او کردند بطرف خراسان
 حرکت در آن ای غمیت آن سفر صحبت شیخ ابوالحسن صفاتی رسید
 شیخ را از روی کرامت علی بن سید است اصلاً پدید آمده هر بد از
 کتیر رسیدن او خبر داد و گفت فردم در می زبان آوری حتی بدین شکل
 و صفت بد برفا شاه آید او را المرام ناید و اگر از علم ظاهر سوان کند
 گوید شیخ ما مریمای دهقان دایمی است نبرد منشن آورید چون حکیم بد
 خاتفا

رسید میدان اورا نجات شیخ برده قدوس را عزیز داشت حکیم ناصر گفت
 خونم از قیل و قال در کزرم و پناه باطن حال آورم شیخ مستی کرده فرمود
 که ای ساد دل تو با من چگونه صحبتی توانی کرد که بر عقل ناقص مانده یک
 آنه گفت که بجز عقل بر ناقص خوانی که اول ما خلق العقل شیخ فرمود که
 آن سن پیاپیست دلیری در آن میدان کن اما عقل ناقص عقل نم و بود
 بیاست و دلیل بر این قصیده است که در دو ترکیب است و پیداست
 که گوهر کن فکان عقل است و غلط کرده بلکه آن گوهر عشق است مطلع
 آن قصیده بر خوانند برین صفت که بالای صفت طاق مقرر شد و
 گوهرند که کلمات هر چه در دست برزند و حکیم چون این گرامت
 بدیدم بدید شد هر انقصیده را شب گفته و سبکس خوانده بود
 پس از آن چند وقت بتصفیه باطن و ریاضت مشغول شد چون
 شیخ اورا اجازت سفار و کلمات آن آمد و از علوم غریبه و تسخیر و کشف
 محتاطی که درک ظاهر پیاپی آن رسد سخن گفت علمی خراسان زمین
 هتک هلاک او بر فاش شده امام سلس صعلو کی زبرک خراسان در
 پیشاپور بود گفت تو مضافا و بزرگی امتحان علماء پیر میکی و سخن

تو بخت دست علمای ظاهر قصد تو در رند صلاح آلتی که ازین دیار سفر کنی

سپاس ازت اما مهمل بچای بلخ رفت

در نیکین خیره طلب ملکت دارا

در خنده ایکن و در بند میا ترا

بر آرزوی او نیس نکره شکوه

بگوییب ازیرا که تی پست نیابد

بر راه خرد رونه که

باید که منیست علم از راه کان نیر

شهابه سسکه با باد ان

جون یاز مو اتق بنودش ما بخت

مرده سخن زنده همیکر و میسوا

زنده سخن باید کشتنت ازیرا که

در عالم کس بی سخن سد پیدا

پیدا سخن با مد ماندن که نمانده است

ناگفته که خیزه را از کفشته در سوا

این به که نکوسی چون دانی سخن ابراکه

والا سخن کرد در امرم نه بیاللا

بیکر سخن بنونه بد نیصورت ازیرا که

هر چند فرون کرد بسید ار درازا

باید هم به از پد نسفید اریاست

بر جوانی در چاه شب خط مها

در زهد نه دینا لیکن بطبع بر

مومن ز تو تا این نرسان از تو زیبا

که طایفه مردمی از بهر حبه اند

دیرا که شد و شف تو این مگر غمرا

عجرام و شو خرم از اقبال زمانه

و ای تقوی بسی کشت بدو کار میا

است بسی که در فلک پیمرا از

بار خدا یا اگر روی خدا
 خلقت روحی و طنیت جستی را
 خبره بند دوروی ترک جرد
 به سبب او و در جبهه نشی شد
 منت منعم بر او در یاد
 هیچ کموی که از برای جبهه حشر
 جوهر انسان و اشج سر شسته
 آنگه خوبی چه بود بدی
 همچو دل و دوزخی و جان شسته
 زاهد محرم سرانی و کفر شسته
 محنت بلسان صفت کشتی شسته
 در کل انسان سخا و شرم کشتی

نگویش کن جرخ من فریرا
 همی تا کنه همیشه عادت همی کن
 جو تو خود گیتی اختر خویش باید
 بچهره شدن بین پری و تان
 تو با هر نفس بیای از نگو محض ان جون
 سبیدار ماند سست بی هیچ جزا
 بسوزند خوب در حیات ما بار
 برون کن ز سر باد و خیره نهر
 جهان محض را تو مر صد بر آید
 مدار از فلک چشم نیک اختر بر
 با فعال نهند شوم پر پیرا
 همی از نگیر بی نگو محض
 از یراک بکزه پست کتبی را
 سزا خواهی پست عمر بی بر پیرا

بزی راوری جیح نیلوفر سے را	درخت نور نار دانش بگیرد
کی سر گرفت خنیا کر سے را	اگر سیر ا تو بشیہ کر سیتے
سزو کر سے زبان جبر سے را	تو غر مالہ انجا کہ مطرب نشیند
رخ جون مہ وز خاک عبیر ز را	منت چند کوی از شمشاد و لاله
کہ مایہ است مہلک سر کو ہر را	بعلوم و مہو حسرتی بہ حمت آن را
در دہشت سرمایہ مہ کتہ ترا	تیم اندازی در رخ طبع را
مرا این قہمتی در لفظ در سے را	من ایم کہ در چای غوکا کن نہ بند
کز بدستش از خلق مہ رہبر را	بگسی را کند بحدہ دانا کہ زون
ز زون زمین صورت جابر را	کسی را کہ بستر و آثار عدش
بر شقیقتش کرمی ساخر را	ایم زمانہ کہ ہر کر زانہ است
چو دیا کند کاندہ و قہر را	بہ سپنی کہ پیشش ہی نظم و ترا
یکی کشتہ با عنضہ ز بیختر را	بجو از ہر دو دیوان من تا بیختر

ہر نا توانی در آغوشش کن	جو آئی شہد اورا ہر ہوشش کن
ہنوں جبکہ جان وشی ہوشش کن	ترا چہ کہ تن وشی ہوشش کن

ز نادیدنی چشمها کور دار
بل با شنی پیدار و خفته بچشم
ز حکمت خورش جوی مر جانت را
کنش ز دره تو این فلک
تو زینت بحیثیت

ز سپیده با کوشش مدد تو
لشوخویش را ضد کوشش کن
دلت محده ساز و دوام کن
بدانشش ز هر فلک نوشتن
بکوشش و بنا هشتاد و دو کن

اگر ملازم خاک در کسی باشی
بهر نعمت دنیا که خاک بر سر
هزار سال تنگم کن و بدان
ز بسد

چو آسمان ندیم خستینا بدید
بدین مهید که گفتیم سپینت با
که بگزینان پیر او کسیت میا بود

ای کفزار و سبلی کردار
آنچه خواهی که طوفان مکار
چند کردی کرد این بیچارگان
فاسقی بودی بوقت دسترس

نیکو و پشوره چو دستبوی
و آنچه خواهی که شویس کوی
ناکسازا جو بیست و نه کسی
پار کشتی کنون دوزخ چلی

انترف الدین حسن بن ناصر عادی عشرت نوری سید و فاضل و دانشمند

و اول

و اهل دل بوده قبول عام و تاثیر عیشش بدان مایه بود که روزی در یک
 سفر او به اتفاق دینار مرد باستان و غطا اجتماع نموده بود بهر شاه را
 در ریاضه دو شمشیر زد او فرستاده که در یک غلاف کن حسین
 رنجه از عنین بجز میت حج برآمد خواجهد آمدستو آنکه
 سید امیر سلیم علییه است
 اورا که شرف زیار کند بر سر آن حضرت شروع در خواندن آن کرده
 باین بیت رسید که لاف فرزندی نیارم ز دورین حضرت ولی
 مدحتی اوروم انیک خلعتی بیرون فرست از انروضه طوطی ششمین خلعتی
 قیمتی برآمد و سید حسن آنرا پوشید پس از خیر بجان روضه که شکر
 در تمام ذوات العباد است بهار السلام بخدا و آمد سله الن مسعود
 ملک شاه در اکرام او مبالغه تمام نموده او را بر حقه زرین نشانده بوطن
 مالوانی و ان ساخت و سال پانصد و سی پنچ بود که تقصه ازاد و ا
 بی عیوانجا رسیدن قضای ناکی مرتجع در جشن لفضای عالم لاهوت
 در پرواز آمد و در آن قصیده که بیان درجیات خود کرده کویا اش
 استیمیک مناجات نموده که فرموده

همی پرد چون عم خوش صغیر طیار بر پریم و در شش این قی سیده
 از طبقه متقدمین محرمعلانی و کمال امیل و آوزی و باهر شعار
 و از متاخرین شیخ قضی خوب گفته و مصنف این نسخه الهی نیز
 شیخ این زبان بوزده در آخر می آورد و این ایپانی اخلاب

دانه جهان که قمره عین است	سید حسن است
و یا جواری با و کراک شکر آ	شایسته میاید که زهر او سیدیم
طبعم جو شش و هر دم خلیل وار	ز کشت روشن که چه بکیزه کجا
که طبع اجوزدن شکر بود جرات	خوشتر کلی و مداز شکر تم
که صد هزار یک لفظ است نفاش	از آب طبع زادر لفظ بود شکر کم
خون در شتم جو با فزاید خنک	بخشیده منست که جان و و پیکر
کرم بر نیم جو خشم سفین جرح	جرم همین که سفین شاک او فرم
حاکست رنگ دنیا که است نفس	بس هدم شیخ عیم را و ه حرم
زان بالی سفید هر سپهر	خالی میفر و ششم و پاکی همی خرم
زین گون نفس کم جو مرغان می پر	زردا که چون زبان فلم کشت و فرم
چندان این شکر کم سپهر با	نعم خوش صغیر طیار

با این شرف ز غصه طفلان وقت خویش
 در قفص ز کزید دل چون کباب زن
 از روی آنکه رویه زلم سوی نهرک
 ناورده برون چون زینت
 در عهد من هرگز
 بر باطن زمانه کیم سایه در بند

بگریم از جهان کجاست در خورم

شرفک بدرم از اسد ره بگذرم

اندیشه چو مهره مار است در سرم
 عاج شود ز چهره کشای صد
 زل زل از فتنه زرق مقدر
 بس چو آدرتش دل شک در سرم

کز چار بنه طبع گشاید شهرم
 از آنکه حسن بسین و هین بخورم
 گزینم ز نور جگر چو گیسوم
 آن در کینه ز تو به بسی بکینه ترا
 بکینه ای که فلکها من آیدم
 خستین خدای ارتدند بر سر
 کاند در پناه سایه حق بوالطهر
 روزی روی گلی شنبه بر آورم

بشکستیم بچبیت تفکر فرو برم

چون با کج کوشه نشین تو انکرم
 سینه بید بچکه از غم گشاده
 بروم شبی شکایتی از تنگی معاش
 سینه بید بچکه در تنگی کند فرام

باز تارک برهنه عقاب بر گشته

از تاج منستی که منهد خلق بر بیم

وینا گشت بیکبار دستان گم

بریده شد بی جا پیر

بیکایان نهم بزرگ شود

از آنکه خورد شکستت بتان

بیوی فضل و گرم خانان را گرم

همی بخواب نه عیب

ز حد بیروم نه نه هنوز نیست

که روی من سیه با دورمان گم

هنوز فایده هست در وجود من

ز جا بود و سنی طبع فشا و مان گم

بفرودت خاقان طالع است وین

هنوز منطقه هر است میان گم

کریم عالم بود بن محمد و آن

که نوک فایده است ز حمان قلم

تو باش مهدی جاننا که کار هنر

که هست عایتی کو کند او بی گم

چرخست در آنکم جنین میکانش

بیان رسیده درین خیر الزمان گم

شدم ز کسب نیلوفری جو نلووار

نیافت جای مگردنم چیز گم

گرم چو مشک و هی خچایش بر باد

که کرد کوس است در میان تشن

و هم جو بود زنی در حلیه جان تشن

تو در بهار سبزی و در خزان آتش	مخونند بی لبش هم دو کرم تو که مرا
بروز خشمش از تنگ بر کران آتش	از تو هم صفت کند از تو
زلف تو شش بند جان ماند	بر کان ماند
بر عارض ناز که در آستان ماند	کل فتد بر تو
هر خط مباد بر لبش	بست که نتواند چون آتش
گردشمن از آهنگت مهر تو بس	بسته کنم و عای بد زبونش
از عشق تو شد ز جای پای دهن	سای کرده بسی ستم جای دهن
ایست ازین بتر سزای دهن	یکروز بسته رسای دهن
نه نامه نویسد و پیرسد خرم	نیاید کشته یار ز رخ سفیرم
هرگز کلاه دوست بدین بزم	گرفته و ازین هزار باره بزم
آن حی که کل نشاط را محتاج است	مورده سپهر امی که چنین نایاب است
بر خیز که سپهر دولت حیات	نشاکر کنش جوانی است
تا کی ز جهان پر کردند اندیشه	عقل من استمند اندیشه
یک نعلبد که مباحش چند اندیشه	توان ستند زمین کاب
زد آتش هر یوان سپاهی کنم	چرا سپه کنم

ندارم بسی تکیه بر ماه و سال از آن کجا رسالی و ماهی کنم

حسن بن علی شهبانی تیر شهاب فکرتش در اوج مدحت ارسلان شاه

شهاب فوزی نموده نوری که از بحر طبیعتش در مانع مدح

عاری شده اینهاست ای مبارک بارگاه پادشاه

محمد مجاور جمال شاهنشاه فیروز کرد ارسلان مرثیه

از تعظیم او دیده چون دیدار او بیند مجود ابرو

آب شمشیر تو شوید از رخ اسلام کرد آتش چشم تو بار در

شهر هپت تو تنگ کرد آینه در آیم تو بر ننگان صیدگان

بر ننگان آب حور پر بیم از خرد که چه چیز است در جهان

پاکیزه کوه جری که روانست بی روان کرد سوار کس چو کبوتر

چوید شکار ملک چو پر روز آشیان در دست سپیدالوزری

زبان هست روزی ده فلایق و سزانه زمان نندوم

روزگار محمد که نام او است بپایه حماد و سید

ریش حسن صلاح بر حسدی بپایه حسن صلاح

و کمال آراسته بود این دو هپت ننگ شمشیری از دیک

بزرگم بودانی نگاری چون خضای کند
که عالی بس غمزه خراب کند

همان کند که سر زخمه بارما کند

بسیار حسین الحسینی الحاجب در روشن صمیری بود که آفتاب

ما از دوری حجاب غوطه خردی غوطه در بعضی

بسیار حسین در راق آفتاب چرخ برین را ص

بسیار حسین الفتح هر وقت از سر حقی فرستاده او نیز در جوی این

قطع فرمود افضل مشرق ضیاء دین که ز خانه تیر فلک با

که شمارم سر عقل در ادراک هر چه عدل حسرت زود بدان

طبع نهوشیار فرستد اختر چرخین در جای تو بسیار سنگ نور

بسیار حسین در بگو همار فرستد نامه بخشش نهند نام چه جا

مشرق ز خویش یاد کار فرستد غایت اخلاق خوب است و کز

بسیار حسین چکار فرستد حسام الدین کبیری کلام

بسیار حسین خون جگای بنده و از شعرانی و الامام بود

بسیار حسین خشت جایت کرد از خضیض روی زید

بسیار حسین فلک عالیه آن خرد و چشم خرد و مه تو با

حسام الدین حکم است که حسام الدین کوسوی باشند یا غیر این ازین
 میتوان دانست که کیفیت در حالت عجز و شکستگی داشته
 آنها که خدای من زمین می پسندد کرنج سپینند بصحبت شریف
 تحریک می نویسد سکی ریرواغم سک و این پوشتن زمین در
 شرف **حسام الدین** محمد بن ابی بکر سیفی فاضل و شریف
 حقایق طراز بود و محمد عوفی گوید خدمت او را در سیاقم در سمرقند
 در بلده سی صحبت خاقانی رسیدیم امیر خاقانی او را امر بللی نموده زروف
 اطلس و غلام تحفه فرستاد در شکر نوازش امیر خاقانی این قطعه
 فرموده کفینا پر دل خاقانی اگر عرض کنست نه فلک ده که
 آنچه بود بود بدید جیح بود انگشت بدندان که جبرای نیک هر دو
 بدی اینهمه نیر و بدید کار خاقانی دو لایب روزانما که ز کسب
 بتان بدید کرسو بدید **شرف الدین** روزی که شرف الدین حسام یا از نوقانی
 خدمت امیر خاقانی رسید اظهار و تسکلی از گفتن شریف
 گفت کاش همه شعرهای من راستی و این قضیده
 خان گفته بودی و چند بیت آن قضیده اینهاست

نوقان حکایت
 از شریف

بر تکیا طریقی است که نشکند تا با عشق پشت خود زار نشکند نسبت
 مدینه نفس که بوی او قدر ضرر آن تا زار نشکند خون دل
 ز زاری که بجز بد و خشمش خار غمزه خون تا زار نشکند یا ز تندی ابدار
 تیرش ز خاک پای شاه جهان زار نشکند
 چنانکه دین و داد کرم استانش بمقدار نشکند
 هر زمانه بر خط فرمانت راست رو تا دور جرح دایره کردار نشکند
 سیدی سعادت **داوود حسین بن عالم بن** صاحب کرامات و مقامات
 عالی پند و نسبت هر روز شیخ شهاب الدین سهروردی میر سهروردی
 در مسئله اعداد و فکر تنگستان در طلب حصول مراد و آیه طریقی
 معام خاک و باد نمودی و با او حدالدین کرمانی و شیخ عراقی چند چهره
 در علم و طریقی ریاضت پیوده اند و پیوند اصناف خلق را مقرر
 سگ کلان و زبیده اند کسر امروز و زوال مسافرین و زهبت الازواج
 کلشن زار که از خراسان بعراق فرستاده از مضامین
 اوست در سینه هفتصد و نوزده و آن تعلق شهرده عالم را

بر میان انقطاع زده سا قلم فای فی اسد کردید اول آن حشر یا حشر
 از روضه غور است و او آتش علم ظهور و کسرتون فرشت توطن و محور
 بیرون از سلطه هر سیت و کوه پرکش نیر در حرج آن تحرون
 در عشق از سلاست پرست پیکانه و جویشتم با اوست
 تشنه نو ز با تو یکدم عماد که هر دو جان صیت قیاسیت
 در دو دم از شمار و فر یکدشت این قصه بهر مجمل و محضر یکدشت
 این واقعه در همان شبیده کسی من تشنه زار و آلم از سر یکدشت
 تو آن بهر تو اسان و داع جان کردن ولی وداع تو ایوان کردن
 ملامت کوی را آشنیت جل اگر عکس سپید هست من بود
 ترا که آمدی نکیس است بیاید حسرتن با نیتن ز پیور
 تا عکس هستی تو نماید در آینه معبود تو خیال تو باشد هر آینه
 یکده عشق پیو اسی است بیوستن او ز هم صیانت است
 پیکانکی تو از دو عالم با حقا که نشان آشنی تو است
 از کشتن آتش طبیعت در خلوت عشق دوست
 در عشق حدیث عمل کم کن کین عیب نه بود

حضرت **محمد حجووری** دانشمندی ارجمند بود و در بیان سده هجری
 در سلسله شجرای محمودیه انتظام داشته مولد و منظرش هر اشت
 خراسان بوده غزلی در مناظره با مطلوب گفته و بیت او
 در کتب و در نظر خداوندان جلوه گرفتند گفتیم این کس نم نمودن روی
 حیا را بدو گفت مردم اندر خوشیستند داری بود گفتیم این
 من بگری باهری چندین صراحت گفت با زبیر بود کوه که جو با زانو
 من تا بر کل تو شکست پیدا عجز از شک زره بود از سیم پیر
 تار و تیوب توتومو و اثر از لاله نگ که دیدوار پشته شکر
حکیم حقیقی از فاضلان حقیقت بوده تطایر صحنی گفته که وی
 از پندیمان طغان شاه بن الب ارسلانیت و با ارزاقی احمد بن بدلی
 با طبع جبین و یک عصر بوده اند **حکیم الدین بویر مستوفی** از سیم مایه
 در دولت و منزلت بهره مستوفی داشته مروج عربی شعر او فضلا بوده
 مستوفی هموزنی مقیده موقوف معروف که طبعش نیست
 فی حضرت مستوفی دولت حمید الدین الهو در مدح او گفته
 دین را از هر گونه اشعار نکین بسیار است موی که

جوانی بشبه شکارید بیهوشی شبه برود در بر و بکارید کرد در شب
 چون بارید خبر غم ز فوریع آن شبه مر و اید زین روی که دید
 مر ابودی کیش سر و سیهم جو آندی بپری پیش در دیدن این
 غایت پیش من خود جوئی کریوم از دیدن خویش به جانای خود
 در عشق تو اندیشه جان بخت مرا پیرت کار
 در نذر غمی صیبت کلان نیست مرا این عجب
 طاف جوهر لیت شراب همه فرجام او نه چون آغانه ساعتی تا پال
 صحبت داشت زویا موخت فاشش کردن راز **حمید الدین بن**
عمیق نجاری نزل کوی بند که سنج خوش طبع بود و در این قطعه در بختی
 بنوعی گفته که در احوال رشتنه از سو فار سوزن بجا که زانیده
 دوش در حجاب دیدم آدم را دست حوا گرفته اندر دست
 گفتمش سوزنی نپره تست گفت حوا بسه طلاق است
حمید الدین علی بلخی بن عبد الحمود دی والی ولایت طبرستان
 محمدوفی گفته که در عهد قطب الدین ابیک سلطانی فتول
 تمام یافته پیوسته شمال افضال انان روخته اقبال

آفریدی در جواب مکاتبه محمد الاسلام مسعود دریں چند پارہ لعل از
 مکان قمر التشن سرزده تا چند بارم از لبت ای بستہ زار لعل
 این از سرودیدہ در غم آن آبدار لعل چند آنکہ لعل و کو ہر زاید و کم
 در کج نہیت لولو در کو ہبسا لعل **قاضی حمید الدین** **بن محمود** در
 قضا و شریح و ایام و در نظم و نثر از محمودان صالحی و ترواکی
 لعل و تصنیفات بزرگانہ عارفانہ در عرصہ ظہور است از اظہار
 کہ انوری در صفت او این قطعہ را صف آرای عرصہ بلاغت است
 ہر سخن در سخن قرآن یا حدیث مصطفاست با مقامات حمید الدین
 بنابید تر بات کشک عمی دان مقامات صری و مدح **جناب**
 دریابی مالامال از آب شریعت عقل کل سطرے تامل کرد از کفایت
 ای عجب علم اکبیر سخن داند مگر اقصی القصات اور ارسال دیگر
 باز پر مسایل و فضایل ارتستہ بہت چون وسیل العفات الی
الغنیات و **حسین المستیر** الی حضرت **الحم و روضۃ الرضا** در مدح
 یا **مصل اند و قبح المعنی** فی مدح المعنی و رسالہ استغاثہ
بن الثالثہ ہشتی **الراجی** و فی **جواہر التاجی** و در ہمگی زعمای **سج**

و در صبح و پنجشنبه بروجه حسن کرده و در او فضل داده و پیرمان هنر فرشته
 و این چند بیت از جمله منظومات اوست که محمد عوفی مرقوم زمانه است که در
 مدح شرف الملک ابوالصافه فرموده صبر از الم غمزه غما
 و آنکه گریه بطره طرازی بر نهاد - تا شد سرای ضرب بر روی آینه
 نقش کارم بچونش و نیار بر نهاد کی نسبت بود آنکه بدیش تو کنی
 شایان بود آن دل که نرزدش تو کنی کردون سر او آشته صد بوسه دهد
 هر روز بدان پای که بندش تو کنی جان کیت که او را بچ که نرزد تو کشد
 تن کیت که آویخته بکوشد دستم چه کارهای ملینه بکوشد
 بر پای دهم بوسه چون بند تو کشد **حبیب الدین فندری** بنیاده
 اوین ظرافت امین بوده محمد عوفی که در زمان سلطان سخر طمور یافته
 این رباعی در مدح بهاء الدین علی بن احمد جاجمی فرموده ای معاقد
 دست تو زر بخشیدن جز زر که بجز و بار که بخشیدن روزی صد ده
 آب کرد و خورشید از شر کمف دست تو در بخشیدن **محمد بن محمد**
اختیاری از مدح اندیشیان و بلاغت کیشان زنان میف
 و این چند بیت از آن قصیده است که در مدح آن پادشاه تجا

روزگار گذارشته زهی سخن با تکیه بسند و وار زهی متابع تو عالم ز غدار
 خدایا کجا بلوک زمانه بیف الدین تویی بزرگ شمشاه صفدار
 سالیان در میان تو بر آسوده اهل زهیت شیخ تو خواسته زنها
 بهمنی زنده چیدی اختیاری دعای تشنه شب و روز هر نفس
 شیخ حمید الدین ناکه ری ماء از مشیخ هند است و در هند زور
 اللیلیا و ایم الا تقی القبا یافته صحبت شیخ شهاب الدین مهرور
 رسیده و خرقه رخا معین الدین سحری داشته و در ناکه کور بست
 مودت سیکر پ زمین زراعت میکرده تمام سال بان عفت
 بر نکرده آرزو آرزو تهمت معای کیر و هر قدر که گوید آه از و نذر
 از آنکه بدوستی بخواند در پیش با شیخ بلان شش زتن بر کیر و حمید الدین دستانی
 از جمله شهر است که در روز کار سلطان ملک شاه و سلطان سحر از صدر نشین
 آرا به مهر بوده بزرگوارانی که سپاسیت تو زهل فضل مهر کس بنام و ما
 در پیش رای دفع تو بر زمین کس را حدیث غایت خورشید
 رسد بیج دم نرند در هوا تودل من کران نسیم و فای تو ام جان
 نهر و طبع کعبه بار و کف در خشت زمانه را سخن کج و لاف کان بر

نیازمندی و خدمت بنیادی برسد که بهم خلق دو اسپه بگردانند
 بدیکران جو خطاب تو میرسد هر تو چو این که نیم کم زد دیگر آن را
مسعود بن سعد سیال کوتی از گروه آزادگان و شهبانان
 حکیم طبیعت عارفی مشرب بوده در زمین قضیده امامی هر وی نهال
 تنگی کاشته و این چند بیت میوه آن نهال است سرای جامع
 روی دوست پرند معرق و ز نو بهار باغ ارم برده بوی خوشی
 بجا جلوه بهار تلونی و ز لب بکاه بوسه شراب مرقی با چهره تو
 کاتش لاله است در کل زهدت الهی و صلحت الهی
حمد اسد ستوفی قندهاری در سند جلال بلند پایه و در
 فضیلت قوی ساریه بوده و در علم سیاق و حساب و تاریخ از استاد
 فن است و سالها با برادرش عم اجه حجر الدین فتح اسد در خدمت خواج
 رشید فضل اسد همدانی و ولد اردو شمس خواجریات الدین اندک
 نویسندگان و ستوفیان بوده اند تاریخ گزیده و تزیینت و کمال
 تصنیفات او است در شاهان و حقیقت کالات و فضائل
 مشکل پندان عالم است از دولت محبت و اولاد

۱۹۲۱
۱۹۲۰

که بعد از آن ایامی در عمر کرده و دستار حیدر کر از فضیلت من زلفی ترا
 بهر اهل عالم حکیم خطبه **باب عیسی** در عهد آل طاهر از ذنایان
 حکیمان ما هر بوده و نشوونمای حکیم بقول محمد عوفی در آخر مآ
 تمایه الثاق افق در ملازمت یعقوب بن لیث بصری بشارتگینی
 گذرانده باز تر قیش از گردش فضول دولت این سلسله در کمال
 اعتدال گذشت و با حکیم غیر از مشرقی و محمد و وراق کوه
 یافروز خرج معانی و نگارنده او راق زنده کانی در بصر بوده و آن
 دو بیت چون مشغله و لغز و زست که از آتش کده خیال او علم کشیده
 پیم سپند که بر آتش همی کند از بهر شیم تا زدم و راگزند
 او را سپند و آتش ناید همی بکا باروی همجو آتش و با حال چون سپند
حکیم فضل الدین قاقانی شته طغان عقل را بخت و
 کفر و وس فضل را صاحب بود نام او ابراهیم بن علیت و یکی از شعرا
 در شرح او گفته ز دیوان ازل منشور کاول در میان آمد امیری
 جمله را دادند و سلطانی بجا قانی برای حجت معنی بر ایمی پدید آمد ز
 نیت آدر حقیقت علی بجا شروانی و خود نیز در اثبات خود

شایسته فرموده در آن قضیده که این مطلع اوست و هر کس که
 ماهمه همان او بی علی تعبیه است در تک خوان شیخ مهندس لعل
 پیر درد کر علی کا ذرافلید سندا عاجز برهان او یوسف کمال کر سینه
 جزو کر که بود ناز بنمردم زند بود امکان او نوح نه بس علم و است
 کر پیر من بودی قنطره سستی بعلم بر سر طوفان او در تحفه العین
 گوید امروز من طهر از انزه سخا فانی بدیع سخن باف از روی
 پیر درد و کرم دان استاد سخن تراش دوران هستم ز بی غدا
 جان در طبله نسب ز نسوی ما در خورشید بدان کند تک و پوس
 ز من طبع من بدور سد بوی در یوزه که صمیمی من دان این بدهر
 اسسه کردان و افضل الدین در اول که سلوک طریقت شاع پیش رفت
 حقایق مخلص نمودی و چون جبره نمر نشش از نشاه جام تزیت فاطمه
 بگیر نو چهر حسن قبول آراسته نشد و پاید نظرشش کرد و ن کشت
 از نسبت فاقانی خطاب فاقانی بلند آو آره کرد بدینطور خواست عظام
 مقبول استاد **جباری نیشا پوری** از شعرای آل سامانست خجانه
 محمد بن محمد با ابوالموید یحیی و عماره استاد الوزری بحجت و هم عصر

بخورد این دو پسته از دست بخت خیالات برشته است که باید خوان
 از آن ساخته می نماید آن در زلف که باوش می رود کوی که
 از دور می نماید کامروز با نیت صاحب قلوب کوی کلام جام
 کجیزه و طبعش از شراب فصاحت لب ریز بود و فردوسی شعر
 قضیم نموده اینجا که گفته زلف تو طاهر خسروانی و محمد عوفی
 اورا از حکیمان داناشنوده و این قول بر عهدی چه سبزه خسروانی
 کلام شورانگیر است مکن پیش ازین درجه ای در تک که
 انغم یانم رسید از تک فغان زان در تک فغان زان
 در تک منبکام صلح فغان زان شتابت منبکام جنگ
 منبکست بجران و در پاستون بدریا بود جاودانه منبک
 زحنت خورشید و خورشید خاک لبنتت یا قوت یا قوت
 به چین خسروانی نه چون توینا تبست و برهن منبک کوی
 حکیم ابو طاهر طبیب بن محمد خسروانی در عبارت محمد عوفی اشارتی
 حضرت شمس در بدست سلطنت امیر مغری زیور غرت و قبول یافت

حکیم ابو طاهر

و در زمان دولت خسرو ملک ترقیات خسروانه صورتش آراسته شد
 و کام را بنیال نمود و ازین نسبت خسروی شگفت کرد این چند بیت از
 که لشکر افکار او بر خواره روزگار نشسته تا عوسج از ^{طبیعت}
 تو زیور میکند شاه دل را از عشق تو از تخت جم بر مکنه شاد باش
 ای شاه دوران خسرو می که خدمتت رایت اقبال من بر رخ
 اخضر میکند و از تخت بختی خسرو ملک خورشید ملک آن شهنشاهی
 که خورشید سحر اکبر میکند تا چند پیش تیر غمت دل سپه کنم در
 عشق نام خویش بکنی ثمر کنم کفنی بطر دوش که یاری در گری
 از روز خود مباد که یار در کنم **خیز الدین عبد الملک جرجانی** فخرزاده
 زمان خود بوده سنین و شهور زندگانش در خطه لاهور مطی منشور در
 و فضایل گذشته و محمد عوفی در آن دیار از صحبت بشیره الفواد
 امام محمد الدین ثمره فیض بسیار برده و گفته که تصانیف امام **خط**
 الدین در متعول و مشغول بسیار است گردش روزگار پر عمر است
 نیک کسی که معتبر است به خیر شعبه است و پر نیک همه
 خیرش کار است اشتر و اشتر بی مهر نیکر چه این با در است

پرسیدت حکیم جنیالی بینی که از و مرویست آنت که محمد عوفی از و آ

سینه بود و او را نیز در هیچ کسائی مرددی یکسوت بیان در آورده زیبا
بود در هر دو بسیار و یکسائی چونانکه جهان حیات بتا و هم
حکیم عمر حاتم کونید بخش گرفت و کو خواهد بود و آن بار غریز شد
خواهد بود از خیر نفس بستر نکوی نماید خوش باش که قسبت نکند خواهد بود

آب و خمر نبات زرمی خوردن است

خون دو هزار توبه در کردن است
کرمین بکنم کتا و رحمت که کند

آرایش جنت آرگنه کردن است
نه لایق مسجد و در خوردن است

ایزد یارب کل مرا از جهشت
نه دین و نه دنیا و نه ایشیت

شکستن آن روا میدارند
بزیب پیاله که با جی سبوت

در هر که پرورد و بکین که شکست
سر پای نازنین کوفت

اندر رمضان شرب آدینه خورم
کرمین بکنم کتا و رحمت که کند

کو کلمن چند ای نامی کرم
نه لایق مسجد و در خوردن است

می خوردن من نبرد او سهل بود
بزیب پیاله که با جی سبوت

کرمین کورم علم خدا حل بود
سر پای نازنین کوفت

کاول توجه آوردی و آخر خبر
 می باید کرد خوری و برنجوریه
 در بند زلف نگاری بود است
 دستیت که در کردن باری بود
 آمد بندگان ز دست ما ساغر
 مایه سری شدیم و می بر سر
 ورنیزه ام میخورم بدست
 وزین سینه بخورد دشمن گایت
 این عمر بخوش شدی گذارم بانه
 این دم که فرو بر آید مایه
 در موت هم هر ارالی دست
 فردا خود رویی چه ایست
 در عالم جان خویش می باید بود

مگر ز خود حساب اگر با خبری
 هر کوی گویم باد که می باید مرد
 این که بگویم عشق زاری بود
 ای که گوی که در کردن او می
 از یاد نایب محل نشد هر ما
 بجز کس می خوردیم می بر سر
 من که بگویم خورم نشان محبت
 می شاه و حکیم سرند باید که خورد
 تا که بگویم خورم که دارم میان
 پر کن قند که معلوم نیست
 دل هر حیات را کماهی است
 اگر در که با خودی ندستی هیچ
 خرد که بگویم جان خویش می باید بود

بچشم و دهان و گوش هر جا باشد
 بی چشم و دهان و گوش می باید بود

از تن چو برفت جان پاک من و تو
 و آنکه ز برای خشت کورد کردن
 کز انبی شتوت بهو خواهی فرست
 منبک چو کسی و از کجا آید
 کز ده حوزی توجیه و مندان حوز
 بسیار مخور فاش کن و در شتاب
 گویند هر کجای و زخی پشت است
 که عاشق و مست عشقی از بهر بود
 گویند کسانی که می پرانیرند
 مابانی و محشوقی از اینم مقیم
 شرف الدین داعی نسفی

صاحب کمالات جلی و کاشف اسرار
 حنفی بوده محمد عوفی آورد که شیخ الاسلام خشب بود در حقیقت
 وی رسنیدم در وعظ و تذکیر و حدیث و تفسیر بی نظیر و کما بر
 اعیان از شرف مجامعش بهره مند می شدند و این
 او راست ای نام تو ورد نام اراک حیان خرد

انعام گیسنه تبا که در نیت
 فریاد ه شیخ شهر بایان جهان
 بی از جبهه منی طغی ای در نیم
 لعل لب تو حجابت ان چو نسیم
 عورتی بد نیت محبت تنی که نزد
 بر لعل لببت فدا ده کردن بدو نسیم
 در خمر کا شغریه از مینان فاس طغیان شاه بن محمد الهوید بود و با
 و این رباعی را در خمر شکر او سروده از مرکب توانی نشا شنیده
 بی ای تو دیدگان خود بر فورم
 تیغ تو کجا است ای در بیابان
 خمر ز کجاست از دیده دور و انورم استاد ابو منصور زین احمد **دقیقی**
 استاد آن قطره داده معرفت و فرقه کشت سپهر را شعر او
 به سینه اندتا آنی که فرود می گفته کنون ای سخن گوی سپه دار مرد
 ای نسوی گفتار خود باز کرد و قیچی رسا بنید اینجا سخن
 زمانه بر آرد و عمرش زین و استاد از شعرای سامانیه **غلام**
 سنگ بر تخت و در زمان سلطان محمود او را شهید ساخت محمد غازی
 دولت ساجد بوده که حکیم **دقیقی** مداح چغانیان بود و بیشتر مدح ای
 مد نظر چغانی فرموده و این دو بیت از آنجمله است
 تیغ ترا پاسبان ملک وی کرده کوفت ترا پاسبان **غزل**

تقدیر کوس تو دار و ز آسمان
 دریا که از تو دار و ز کان
 و در سحر ابو صالح بن نصر سامانی گوید ملک آن یک کلبه آن دا
 ملک آن قطب دور آل سامان اگر سینه نگاه کنی پیش
 زیم تیغ او سبذیر و ایام در سحر رضی الدین ابو القاسم و سحر
 منصور سامانی این نمنا از کمی عند لیب خانه او سر زده و سحر
 کردن نهاده دارد گوش تا ملک مر و در این سحر باید ز علی از
 پیشتر بنمید اند که فلک را چگونه بسپاید و گفته اند نوح بن منصور
 سامانی نظم شده را با و فرموده و مرکز ولادت حکیم و صاحبی از سن
 دانسته اند و از چنگلی و راست مزه کی سخن او پست کس شعر بجا
 گفته بایره از جواهر که با اس طبع دقیق سفینه اینهاست من
 دیر ماندم خوار شتم عزیز از ماندن دایم شود خوار چو آب اندر
 شتم بسیار ماند عفو نت گیرد از آرام بسیار شتم من
 می کزین که کردند نیر و شش روان تلخ را شیرین در طلعت او
 چنان کردد کز خون ندر و سینه شاهین گویند صبر
 بر دهد آری و بویک جسم در که بد من عمر خوشتر

کف دستم عمری در کف دستم برود خجک نکس که که نرم تنو با خورد
 تنم اندامم بم راز فلک نه بر آلم که نو از راز می سحر می
 مکتبم تور کس در بدی با و جدا بوسکال تو زو بیداره بی با و بری
 پستهای خیزده پس رخ راه رسیدی بهر جا که کردی نگاه
 کف دستم مهر شستی همین راحلت از بدی به شتر
 تپان کرد و جهان زبان کرد لپک آهنگی در و خک شستی
 برسان خون آلود شستی هوای برسان خون آلود شستی
 کوه کوهی از می چپک شمال و شش به شستی
 طابرس کوه کوه کوه کوهی جایسی زخمی و عیسی در شستی
 بوی طاب آید برسان که پنداری کل اندر کل شستی
 چرخ چرخ بر کوه کوه بگیتی از نامه خوینی نور شستی
 کسبیت نکس و ناله چپک می چون رنگ و دین زرد شستی
مثنوی الیه محمد قایم و عظم و پند برسان مردم بوده صاب
 در عبارت و معنی خوش در ذات او و خواب با شمشیر آید
 طان که حمید الیه منسوبت او است و سنه یادیم

از زقی را تیر باو نسبت داده اند و در شرح ۴۰۰ الوزراء خواجہ غفر اللہ
 حمید از بزرگ ریز خیال او این قصیدہ در صفت زراعت از کلام
 نامہ بیان گشته و بعضی حکیم و فقیہ را بد قافی اشتباہ بودہ و بوی
 از طرز کلام دانستہ میشود کہ او را از نسبت دی باغ فرا بدیم
 معصومش بہر کس کہ دید آن رخ با قوت امرش آسیب ہمچون
 بیج سبب دفع شد از زان ز شد با وہم شکل و پیکرش کوزی نو
 بچشم از باد شلخ پید گفتی کہ ریشہ دارد از اعضا سر از پیش
 دور در ریشہ عدل از جهان نشد آن نعل اگر رفت بہ پی
 نقل دیگرش با عنی کجاست اہل زمان از ابو کنون تہ بہت
 سرای خاطر دل ساحت درش از فصل کالت نشد در علم
 از جود بوی نیش و ز خلق کوشش گفت این صفی حضرت

زمانہ دان والا حمید دین کہ سپہرست جا کشید
 حکیم دیباچی سمرقندی ہموارہ و پیاپی سختش از نقش و نگار
 نکارش و استکی داشتہ و نیشکر معالی در خور
 غزل می کا شتہ شیرینی کلاش ازین ایات

صفحه بار صدفه اشانکاشته

شکر روز و زما ذکره شیخون ما

کینه یکایک بقهر سلبت کانون

لجینه سرما گرفت پنجه ، کرما

انجم موسی گرفت لجنه بارون

کیتی پر آرد که ده بود و مه دبی

بود تو انکر زمین زرف بدیاه

پیارش کرد زوش اکنون

ابر ازین بس فروکش با هوا

میزد رگه و دشت روای و نامون

باز کینش همی بصر ا کرد

برق نیابد همی نیاید بر باد

کوی کز کبر همی یکده خون

رعد ز با اخر و شس کیر و کوی

بیمه و راکسی بصیر و کون

کیتی کرد و کنون عزیزین جوانک

حکمت از میر عدل عادل قضاون **مولانا دلیلی** از خلصش

دانشته میشود که از طبقه دلیلی است و خوش طبیعت بوده هم

رنگش بر س هم رنگ کل قبای بردست می نهاده بر کل نهاده

بوی بهار یافته از دست او سپید بوی بهشت یافته از بوی

بوم از آ آمد بان ماه وحی آورد خون بسپیل دیدی بسپیل قدح

کراه در می حکیم **یول** از بندر دیول ده و از عمان معانی

گشتی بخواهر صنعت بسا اهل عبارت بر آورده چنانچه انوش کاوش
 ستاع بنر پوشیده نیت ای پسر خند زنی چک برن در این
 خک و آزار سپونه و چک آر چک بسر زلف سینه رنگ تو کرد
 بیکان چک زنده نیت من اندر خک صد یکی زانکه ترا اول نیک بود
 در شکر باروت باشد هر یک آنچه بر من شکن زلف تو کرد
 بصلح ناصر دولت برداشتن خود کرده چک **سید زوالفقار شمر و امی**
 سیدی حمید بن شکار و فاضلی با و فار که شسته و هر رقم ۵ انکلام
 نظام او در کشتن کار دلانی که با عجا ز سخن نگر و ند ذوالفقاری بوده
 در علم شمر و قدرت بر صنعت بدایع انیفن نیک تمام در شسته
 شاهد این حالات قضیه مصنوعت که در مدح صدر سعید الی
 زیر سر و ان گفته بود و صفت ضر و ارا بر شیم خام در سلمه شمر آن
 اشعار نچته گرفته و انی قسم شمر مصنوعت اختراع او
 ساوجبی تنبیح او نموده در مدح خواجه غیاث الدین محمد و زری مود
 صنعت دیگر بر او فرود اما اهلی شیرازی مصنوعی در مدح شمر
 از سخن خاطر بر ایوان بیان جلوه کردند که مصنوعت هر دو در سبیل

سخن این مصنوعی چو قطب و به جنب خورشید سماوی نمودست
 آریاست در سید و العقاید در ملایست سلطان حسین
 محبتش خواز در شاه می بود و قصیده در عراقی بخش بیج سلطان
 گفته رعایتها افت اما استیلای شکر خیز بر سلطان شهرور
 شد ششصد و هفده واقع شد پس از آنکه فرصتی که سلطان
 عزم دفع نامه خلافت نمود لشکرش در عقبهای دینور بعد از
 شدت برت و سرما تلف شد و عراق بازگشت
 نهاد شریفیت خلاصه اچا و زینکه تکیه بر سعادت است
 بنفوس روی طالات ز دیده او هم که شسته یک نوالت ز نعل
 و جو خشم تو مانند اسم بی گسست از آنکه صورت شوین شد
 نقش زیاده خیال آتش قدر تو در ضمیر آورد در استخوان بد
 اندیشه کفشت رما و بهوز کار تو در خسته گان مهتاب
 رفیقیت خلاف طبیعت معناد صفات مدح تو در طبع روح
 مختصر است بیان نور کرامات در دل ز یاد ازین قصیده خواند
 فحلت از بوده است مجاز دست هنرهای خویشین فریاد

باز چون خسار خوبان گشت طرف بوستان باز چون کسیوی دلبر نشسته
 هوا غمزه نشان کردند اندر فضای رخ نیکه مژگه باز در آن کرد و بید
 منظر اندر آشنهوان نیستی دوران ولی هستی خود دوران کامکار
 نیستی یزدان ولی هستی جو یزدان کامکار و ثوالفقا نشست گزین
 اسکناس بیج طبع او بشیر کرد و زانو سو فاروش در دهان
 چو در قلب شتاجم شده گمان رستم و لہمن ششم نشد آہمین جفا
 آب و زمین تن حبان از جا در سیاب با فخر دست بر آہر
 هوا از حورده کجا حور سازد کوه را زمین نباشد جمتنع در آری
 صحبت آتش که سوزد و طلق چون گوگرد و سازد آب بار و غمزه
 نیفتد بر بر حرافه الا خوردنای رخ اگر در ملک حور شید آزماکی
 در آہن ز تاب صاعقه بر کوه سنگ صلب را ماند چنان کو
 ہیبت مخدوم باشد خاطر و شمشیر حبان عدل عزال سحر کار
 شوق شنای او بر اندازد عطار و حبیب و بدر و بلور حیرت
 کینه بنده در گاہ اعلی ذوالفقار آمد که یابی در آئی طبع خیر
 برق را گودن حکیم را فنی ما پایہ کالشیہ از رفعت احوال کون

سویدی و از بدیع پیمان ز سلطان محمود غزنویست و طرز کلاش
 از اسپه در نظر از در سایش حسن همبندی تار و بود این اسپه
 با هم پویند نموده که طله دوش حورای ناطقه تواند شد سرود بی
 جان کردله بود او را چین کردید سستی بهین تا پیدلی کردی چون
 در میان آنکه فتنه چشم که او بند کم برده انان فتنه چشم که او
 ابر کوه بر بلر برد از چشم من عبهر کبیل با دهن سر زرد از حبه او خنبر من
 هم را ریور از اتار حورشید فلک هم فلک را از این افغان
 حورشید من عالم حورشید مولانای باریک بوالوفا آسمان
 چون در سنور حیدر دل حسن تاروان ستم سخن راست از کار و کار ساز
 سخن مینم روان از امهر بیان که بان چون سخن نیکو بود باشد سخن را
 ز رعیت چون زبان شیرین بود باشد روان از حجابان تازبان
 در فلک زشت را نیکه کند هر کو بود نیکو سخن تیغ را شیرین کند
 هر که بوشیرین زبان تازبان در شکر کرد دم و باشد شاد خوا
 تا سخن در مدح باشد شادان شادمانم و ایم از مدح رئیس کا
 شادمانم و ایم از مدح عیب ز کامران عالم آزاد کی دارای محمود

آنکه هست سیرت محمود او آزاد کار امتحان
 کز طبع برشته بدست کرم دامن ری بساح
 سر بسرامان با خنک بستن تو هوا سر بسروغا
 که باشد جویاه تو که مصطفی گذشتت که باشد
 چو مثنوی راضی **فرزند** کونید نام او سعید با بویه است
 و از یکده مازان **پارسی** میزد
 و تازیت خاقانی بزبان عربی در دست
 و قطعه بیانی لفظی
 آورده و هفت شان و فصل طاعت او را
 بهاس جلوه کرده است
 و سد فی الحشر بعد از سی اری مای الشفاعة
 شامی لین صح لی قفا
 فالوتیه الراضی راضی از قصر نفع خیالات
 او این ایست **نشانه است**
 رحمت دلم هر چه بود عشق بجات برود
 صبر نه راه است سهل عشق
 نه کار است خورد هر که میدان عشق کام
 نه کام فیت هر که راویا
 صبر پای نند دست برد بار جهانای
 که کوه نیارد کشت **لفظین**
 او باد نیار و شمر و صل شد و هجر ماند
 حیف که در بلع عشق
 خار به پیری رسید کل بچوانی برود
 طلب کردن علم از آنست
 فرین
 که بی علم کس را بحق راه نیست
 که تک اید و در هم خنتر
 که از

تک نهد آن نگاه صفت در تاریخ هما یونی آورده که امام الدین عبد الکریم

راغبی در بیت سه در گذشت و این رباعی نیز از کلام او است

در جامه صوف بسته زمار چه سود در صومعه رفته

دل بیازار چه سود آنار کسان رحمت خود میطلبی یک دست

صیغره آنار چه سود **عزالدین راغبی** سزه زار و لادین

از نور بارش تیر بیت طراوت پذیرفته و حمد عوفی گفته که از دریا

مهر و خراسانست و در بلده اسفرا این اختر طالب عشق از برج

تافت و بتازکی در عصر او نشو و نما یافته بنیور علوم حاصه علم حسا

و حقیقت را است **سخت** شده بود ای تو آب زندگانی برد

تا جان سبک روح کرانی **سرد** امام ناصر راغبی **نشا** یو هم بوده که شورا

طالب علمانه می گفته این چند بیت از گفتار او است از تری

شده که او را خواجه دید بر تریا چون تواند شد که شسته

انتر جز بلیغ تیغ تو گسته ده است در ایران امان ناله کوش تو

سزایکند است در توران صیغره زندگانی را نرسید بهر که باشد خصم تو

دیدمانی انشا به که او ما شکر زیر **راغبی** **عبد** کعبی **درو** ای دشمنی بود

مگر عاقله فضل از سر مردان روده رسد بر آن سخن از خلقا نهیاش

زیور گرفته و برقع مستوری از چهره عشق سیتی و مجازی برافزیند آخر

زلفن سامانیه را در مایه و در عصر آل بویه تیرم حله بچند در عصر سنی

بویه نموده محمد عوفی آورده که در زمان خود بکس رو بهی شهادت

درشته جز دهند که بارید بر سر ایوب ز آسمان بیخافند

رزین اگر بیار د زین بلخ بر و از صبر شکر که بیلد درین کجاست

روین سر عشق سنی تحمل کی بجیل چه عزت آری پیش خدای

بعشق اندر عاقلی هم نیارم شد بینیم طاعت اندر می شو

بش بیعیم بی تو کجا هم حجیم با تو رو است کجی تو شکر زهر است

زهر عمل هر آینه نه دروغت آنچه گفت حکیم فن یکس بر ما فبعد

عزت دل دعوت من بر تو آنست کایزوت عاشق کناه برین

دلی ما هر بان چون خوشی تن تا بدانی درد عشق داغ

تا به کس اندر پی سچی بس بدانی قدرن ز بس کل که در مانج بلوی شکر

چین زک استنگ مانی گرفت مگر چشم مجنون با بر اندر است

که کل زک خسار لیلی گرفت همی با بر اندر عشق قوح

لا اله الا الله

لاله باوی گرفت . ندج کیر خندی و دینی بگیر که بدخت شد هر که دینی
 گرفت عشق با بر دیگر آرد دم به بند کوششش بسیار ناید سود
 عشق در یای کرانما پدید کی توان کردن شنا ای مستند و نشا
 یار سوین و کل سیم و زرباد زهی بادی که رحمت داد بر باد **رسی**
تشیخ در تاریخ های یونی آورده که **رسی** قوشچی از مداحان فخر الدین
 است جوهر نسبت ال کرت **رسی** میدهند در روح وی گفته اند
 دوده بخردی و اسطط ملک سکندرتوی در تاریخ شاه چانه
 کوی مشهور باین خطیب است **رشید الدین محمد و طواط** نشین در
 مشبه بجا رون **عظیم** سید و در حسب از ارباب رشت سلسله ال
 فضل بوده و در سال پانصدی ام که سلطان التمز خوارزمشاه
 تسلیم قیارا از خطبه و سکه پندخت **رشید الدین و طواط** ملازم التمز
 بود قصیده در تنبیت پادشاهی او بکفایت و این مطلع است
 چون ملک التمز خجست ملک برآمد دولت سلجوق و آل او برآمد
 هر حق سلطان سیر این شنید از رشید برچید تا آنکه در باره غم
 دم التمز زوده شک **التمز** باز در صلح زوده سخن بزرگان

باز گشتت و گزینت انسر فرمان سدا
 سلطان خواست که علم بجای آورد
 نمود مرا با ملک طاقت خجک نیست بجک ملک نیز مرا بهت
 ملک شهریارست از شهریار بهر میت شدن بنده را تک نیست
 اگر باو بهت خجک ملک کیمت مرا نیز با تک نیست بجک
 آمد ششپتن شوم خدای جهان ترا جهان شکر نیست بهت
 شنیدن این قطعه سلطان سخر ادیب بر با بیفاهای
 بنزد انسر فرستاد و او را مگو هوش نمود انسر یکی را بجیت کشتن سخن
 نمود ادیب صابر سلطان ازین مکر آگاسی داد چون انسر از خبر شنید
 ادیب خبر یافت او را در چون افکنده سلطان سخر باز با ساه آنوه در
 سال پانصد و چهل و دو مسوی خوازم آهنگ زرم انسر نمود و
 سلطان انسر تجلوه هزار اسپ در قبل افتاد او را در آن سفر
 همراه بود این رباعی را بر تبری نوشته در هزار اسپ
 ای شاهنامه ملک جهان جت برست در دولت اقبال جهان گزینت
 امر و نیک جمله هزار اسپ انگیزند و خوازم صد نیز اسپ ترا

درد آنکه گشت قاعده عمر من خراب که ز کور است آب کنم دورتی بست
 نماید دست دولت و وز دست شد شباب جهان سرای غرور
 نه سرای سرور طمع از سرور اندرین سرای غرور عیان آن
 جمع خواسته است ترا همیشه همت بر جمع حواشته مقصور
 ز حال عیبی چون کم آن مشغول بال دینی چون البا همیشه
 بساز کار که وقت خیل نزدیک است مد آنجا نه دور است از اول
 ز بارگاه الهی رسول حرک این پس که عارضین جو شک تو گشت کافور
 نهی فروخته رویت در جهان نشی زده غم تو مراد در میان جان نشی
 نامزد از نشی دل چشمم ترسم از آنکه بجای آب چشم شود و بولن نشی
 جو باد متبکذری بر من و مر بدر راه نمیکند اری جو مانکه کاروان نشی
 منم همیشه در آتش زانده تو ولیک مراند از بدایح نشی زبان نشی
 ابو النظم حور شد حزن و آن تهنز که از صوغ عشق خشک سیران نشی
 زلف شکلی جانان جبره و سپاس جو تو نباشد عالم کسی بر سپاس
 کلاه کوشه حسن فوجون بدیاید در او فتد سبب مکار عیان نشی
 نشی در از و جیرت فلک سبک کن از دل من بجز بار مرده بگو

راق بار بود صعب در ده منگام و یک باشد هنگام نوبت افرون
 زبان براق شیشم است سگ چون ستونی در زیر او چهار ستون
 بی شکل است چنان زنده چون کس که شکل نهنگان روزه در چون
 بی وی توجوه فلد و لب توجوه سبیل بر خلد و سبیل نوح جان دم
 منسل بغداد حسن و مصر جالی دو چشم من هم و طبعه اقرین شد
 عدلی با چشم من سباز که خوبی و ضعی بغداد را زد طبعه بود
 مصر را زیل پیرایه روان شده مهر تو چون خرد سرمایه طریقه
 یاد تو چون شراب روزی که نیره را بود از سینه غلات جایی که
 شمع با بود از فرقتنا قراب تویی که دل نبور دندی شفقان سلیم
 سلیم شد اگر جان تراهند سبایم شده است در غم رخساره جو کوکب
 ز خوشی دل زنج من هم جو جدول تقویم با جمله نور حسره که کفار را چه
 شیطانی جسم مسرود با جمله شهاب شاه بسیار گاه تو کیوان کبر
 در وقت تو کنست کرده ان کیم در شبه الدین محمد بن محمود مسعودی سفر از
 فیاض سلطان برگزیده و ساعان پسندیده بود و علما قیامی در مدح پاد
 میو باقی طبیعت سفته بقول محمد عوفی از سخن سخنان خطه خراست

داین چند بیت بهاریه از بهارستان

در آرزوی خدمت درگاه تهریا

بگرفته لاله بکشت جام شراب لعل

بر طرف جو پار بیالید نوح بید

احضا بوقت باد چو یاران که وداع

بگشاده گل زبان ز برای شاهی شاه

ز خنده رای مملکت آرا که صلاح

بیوسته خار چشم کل عفو او شده

خواجہ رشید الدین تاج از تاجران سرمایه کمال و معراجان

شیره مقال بوده بقول محمد عوفی تصدیه که دو میت او ایجا مذکور

میشود در مرع فخر الدین مبارک شاه بن حسین مروی رود گفته و شایسته

حد تطمی کان شفای جان بشد بهجوراح روحش را حسن بن باشد

آفتاب نوری که طریقی حبت یک زمین را هوشن ماه ایمان باشد

خواجہ رشید الدین همدانی از وزرای سعادت نشان برین

بود بعد از صدر الدین خالدر کجلا که بر یاقان بن ارجون بود

که هنگام کشته شدن این ابناء و فوجیه سالها خاطر مرارت ایشان
 هیچ پروای قیل و قال نبود ماه مکرم کربلا در بدست رفته
 عیش مرار و ال نبود چرخ میخواست تا که ضری بیکشتر فوثرت
 مجال بود حاصل الامر هر چه خواست نکرد بطریق که در خیال بود
جیل الدین سمنق العطنی از حکیمان آراسته با نواع کمال

عرفان بوده از جمله ایست در قزوین که از این سرشته سبک

و بجز آنرا سمنق العطنی می نامیده اند و حکیم نیز باین اسم شهرت
 داشته این رباعی را محمد عوفی از او ذکر نموده شهرت تمام دارد

ای زرتوسی آنکه جامع اللذاتی محبوب فلاقی همه او قایم بی
 شک تو خدائنه و لیکن جدا ستار عیوب و قاصی الحجابی
رضی الدین نیشاپوری کبخر کجینه دانش و عقد کوهری اند

سلک منظوم از پیش بوده منشور جامعیت فروع و اصول و انتظار
 قبول در باب عقول رسانیده زکال افاده علوم و فضایل بسیار
 تشکات وادی طلب رسیده عوفی گفته که گاهی نظم اشعار پر خوانند
 و رساله اخلاق رضی با و منسوب است در مدح طنجاج خان بن

و نیشاپوری

صد و یک ساله و اندک مائة و شصت نشان کرده این رخسار شد
 شکر از پسته در آن کرده کین کفتار است صحت باد صبا کرده
 از بزرگش که صبا و ارشش جوان همه کلزار است خواه که لطف
 در کربن خوانی گو جو رنایب ز انیان ل را با خون شدن خود
 سوزی در کوی تیا تو بر پیریز رود آن سر کوی چه عالمی قدم آشکر
 پشتهای ترا هم می داند و بی تو چه دانی که شب سوختگان گذرد
 وصلت از سال خزانیم یکجا افتد باز سر کون باری از راه فاده است
 بی که طعنه زندشکن از شکرش سه روز شد که نمی رسم آگهی خورش
 بیایع و پیش ایزد بیایع می نیم ز قدر و در خسار از عنوان اثرش
 مثال عمه سر مانده ام در کجای کک بیان قبا شک در شرم پیش
 بن بیایه کل کیر در حسین ایام که گشت طام و کاشانه کرده ام
 ما و کس بر فرق باز درین تاج گرفت کلین بر دست باز همین بهام
 بساط هم ز صحرای دور شکت فلک چه خوشتر آمد صحرای یاریم اندام
 بعضی لهای و کرم میزود جاک طرب فرمای درین فصل کل که نیست آ
 بلوغ کرد در هر شاخ خشک صد کلاه بسی نمایش خورشید اهنام غلام

سان بسته بر قمرت یک افروان
 وقتت اگر شود شب هجران تو هم
 شراب خور و دلبر ندیم و من مخمور
 بخل خرق بده بدفع باطم
 در عیش و مصیبتی سباده خارا
 علی الخصوص کتبت سر و کلاه
 از دنیا در شکرت نکلان در
 مد هزار بیج برآمد ز پوست
 چاشنیست هم از عشرت طرب
 که یورج بلال باد که در دور
 که در شراب بصبح آوردش
 شنای آنکه بود دور چاشنی

رضی الدین ختاب
 کوه خوشایطعش از شادابی طرف دریا
 نیکبختی و سدره و طوبی از فردوس چنانش بسته خاری نمودی
 پدرا و بنیرم فروشی بوده ازین نسبت او را ختاب گفته بیجا
 دلتمند و صاحب حال بوده با کمال سعیل و اشراف و ثانی و امثال بنیا
 رسام است در مدح شاه عیانت الدین قضاید کزین در حور تخمین دارد
 ای چو لعل دلبران آتش نامی آبار و می چشم عاشقان کوفشان و
 خاک تیره از تو دارد خمر زوشن حرج
 تلخ سازد آب ادرا تو پی سیموز
 از روی تو دار و باد در ماه دی
 روز روشن از تو کردیم چون شبانی
 حایمه با فذ خاک آتیا تو بی بود و تا
 و ز کرمات تو خردا روی لونیار

چون ز تر افغان بر آید شادمان کرد چمن
 بر روی بر آسمان چون بنمت از آسمان
 کمان بر تن رستم اندر دست گیری بیم
 بجز کوه بخش را مایب تو باشی که جوید
 خستنی اگر چیزی بود گوهر نشان
 ایچم را جز ایسی بیان
 که بروی خاکیان از جود لای می بینی
 شاه دریا که برست دل غیبت که
 زالمسب نسبت و آروسی یافت
 آمدان فری که از خون قصب نشان
 چشمه زوشن ان کرد در کرده اشتبا
 نهامی آسمان از عکس شیر بیان
 بزمین از زخم کمان در غلطه چو
 آسمان بر پای شهید تر تو افتد زمین
 درین آن با قوت تپش کن که صفتیک او

چون کبری زار الاغش بخندد چو پیا
 تا جو آب سفکانت بزمین ریزد
 کرد از شیر همچون دیده اسفندیار
 شام بزم افروز را حقیقتی باشی که با
 حرم کرداری اگر جرحی بود اختر نشان
 ورنه جرحی چون همی اری حس از آبی
 از حیالت آب کردی پیش بست شهریار
 چون کبریا کیره کوهر چون شرف عالی تبار
 میکند بر آنچه چون خاک کاشان افشای
 کارگاه اطللس سر این صریر بر کار
 گلستان خهران از خون نماید لاله زار
 بزمین بزد چو از نور خلی کوهدار
 و در جز باده سبک خیزت بجا نشن سلا
 کای جهاندار جوانی لبت زیر آن گوار
 در میان خنده اش که لعل با برود در کنار

شهر بار ختم شد بر تو چار من سحر

و جهان این جیت افضل من و افی الخ

ترکت زفته را در عرصه میدان خاک

وز می باور نه ز تو سپهرم خیم این پند

بان شه بست اهل چهار اباد

از سر خصم تو بادا کوی جوگان جو بیاد

و این قصیده در مدح سیف الدین باخرزی فرموده

ز شراب وصل در کش قدم

چو طبل کلات آید

کشتان خاص نشان در دست

بجوار شیر مردان شرفیت جاودا

که نیر زد این تنجا جواب سن زان

چون داشت که گفت بختی هم

که غلام سزگان را ز سر خدا

رقم هوا نشوی ز صیحه آما

بناست که چشم ساعده با له اغا

دل و جان بکوه مانده همه سختی و کرا

تو چگونه کوه آهن بر سر باور

و صحت ای دل کنوری کن از توانی

اگر آتش است قدره بگریز و برایش

پی بسا کان این چو تو کم نشوی بی

ز سکی به باش کمتر که بگر انگاش

چو سی بطور است از نی مکوی و بگذر

جو عصا بدست گیری با برید پایدار

تو ای نفس خوشی نشوی همه پرگز

چو حساب گیری از خود که با تیر گاه

تبعی عمر بنشین همه شب جو بکلن

دل و عقل و جان نسکن کن از زری

جو بسورتی شود گم شده سی

بجھت ابدی نور حیدر شاہ
 ہر قدر سکرام سر کشور معانی
 کہ تین نام اور اوصفت جہان نشانی
 ہر خرقہ کمالش بطراز مکاری
 سوی ہنسا کردہ ہر دی تبارہ کاری
 ہر نہ نشیب حجت بفر از شادمانی
 خوش چہوان بد و مان اجمانی

شیخ رضی الدین علی لالائی غزنوی
 اولیٰ سعید بن عبد الجلیل ہت متبری سق سلوک در شیخ احمد سیو
 شدہ ابو یکصد و پست و چہل شیخ کامل بخر قور سید کونید با شمار
 شیخ نجم الدین کبری بیاحت ہند افتاد با بارتن جوگی کہ اہل ہند
 اور از اولیای بزرگ و جامعہ ثنائہ امانت حضرت رسالت
 صلی اللہ علیہ وآلہ ہر سائید و دوقاموس آسہ کہ رتن بن کر بان
 بین رتن تبریزی کبیر ہا، موحده و سکون مٹناہ تختانی و کسر را مہملہ
 کہ سکون نون و وال مہملہ است و بعضی گفتہ اند کہ او صحابی نیست بلکہ

بگردد نسبت جرم بعد از ششصد سال در زند ظاهراً در حویلی
 رسالت صلی الله علیه و آله وسلم بود در دست ویش دانشمند و روز
 احادیثی که ما از اصحاب او شنیدیم و در بعضی صاحب میزان الرجال کتابی
 در باب تکذیب آن در حال عهد زرتشت داده و آنرا کسوف بنام آن
 نامیده و شیخ رضی الدین بایوسف مدانی یگانگی تمام داشته در ششصد سال
 سه در اقیانوس عالم بالا حیرت برده که کند لاکه آنجا مشهور است مقداره
 و در غزنین هم گفته نسبت که مردم نسبت با او میدهند عشق آری
 بسی خون جگر دهدت میخورد چو صدف که هم گدازد هدت هر چه
 که با عشق با رسیست عظیم چون شمشاد بکش بار که بر دهدت می
 خوردن من نه از برای طربست یا بهر فساد و ترک دین و ادبست
 خوانم که خورم می و بر آرم نفسی می خوردن دست بود علم زین سببست
بسمی الدین بابا قزوینی از شیخان روزگار بود و عالی از کوشته های
 بوده در عهد اتقا خان بن هلاکوفان که در ششصد و شصت و سیوم
 بیادشاهی ششصد و شصت حکومت دیار بکرا و نسبت داشت او را غلب
 بخوفه جلال الدین حسین را نصب کردند این رباعی فرمود و او در آن

خود پلاک حص در آئینه شایسته کثرت از چوبینے

وادی بخشی نه مردی نه زنیه زمین کار جو اقباب روشن کستم

پیش تو جو دفنی جوشیزه ای در عقیق کرده نمان لولوی عدن

یری مشکاب سخته بر برگ نشین داند عاقلان چه سپید امیر و د

کنز لطف عین تو بر باد دهن شیخ رضا کی کیلانی صاحب

مات ذکر نموده که این رباعی مشهور از دسترسیده چشمت مر

ده بال از قره بازه وارد نظریه کباب اهل نیاز چون قبا

دیدہ سر کرداظم میگردد و روسوی تو می آرد بازه **رسمی زنی** در زمان

قلج طنج خان ابراهیم بن حسین از خدا و ندان دولت و جلالت بوه

یکی اناستادان سخنت و مع طنج بسیار نوده محمد عوفی گفته بین

آوردیده ام و او رفیع الدین محمد بن حسین نسوی سکاکی است و این **بیت**

زمنوی او است که صفت قلم و شمشیر نموده ای دلت کو هر دم

کان کو دیده است بحر پی پایان ای گفت کاه جو دبحر هنر بحر

هرگز که دید کان کھسر ای ز صفر افاده در سودا در گنای عاقلان

نام بجنون در کشد مکر سودا که نپید اندر کجاست سر تا بایات

در همه دستها شربت است
 هر چه خواهی مکن که دست شربت است
 فرق نهند عایله هموار
 جز یک حرف از تو و فکر م
 جدا گوهری که همواره
 آسمان پیت پرز سیاره
 باشد شش سال و ماه و سل و نه
 خانه دشمنان گرفتار
 هست هند و شاد اونی رنگ
 همه چیزی گرفتار الا رنگ
 کز رنده است وقت را نند
 عقل وجه مناسبت داند
 پاژه کردند تحقیقش
 آلت بقیع اوست بضمیفش
 تازی و پارسیش بی کم و کاست
 کرکیری هزار باشد دست
 رفیع الدین ابسری از بزرگواری و نامواری بهره تمام دست
 و با فضلی کرانایه بوده اشیرالدین او مانوی و کمال اسمعیل در یک عصر
 خمن خلیل فصاحت همان بوده اند با بیج و خم زلف و وس ظفر
 می بستند تو کراتاب و تو است
 ویرانی دل میطلبد روح تو است
 ماست مرادش همگی کج رو است
 از بیح من فزون نشود کبریا
 خود را کنم بزرگ جو گویم شایو
 امروز جان را رو با لی فرو
 رخسار زمانه را جالی افرو
 کاشن سوری نیالی فرو

دانه در سینه شیخ هلاک فرستاده
 این همه می رطل کران دوری که
 بوی به در شرف نمکن زر بخوری کن
 عبادش بوی به رحمت بسیار هم زمان
 ستم بر نداد می بکاه و بیکاه
 بر آرز جانی چو کلاه
 ایام بکام طبع دین پرور است
 انگس که جو در حلقه کبوش است
 دایا ای جنب بود یا است
 زان نگیرد هیچ از و بر دست
 رحمی خالصین بود و نبوست
 پر شور گشت کاسه آفاق هر جا
 دلخیز به مردم کباب ترش عشقت صد حکم وضع الدین کرمانی
 از بزرگان دریافته همان از نفس بر تافته است از جمله جا هر جا که از
 کان عقابین یافته را بعیت با جرح شیشه بانگ خبک کن فور

ای دل جفا از مستی و خموری کن
 از باره شفا خیزد و ارستی رنج
 پاشپور دناک از ان شد که آمان
 من بنده اگر نبود می بر سره
 در بندد ارشپس از نیم چو قبا
 از بوی سبایه حق بر تبت
 سپند که نمج حلقه بر دور باشد
 او بست آن حاجی که تن گم کرد

هر کسی گویند مست و دیوانه
 که امین خوانش رسد استیکه او
 شیرین لب تراست انگیزه ز کز
 از ذوق و شوق آن نمکین لب
 در خیز به مردم کباب ترش عشقت صد حکم وضع الدین کرمانی
 از بزرگان دریافته همان از نفس بر تافته است از جمله جا هر جا که از
 کان عقابین یافته را بعیت با جرح شیشه بانگ خبک کن فور

زخم زمانه ناله چون چنگد مکن در خاک زود در آب و دریا بود خلیج از
 بود لکن مکن ز سنبلی که عذارت بر از غوان افکند بجز از
 درین جان ناتوان افکند بگو که تیر حجب بزرگ راست خواهی کرد
 که ابرو و تیو نمی باز در کمان افکند رفیع الدین سیاف بسیف طبیعت
 گوهر نگار از قلب اندیشه دمار بر آوردی بعضی او را ز فم و لسان
 دانسته اند این غزل سخته کلی از کلین بی
 کلنج در آمد از در مست سخته از کل شکفته بخت چهره بی
 خنده همچو گل نشدان چشم بی با ده همچو زکرمست گرج شست همچو
 سراز پای ایستاده بی باغ دل نشست گفتم ای دل جگوش
 دل گفت از طربش هر چه کوی هست ای نگاری که جوشن و پنج نگار
 تمام روز کار نگار در تو از نیکی جبه شایه گفتم میروی و ز تو
 صفی بار و رفیع الدین عبدالعزیز بی یکی از عزیزان عم خود بود
 پیش ازین حال او دانسته نشد طبع امروز خواستگاری است
 بی سپا و ر که روزگاری است در کنار سعادت است انگس
 روز در کناری است اکنون که میان سیره شد ز کار بی

با تشکر بختیاری زینار کجای می کار ریے تشاب کر چه
 کل به بستر داریے آن روح مجسم آن بت موشش کو آن سلاح مروق
 آید چون تشش کو با این دل روز کار ناخوشش که مر است ایک شیشه
 غنیاب و صر بپی خوشش که اشب من ومی داد بهم بستایم نار فور
 زخمه جان زیم بستایم بر جام می و ناله خپک و دم نایب یکدم
 خود ز چنگم شتمیم **رفیع الدین** و **لسبانی** از لبان صفای
 لبان بهیست که درین روز کار داخل شهر آباد صفایان شده و رفیع
 با آنکه از نو در آمد آن شهر معانی بوده بکمال فضل و خوش بیالی از
 داشته بزبان عرب جواهری عجب سفته آورده اند که همیشه
 جمال بلوین عبدالرزاق است سبب شهادتش را جنین کتختند
 کیشی در ایام جوانی از شراب معالی سرمست بوده و پتجر محمود
 جرس بدینال محل یکی از پرده گیان پادشاه افاده یکی از یک
 سیکر آن تو جوارانتان تیر ناگهان ملوده بهر نقش پائین یاد
 از دوده دیوانش نزدیک بدو نهر اربیت است مداح سعود ساغند
 بوده پارّه انان اشعار او که حکایتهای جنیال دوست از نوک قلم در

زدی بیخار تو و لما خطا بیان مژده
 در بر قصه در آن گشت ساعی چشم
 دلم لکین و آن تو شک که از تنگی
 بفرود تو بگویم خبر گشته عهد
 نظر روی که آرام که هر کی ای که رو
 بد آنکه بستم بوسه چلت کوی
 صبا فضا حمت مرغان جو بود رسون
 هنوز طغالی و کامت بشیر او دست
 دماغ ز کس محمود ز شک گشت آری
 کوه اطم که بر آرام فقه ببار
 جز من صبا پس که اندر دست
 گاه آنست که بر رسم سلاطین از
 طشت و آری بود از پرده کیش کس
 چشم ز کس طین کشته سفید کس نیست
 کل چو لاله بود در غم کوتاهی

لاله زار سینده می نبور ز کل یاد است
 لبست چو خنده کند هوشش شفقان بود
 جوغم کو بهری از دست رایگان بود
 هم به پیغم جویان روی طرب یکبار
 می نیاید حکم نوبی و فایز یکبار
 حال پیار چه داند کجای پیوسته
 بر در چشمم راه مرثه مسما رب
 این مقاله است که دارد هوش خطاری
 نهان کنم سر ازین عشق صورت حال
 در رشک قد تو سر و سوسه شود جوان
 سخن شیم تو محمود زیم یا سر است
 کان بجز امروز که نمی دی شکست
 از بلبل منت ناله بر خاک است
 بایل بدعای سحرش خواسته است
 جلیب تیغ قضا که سر هر کردین
 رخت چو باد کند کل سپهر جان بود
 ز وصل خویش عوض ده که غنیمت بود
 که تو اتم که بر آرم غمش می با پیوست
 در جفا اهل دو عالم همه یکبار شده
 شاد در دم ز صبا پر که بر منست
 که بجز پیش خست و دیده گشت ایم با پیوست
 ز خطت شیفته شد هر کس که چشم با پیوست
 نهاد بر طبق وید اشک صورت حال
 اگر بیان صراحی قامتت بیند
 من بر سر اتم که عشقت بیوست
 سر رشته نهد من چنان فتنه ز پیوست
 تا روی کل اندر زمین از است
 کل که جبه جگر کوشته است و لیک
 ای باده ترا دوست خود در دوزخ است
 تا تو نبی فکند تو من با پیوست

چون خواست کار بشر ساز کند
 پرورده خویش با سیاهی بنو
 شیخی از شفیق عارلس بزرگند **لیضع الدین موزی** از شترای آل
 شیخ جوقست و یا محمودهای و فتوحی و شهاب طلحی هم عصر بوده با حکیم
 موزنی در شیوه مدحت سرای و بزرگ سخن و بی کسی هم طرح و هم
 ششست بعد از رحلت سلطان سبزار مالم کز ران در گذشته
 واقعه سلطان بدست ترکان غزنی اسیر شد و ازان قطعه که درین
 باب گفته معلوم میشود که از جام و با خرم است **دی م** گفت ترکی
 در بلخ من ترا دیده ام به از طوطی گفتش ز جام و با خرم
 مردکی شاعر و یک لوطی مانده در بلخ مرا اسیر غزان
 ماکی ساز سخت مخروطی وای اگر من لغات ده
 تسبیح کبیر در کس زان طویطی در عشق اگر از منم از سر
 ز رسم که سوی وصل پدید بینی شیطیت که خون درم عشق ای
 زبان پیش که با پی در پی سر منی باز آدم ای جان جانم
 که او رده تیردیکه در دست خویش مر از لب حاجت و نیاز اندر پیش

وین در که کم باد هم نجات بیش
 دوام کل رضایت تو پر باد

وین لشده بر حشر هم سازنا
 جیدن بر لیتی ناز که تا پیش نظر

از عشق من حسن تو انارنا
 رکن الدین قبالی شاکر دایره الدین

ادمانی است و استاد بر بهانی حامی مایه ریجا جرمی در صفای

در افتاد و بیکد کر با جو ملیح نموده اند و این بیت ارا جمله است که مجرب

استاد بذر را ذکر نموده چه شد سال آخر ای مخدوم که من بر بیدار

مظلوم بعد از سال خون درین دولت کشته از بهر مراد اول حکم

کار من بنده خدمتت و دعا
 و اندرین هر دو بوده ام مظلوم

نه تو مفلس شندی نه من مستم
 نه تو خادم شندی نه من مخدوم

تو همان مالکی و من مملوک
 تو همان حاکمی و من محکوم

هست این بیت تطمین است
 رحمت اند سنای مرحوم

ببرق برتنت چه خواهی کن
 خواه احسان شمار خواه رسوم

رکن الدین دعوی دار قاضی محکم شریب و والی ملک فصاحت بود

با کمال بهیج و ایشرا دمانی یکانگی تمام داشته مدح هم نموده اند و او بیدار

سید جلال صدر معظم امیر کبیر الدین مرتضای بن شرف الدین مرتضای

مراد الدین

خود در رفیقان نضال نیز تصنیفات و رسائل از زمانه در عهد

استیلای سپاه مغول بر خراسان و اصل طبقه شهبان گشت و این

چشمیت از تبرک انفاس اوست روزی که دست یابی

دلیل روزگار در عاقبت نگویند و کوتاه دار است دستم

در ازین ایشقد میدان کایزد در اجاست مظلوم در نسبت

شبیست رخ خوب پروانه کداز

در راه تو را نفی نیست گریه

ای چرخ مر از عشق پزار پیچ

در وقت آن خوب بد اندیش ما

ای صبر اگر نه مرده یار پیچ

رکن الدین محمد کلستانه از طبقه رفیقه سیادت حبیب القدر

ذکر احوالش که در جبه زمان بوده تبصره شیع در بیاید همین

ختم نمود یاد باد آنکه هر شبی بر روز در بر یار همسر بان بودیم

نشاط در همه وقت خوشتر از هر که در جهان بودیم استاد ابوالحسن

ترو دکی حکیم دانا و شاعری توانا بود ذهنی صاف و سپان دانی

خاسته بر هشت سالگی ختم کلام محمد نمود و پایه پایه ترقی بر دریا

اسعد اذخر و ندیم محلس نصر بن احمد بن اسماعیل سامانی رسیده بود
 شهادت پدرش احمد در هجرت سالکی شخته نماز بود و بیاری احمد
 بن لیث پادشاه خراسان شد و کمال عدل و سخاوت معروف
 بود در ایام پادشاهی با وجود جوانی و حصول اسباب کار انی علم زهد
 و تقوی بر افراشته طریقه طاعت با حق و انصاف با خلق رعایت
 در دارالعباده که بر در قصر خوشی ساخته بود سال سصد و سی و یکت سال
 مرض سل درگذشت عمر عزیزش سی و هشت و زمان سلطنتش سیال
 بود حکیم بود کی در عهد دولت او زرتشتی تمام هجرت مرثیه بزرگ پیدا
 کرد چنانکه گویند چهار صد شتر اسباب تجلیش برداشتی بس از
 نویست علامت ترک از و باز ماند که داخل متروکات او بود بزرگوار
 ندیم سخنوری با ستادش اعتراف آورده مدح او ننوده اند پیش از
 حکیم بود کی اگر چه از استادان سخن جمعی بوده اند مثل حکیم حطاب و حکیم
 محمود و راقی و غیره که شغری آل لیث بوده اند ولیکن چون حکیم را در
 احسان از مقصیده و غزل و مثنوی و رباعی قدرتی بسم رسید
 دیگران از رسیدن بدسگاه بیان او عاجز آمده اند به شهادت

استعداد اخروی ندیم محبس نصر بن احمد بن اسماعیل سامانی رسیده است

شهادت پدرش احمد در هجرت سالکی شصت و چهار بود و بیاری احمد

بن لیس پادشاه خراسان شد و کمال عدل و سخاوت معروف

بود در ایام پادشاهی با وجود جوانی و حصول اسباب کافی علم زهد

و تقوی بر افراشته طایفه طاعت با حق و انصاف با خلق رعایت

در دارالعباده که بر در قصر هشتاد و پنج سال سصد و سی و یک سال

مرض سل در گذشت عمر عزیزش سی و هشت و زمان سلطنتش سی

بود حکیم رودکی در عهد دولت او زینتی تمام فیه مرتبه بزرگ پیدا

کرد چنانکه گویند چهار صد شتر اسباب مجلس برداشتی بس از رطلت

و نسبت علام ترک از و ما زمان که داخل مزرکات او بود بزرگوار

ندیم سخنوری با ستادش اعتراف آورده مدح او نموده اند پیش از

حکیم رودکی اگر چه از استادان سخن جمعی بوده اند مثل حکیم حطاب ^{عنسی} و

و محمود و راقی و غیره که شغری آل لیس بوده اند و لیکن چون حکیم را در

احسان از مقصیده و غزل و مثنوی و رباعی قدرتی بسم رسید

دیگر آن از رسیدن بدستگاه بیان او عاظم آمده اند به شهادت

عام پیر غنچه کو نور غزل رود کی وار نیکی بود غزلهای من بود کی و از نیست
 حکیم آری شدی ستم فدی در بیان عدد اشوار او گفته که شتر او را شتر
 تیر خوره صد هزار هم فرون آید اگر جوانک باید بشتری و مشنوی کلیه
 بود من را او منتظم آورد و شهرت تمام دارد که رود کی تا پنیای مادر
 زاد بود از این قضیده که صفت جوانی و خوبی حال خویش در و نمود خلا
 این داستان همیشه میشود و خید بیت آن قضیده که بیت شتادت اینجای بس
 رقم جلوه کر شد هر البسود و فرورخت هر چه دندان بود نبود دندان
 لابد چراغ تابان بود همی چه دانی ای آفتاب غالیه موی که حال خادم تو
 پیش ازین بچه سان بود دور لغت جوکان بازش همی نمود برو و نوبی
 آنرا آنکه که زلفت جوکان بود با کار که حیران بری بود در چشم
 بروی او درو چشمش همیشه حیران بود همیشه چشم زلفکان با
 همیشه گوشم ز می مردم بخندان بود تو رود کی با ای بت می پیسن
 بدان زمانه ندیدی چرا چنان بود کنون ز ما در کشت و من که کشتم
 غصا رپار که وقت عصا و اینا بود همی خردی و شپله داده در هم
 بشهر هر چه یکی ترک نارستان بود با کتیز که نیکی که میل داشت بدو

شب زیارت در پیش او نگهبان بود کرا بزرگی و نعمت از برای او بود

مرا بزرگی و نعمت ز آل سامانی بود بداد چهره اسبان بل هزار درم

فدین خسروئی یکجدمر ماکان بود آورده اند که رودک دهمی بزرگتر بود

تو که حکیم آنرا جاناست و ازین نسبت کلتص رودکی نمود گفته اند که بریط

رود در احوب تو ختی و بان سبب رود در رودکی نامید و او پیشو ه ما

از ابو العینک نختیا لیم فر گرفت و درین قطعه صفت شراب و طبع

این صفت نموده که رودکی رود بر گرفت و خواست تو حی انداز

کو سر و داندخت آن عقیقی می که هر که بدید از عقیقی که خست

نی ساخت هر دو یک گوهرند لیکن بطبع این نفیسه د آن در اندخت

و دست بگیر کرد جاشیده تبارک اندر ساخت صاحب

زبده می آرد که چون امیر بصره را مملکت خراسان مسلم شد نسیم با او شال

هرات و اعتدال هوای اولایم طبع امیر افتاد هوای رفتن بخارا

کی پای بخت او بود از خاطرش برآه از کان در لیش و نیت رودکی

سند امیر لار و جنس الش بر غریت بخارا کتیس نماید حکیم این اپا

بقانون نظم در آورده بود رود بنواخت و شوق بر رفتن بخارا

چرخ بر طبع امیر غالب شد که موزه بیوشیده سوار شد و رفت
 بخدا نمود و آن انبیا است
 یلویار محکم بان آید همه
 تیر سوت شادمان آید همه
 خنک و ملتا میان آید همه
 ماه صوی آسمان آید همه
 در هر یک جانم آرزو ماند که
 کان هم شب وصل در کلو ماند که
 داند که تو باد شمشیر بر آید
 از بند شمشیر تو یاسد ریا
 مستری خوار ز دیدار تو و ماه خجل
 هر تو از دل چون رخ بود کس
 گرفته زار کف را تو در بانیه طل
 شاد و بشین و جان را بجاندا برل
 ن پیونید تبادی و غم از دل کسل

۲۲۱

بوی جوی مولیان آید همه
 ای بخارا شاد باش و شاد و خوش
 آب آمو باد در شستهای او
 میر ما هست و بخارا آسمان
 چون کار و نام زلف او مانده
 امید کریم بود فوسوس فوسوس
 انگس که ترا دیده و ترا دیده
 و آنان که گرفتار شدند از
 ای بنجام سحاکرف و در
 کین تو در جان چون مرگ بود زور
 شوان کردن در بادیه کشتی زار
 کار با تو جهاندار همی در دست
 دل و جانشو خد اراقبل تبادی
 روانه دیده افلاکیان شود

دوان تیرت اگر قبضه کارها بسند

زبان بر او زد و زخم را دمان

رستم دستان تو می اندر برد

نه که رستم نیست در جنگ تو

مگر جودش بر پست و من گشت بنا

مگر که جان خیر نه کارست خورد

کالبد نیره با حور سپهر

صد سال مست باشد از لوی او

غرنده شکر در و شیشه از

دیگان سینه هر مسانه و باد

ن و آن ماه روی حور ترا

شور بخت آنکه وی بخورد و نداد

با ده شش آرمه هر جا با باد

زمانه را چونکو نبلری همه پیدا

ب کس که بر روز تو آرزو است

بجا ک خفته تیغ نوازه دوت

جانم طای تو می اندر سینه

نه که جانم نیست با جود تو را

هر جا جود او مانده دارد و بی

هر جا جوی نه همانا که هر

جان کوی می به پوز ساز و د

ندان می که اگر ترشکی از لوی کعبه

آهو بر پشت که کوز و جرم از

شاد و زری با سیاه چشمان

من و آن حیدر روی عالی به بوی

نیک بخت آنکس که داد و بخورد

با دو ابرست اینچنان فوس

زمانه بندی آراوده وارد جوا

بروز نیک کسان گفتت غم خور

روی بجز آب نه تادین هر

آن چنان برستان طراز
 ز پند پیردانه پذیرد دست از
 تسکینه سبیل رفت و مشک سارا
 هزار طرح نهادت شک خارا
 اگر ز پیشه به بیند می و داری
 ز خاک تنم ز دست خای کپاره
 درستی و نیستی سپید
 دانی که همه جهان کریند
 آفت دست اندر زید با چون
 خواهی آن اهرم می تاروی مینم خراب
 دل نهادن کجی نه رو است
 که چه آنگونه است خرابی پویا
 که کپور اندرون شدن پنکاست
 که با شیره بر و باید باز
 این برین را اگر چه هست دراز

اندر تار و نوسه چاشنی
 ندی بزود و به جمال نوزب و آرا
 قسم بر آن ل آهر خرم که از سخی
 شعاع باد و نیکین سا و قبان جویا
 نظر مکنونه بزر و مکه بر و دیدن
 نال گویش که اهل عالم
 چون تو طمع از جهان بدی
 هر و مایه که در در سر کلوش است
 صبر از آن خواهی می عشق او
 بسرای سپنج هم
 زیر خاک اندر دنت با خنجر
 باک آن بودنت چه سود کند
 زندگانی چه کونه و چه دراز
 هم بجز بگرده نشسته باید بود
 خواهی اندک در هزار جهان سپنج

خواهی از ری کپرتا پسران ۲ شای پروند زرم از دست

رزین نمد او به شیر بیان تا شسته او از آن سخن مانی

تا شسته او از آن کند در آن حکیم ابو بکر بن محمد علی الروجانی و لاوتش

در غنبن و نشو و نمای او در جایا بوده است صدق سخن بوده و رایج

حکمت از ریجان کلاشس مدبیده شاگرد رشید استاد محمد رشید است

و گفته اند سیف الدین منفردی هم آرشاگردان این است بعضی

سیف را موصوفه دانسته اند و حکیم روحانی در صوح بهرام نشا استعا

کرانایه دارد چیست آنرا می گویند منقار ازور میشود چشم و گوش

اهل معنی درج کو بهر میشود آب را ماند بگاه حسن و رفیق ولی تهرمان

بیشتر چون آتش بهر میشود خشک میکند عطار و ادمان از آن

چون زبان او بدم پادشاهی شود ۲ مست نفاش از هوای و بود

گشت عطار از کند زلف تو باد آسمانی بهر آن نجات کنونی شدی کمر

افقار بهر آن ز کار کون تو ثقیل ما را روی جو خرد سیف را عمارت

بجو نیلوس در آب دیده کردن آستان ۲ ای نور شاگوشش تو خندان تهرمان

طریک با قوت بهر کوشی بر بر چون نقش تو در آینه بر روی بخند

نفاش جانانه

تو سیال تو بگرد بصورت ای و هم پر محشوق تو چون سهر خور را

شیمیایی بکل ناکده و سیم و سیر استاد ابر الموید رونق البخاری

ساز رونق طرازان بزم سخن گذاری بوده محمد عوفی آورده که از

کمال شعری نغمای زمان خویش است و در قوت شاعری

یا ابوالفضل و استاد معنوی و جباری و عثمانی و قمرین بوده

آخر درالی مسلمان و اول عصر سلطان محمود غزنوی را در آن

جانبیت تیغ شاه که دید پیشگفت جانم کز بود تن جانم همه خراب

رزان بجای کوه در جرم او پدید جانمای پشمانش جو زده در آفتاب

نپندگی شناسی آفتاب جو با آفتابش کنی مقبض ترن

حیان آرزو کوی که هست عقیق سیم در سپیل به

آن عبد الله روز به النکتی الا وهو دی محمد عوفی گفته که نکستی نر

لطیفش از سیم صد عدد و فرو نشاند روح سلطان محمود بن ابراهیم بسا

نموده این بیت که ز ما هم محمود اوست که ملک عادل سپهر صد

ملوک که بفضل از ملکانش پیشتر و پیشتر است شیخ روز بهان النبیلی

شیخ الشیخ حیدر شیراز نام آورده که سید جلینا و حسن شطاح قادر

ابو محمد روزبهان بن ابی نصیر البغلی معتدای ارباب طریقت و بدایت
 حقیقت بود در فنون علوم نظیر نداشت و تصانیف او اجماع مشهور است
 و تیب سی پاره باشد از اجماع تفسیر عرین و شرح شطریات و کتاب
 فی کشف الاسرار است ما دیگر سالهای فارسی و عربی که بر مفاخر روزگار از
 مسطور است و با شیخ شهاب الدین سهروردی در اسکندریه اوقات صرف
 صرف نمود و از شیخ کرام شیخ علی لالائی غسبر نوی و شیخ بهاء الدین سعد
 یزدی و شیخ مبارک و شیخ ابوالقاسم جاوی با او صحبت داشتند و او فرقی
 از شیخ سراج الدین خلیفه دارد و در مکة محبت زنی معینه مبتلا شد
 چون آن نزن از بنیال آگاه گردید شرف تو به دریافت بصحبت شیخ درآمد
 این از چندگاه شیخ صاحب عرفان از قید تعلق او آزاد شد و مقدمات
 صفا و تجربه را دیگر باره بر پهلویک آلا پسته سخت و در سال
 شش هجری وصال معشوق حقیقی روح مفیدش را بتصرف در آورده
 سال بعد نقیض بنیاد اندر رسیده بود و روزی حال شیخ روزبهان
 در زمان سلطنت اتابک سعد بن زنگی و اتابک مظفر الدین ابوبکر بن
 سعد بن زنگی بود ابوبکر بن سعد از اکتای قان لغیب قتل شد

بسیار شستند و پناه و ما شست از سر پر دولت تو که شستم قشنگ

زور زبان هر شیراز است و او را در غزل هر لای اشعار حقیقت میز

دون حیدری ازان اتفاق افتاد یارب جلتم که هیچ کردارم نیست

و زجرم کنه زبان گفتارم نیست

اما چه ترا علم که صیدارم نیست

جبار محمد ترا سر بسوزم

دماغ چرخ بر سودا بسوزم

جو فرما سی بازم یا بسوزم

در دین تو می و گرنه بر دوخته

سر در پیش تو چون سپید بر سوخته

بسیار دوست عزیزان توان ساخت

هر خیر که غیر اوست باید انداخت

دل بکنم ز دوست تا جازم ندانم

کالیج و بصد نه از در مان ندانم

سیان از روی کلکش می بود

جان منزل شست و زنه روز صد بار

عاشق دل جان غیر باید برداخت

غیر است غیر دوست هر چه هست

من دامن تو ز دوست آسان

از دوست بیاد کار دردی دارم

بشی کان یار از دل بیاید

و حال بود بی حرکت شبی روشن

تو کوی عالم آزاد مرستی بود روحی شازستانی از شهر مارلین
بوده دوران جام فصاحتش در زمان دولت طغیان خان بود
این پادشاه را لب خیال می بوسیده و بچسب اندیشه سجده می نمود
اثری که با ناله بر عرصه روزگار بقیت این ایالت بشکرا نیرست

سه بود او را آیار باده اد پگاه
مرا جو گفت کلفت ای چهره نند و لقا
بروی من نکرو موی من بد این سر
زنورا خشر مسعود به ورشتم
بسجی همت او ستم کی می بس
تسبی عامی بغض نری مشکین بوی
ایه الطفر طغان که از عدش
پناه دولت از سیاه رکن الدین
ایدر ابرک بنامی که آسمان زمین
چرخ و اسوا آبا که پیش هر دم
زرروی انور دست کرم بیای سخن

زهی طالب آلا الا الله
زدست هر که ترا خورشید است
کروی صبح سپید به شام
که کار وصل قوی گشت عالی با جرتا
که آفتاب می در میان ننداد کلاه
پیش فردیو ان مدح شایسته
بصد هر اسود که با خند بر لب
که مار و موز زمین را از گرفت پنا
برستان قدرت می نند خدگان
زرروی عفو تو خون میگیرد ز شعوم کما
تو آفتاب سخای و شعر من چون کوه

شیخ روحی از جمله شیخ صوفیه بوده این رباعی قطعه از ربیع مسکون عالم
 خیال اوست در راه قناعت اسپنجی از آنجا در هر قدمی نه آرگی
 از آنجا اثر جز نه بر مراد تو خواهد بود کرخی شوی بزرگ ربیخی دارسی
 شیخ روحی ظریف و شیرین بیان و خبش طبع نکته دان بوده در زبانها
 اکنون مردم شهرت داشته و آن لقب او را از گفتن این شعر بر کردن ^{فاده}
 گرفته ای همت تو سپهر و انجم احسان تو مایه تقسم سه خیر میکنیم
 حکم سه یکی و کبابی و کون مردم حکیم **ریحانی** خیالی از ریگان ر
 تازه تر و داشته شمالی حالش را جز نقد ز پد نیست **ریحانی**
 چند که از گستان طبعش بسیر خیزه متبع در روده شده اینیاست باز
 که چشم ای حبه ابرم و ارید بار باز بریانج بهشت **ایضاً**
 پیکری ای ابرو بخند ای برق ای شدر بنال تا مکر و الحیم ^{بند}
 باز کرد نو بهار تا مکر پید کند گلشن درفش کاویان تا مکر ^{پیشود}
 کام تحقیق لال زار لطیف **الدین زکی** کا شغری ^{بند}
 لایب آورده که تولد او کا شغراست ولیکن اصل او از مراغه ^{بند}
 و این شهرت دارد حسب تریف و اندیشه لطیف داشته بیان او ^{کافی}

ابوالفتح کمال دوستی بوده ولوای مدحت سلطان سمرقند

این ایات نجومی که از نجومی طبعش یافت تا گرد ماه

از خط نشان نشیت کوی که در غایب برار خوان نشیت

یا بر کر این چشمه خور سایه او قوت یاز میان شعله آتش و خان

شد مقبرین برین بگوش مگر بر سال حسن توقع فرخ شده صاحب قرآن نشیت

سز و معز و بی دین آنکه ملک دین زود در پناه من و ضامن این نشیت

شاه کیان بنام ملک سخر آنکه او بر رخ بچار بکش ملکات کیان نشیت

آدرون پرده و عوس جهان تمام اکنون که نام شای او بر جهان نشیت

در یک قیاس که در جیشد را بین در صف بار که چو کمر برستان نشیت

چهره شست کفایت که دید زمانه شد زنده باز عالم و نوشته و آن نشیت

بنا ما همین مدح تو آواز زکی بر این زمانه کنشاده غمان نشیت

باویدمان که هم کبواهی عدل تو بر لوح عمر تو رسم جاودان نشیت

رایحه تو هر روز غلامی شمشاد دارد در هر شب که کشته چون صد بار

تا نام کشته کمان خود خود دارد بنام کشته کمان خود خود دارد

بن ابی تراب هم بر ام بن کی بن ابی تراب هم بر ام بن کی

شرف الدین عبدالعزیز کی

پیر فضایل و کرامات همچو قطب فلکی ثبات تمام داشت چنانچه چنانچه
 ناصر الدین میپسادی که از جمله شاکردان اوست ثقل بنموده که نیکو
 از فوت خود گفت که فتوای اندام مصر خواهند آورد در وقتی که مرغان
 و زبان و وقت قلم حاضر داشته باشند که من باذن حق توانی حیات
 پیدا خواهم کرد و جواب خوانم نوشت و این صورت بر شالی که فرموده
 بود نوشت آمد و او زنده شده جواب آن بنوشت و بار دوم
 جان بخواند حیات تسلیم نمود و از نجیب او را ذوالموتین خوانده اند
 و ابوالنحاس ظهیر الدین عبدالرحمن بن غسینی و قطب الدین علامه از
 شاکردان اوست و در زمان مظفر الدین اتابک سعید بن زکی بود
 ششصد و هفتاد و نه بدرجات علیین بهشت در پیوست
 این واقعه در زمان سلطنت اتابک ابش فاطون بنبت سعید بن
 بن سعید بن زکی بوقوع آمد که بعد از سلجوق شاکرد بن سلجوق بن ابوبکر
 حکم بلاکو خان پادشاه فارس شد و او را مغرور محمد بن تلامذین
 نجیب است و در سال ششصد و هشتاد و نه در زمان دولت اتابکان
 کاشانی از سلجوقیان گفتندی با و حیرتی شد و ایام رباعی از ترک

انقاس عبد اللہ زکی است **رباعی** در عالم پیوفا د ویدلم کسی
 بیچاره ترا خویش ندیدیم کسی زہر بڑ روز کار خوردیم کسی
 از دست دل خیزنہ اروت کسی و بعضی را کمان آنتست کہ این غول
 مولوی قومی از اشعار ستوده شعارست و ہموارہ دیوان مولوی
 نوشتہ اند بروز مرک کہ تا بوت من روان باشد کمان مبر کہ مراد
 درین جہان باشد مرا یکوز گنار و کو دیرنغ دیرنغ کہ ہر پرہ ابرا
 عاشقان باشد فوشدن چو بہ پی بر آمدن نگر غیب س فرار
 چہ از بیان باشد کہ ام دانہ فرورفت دزر سین کہ رست جہان
سہارن کمان باشد شیخ زکی از خلفای کنبار شیخ نجم الدین کہ
 دید روزی در وقت سماع بر کردن محمد الدین بغداد کی کہی غلبہ
 بحال بود سوار شد و روی او را کہ زید خاں کجہ اثر او باقی ماندہ بود و
 محمد الدین بدین نوارش او تارش نمودی و این دو بیت از
 زکی منسوبست و سہی زادہ کان صوفی و تخریر
 اورہ بیتہ پست من شکستہ جو فالش نشستہ بر آنتش لیلیا
 نقش خشک و رخ ز خون جگر غرق بحر فکر جو قطرہ در دل دریا

رسیدگی و نقطه برنج و فخر زین الدین صاعد جنوشتانی و کلید دار سلطان
 محمد خوارشاه بود بقول محمد عوفی چون مملکت ما و راه النهر یثیع پر
 سلطان مسیح کردید زین الدین جنوشتانی بسبب سنگی ای بیماری از ای
 تخت بازگشتن با آسکاه خویش رفت و در نیمه راه بسیر حیا جنوشتانی
 شافت این دور با عی ازان جنوشتانی خاموشست این عشق
 که اشک خنجر رخ زرد کند کرم بگرفت تا دم رسد کند زین پیش
 ز درد خود شکایت نکند ز رسم که ز در دین دلت درد کند آه
 که مقیم ستان تو زیند کی مرده شوند چون بجان تو زیند از ایچات
 ایچان نوان ریت که آنش عشق دوستان تو زیند **زینی**
 تسلیم زینت مجاس علماء و شعرا بود و صاحب بهیچی آورده که چون
 سلطان محمود بر تخت سلطنت نشست شعرا و قضا بد غرا
 حکیم عنصری پنجاه هزار دینار صلحیت و زینتی پنجاه هزار درم و
 شعرا مثل فرخی و عسکری پست هزار درم و زینتی را بد
 مجلس سلطان ابراهیم بن مسعود رسید این بیت اوراست که
 گوشش و کردن نوع و زبان رقم کردید سلام خداوند این قبای سیاه

مطر باز آن جوان و با دوه جوانه تا بدان لعل می فرسودنم کامه از آن

علم از ساقیان بر پیدی کنم یازمخوفتای زلف سیاه

بدل تیره و پستهها کیریم از گل پسنیل شکفته یکا

بدل بوشس برزه پوشتم بر دل دوستان حقا و کاف

عم کریر زرشیشس ما جو ملک مان قیصر ز زرم شاهنشاه

حسن و حسن روان ملک محمود ملت و ملک را آیشم پناه

ایا شهر باری که کرد سبیت در همی چشم دین را اند تو تیا سنی

بود داد تو مر جبارا همیشه چون نام آرزوه را موم یامی

چون عدو کرد فتنه نشانی تیغ هدی زنگ بدعت نیامی

بگر شرط داریب که در هر سوار شنی را بیدنی و شمر کشته

زین الدین السجری استیانی امام اهل ملت بوده و مقتدای ارباب

معرفت در طریقت از کوه صنایع لبریز است و مولدش بجان محمد صوفی

تلمت به است که حک نام را برسد و چون زمان حیات

زایسته نشد از تکاب آن نمود و نام دی که درین بر صیبره ذکر کرده

ما ناصر الدین سبککین است یا ناصر الدین طاهر منیره نظام الملک و

غیر اینها باشد بهر حال چند بیت از قضیده که در هر مصرع او روی و چشمی

نیازم ننوده بر روی صفحه نگاشته شد پیکر است روی فلک کما

چشم بکت روی بین گشاده برو صد هزار چشم من روی بر زمین چشم

بلاسمان پیچاده رنگ رویم با قوت بارشیم مارا بروی آن شده

امید و ارشیم که روی اوست فتنه این روز کار چشم بت روی من

کوچره ز نزد چشم اوست بر روی نقش شکده فتنه چشم که چشم

مشغول است در روی آفتاب نیکر و قرار چشم بر

زور آفتاب زد یک چشم انسان شپت نام مردم آبروی نه از روی چشم

چشم ز روی غم چو شفق داشت تمام بی روی جو صبح غم چشم

چشم گشته کرده بار شد ای آفتاب روی محتاج گشت رویم از آن پرچام

ای رخ تو قلب آفتاب شکسته و طره تو قدر مشکنا شکسته

رویتو مهور کرده بار که جان غم چو سرب و نشتر بزرگ جان

صغیرت عالم طلسم عیده عشق و اندر طلبش مدار چند بیت دیگر

دینا چو کاست ای پسر ز لب جوک
چا چشم زنگ پنی ونه نویسیم

روالین **سازان** اگر چه شعری تکفیه و لیکن روزی دو بیت **خطله**

باد غیبی بکوش اور سید و مناسبت موزونیت طبیعی قیاسی

جای برده که مضمون او در لوح خاطر خود نقش بست و رطلب متهری گوید

میثوه پیری که رانی بود یکذاشت و قطع طریق را طایفه خویش نمود

بآنکه بعضی از ولایات را بحرف آورد و اولادش پا در تان مان بماند

عجم کشد که ایشا ز آل تمامان خوانند و آن دو بیت **نیتند**

متهری خود بکام شیر در است دو حذر کن ز شیر کام کج

بلبر بکس سوز و نمت و کام یا چو مردانست حرک و یار کوا

استاد سپهری ستاره بزرگه از سپهر بغلت در خشیده با ابوابوت

بجای ابوالفضل نجاری معارف بوده و زمان رودکی را نیز دریافته اند

احمد میرا آن سبایان است و محمد عوفی این دو بیت را از او آورده

رودر بر ز شمعین و بر کاش بر شکسته حلقه اندر حلقه

چون زینتین بایر بوستان افروز تابان در میان بوستان کهنه

نور انار به در بهیاسنان شهر یار سید الدین علی بن عمر **بغشیری** از

خیزان و پارس خوریت و او مداح خسرو ملک بن خسرو شاه بن بهرامشاه

غزنی نوبت چون خسرو شاه در سینه پانصد و پنجاه و پنج در لاهور در گذشت

نیز و ملک پسر او پادشاه شد و بکمال علم و حیا آراسته بود از بس که

طرب دوست و میثرت پیشه بودی خللی عظیم در ملک او راه آیت جو

سلطان معزالدین محمد سام غزنین را تختگاه خود ساخت لشکر بلاهور

کشید خسرو ملک امان طلبید و معزالدین را او را پسر پسران فرو کرد

و غزنیان را تسلیم شربت قاجانید در سال پانصد و هشتاد و دو

در ملک پادشاهان آل محمود بدولت او نیت و نابود شد

دلی که در غم عشق تو در سب و وفا باشد پسندی از وفا مبرم و کسب

حجابانند سبب نازار تو بفروشی بجایی بوسه کوی تو کی دید که بوسه ایست

انسان بها باشد ز لطف چشم میدارم که گوش مردم از لطفش

چو گوش آسمان از گوش سلطان بر هو باشد ملک خسرو گیشایست

جاگرمست او را چنان منصور تناسی را چنین جاگرمست او را

دین پادشاه آید در آن آتش دلم پر تاب کردی رخسار محراب

روم بود تا که مرا محروم از آن محراب کردی ز خون دشمنان تنه

آب سراب نغمه را سیراب کردی همیشه دولتت بیدار با
که از وی نشسته را در جواب کردی زلف تو بردوش همانا شبی است کس
نظاره سحر آورده ^{عبدالمجید} اشاعری بجا پیشه نغز اندیشه بوده
عفات آورده که ما شیر خسیگتی هم عصر است و اشیرین رباعی را در هجو

گفته قلب تو نور معرفت عوچر است بینی تو بر روی تو چون کوزه

چراست سینه ایس نه از چه سبب چشمم جیب تو بستم بکوه

کوزچه است و او نیز جواب اشیرا بخین گفته ^{کنند} کنش تو ^{بگنند} بگنند

گفت توجو حاجتت چون هست پدید چشمم که ار کور بدی بگیتی

تدری تیز طلب نبایستی دید و بعضی گفته اند که با سعود و سعد سلمان

یکت زمان بوده و این اشعار و هجو او انشا کرد و از مطار پات رشت

سعود شاعری بلمه روزگار رشت اسال رشت بوده و پیرا پار رشت

نوشته که من ترا صد هر از رشت وی نغز گفته مرک ترا صد هر از رشت

مرده جبهه نوا ^{قشار} هم در خزان تو ز شستی و هم در بهار رشت

برم که بنبازه بهیم تر اسوارا، کویم که هم پاوه بدی بوار شرم کویم

که بر دید از کل فارسش حیرت می کنند جو کل از شرمش

ت او همیشه در چشم منست

بزمی سه مار حکمی چون نظر کردم

بیه یکب چون خرم شد ز اعتقادها

بدرت زبان عالم مغرول جمله سپکاژ

بجو خرم که همه بخت انداز بس کل

نه کافر بید که نه زنی نه مرد

بجانه زناک لکیدی بچو فصل بها

پار از ناز مجلس و رکن

پار با ابامی و مجلس چکار

عکس قره چشمیت بزرگ رخسارش

کان برجم که برین ملک ایستد نیست

خبر شدم که نه آبت نه سلیمانیت

بیش و فزاید همه ز پرست نیست

درست نشد که نرگها قام قلستانا

نه بید نه نصرانی نه مسلمانی

ولی سپردی تهنده ترستانند

پارسا غول بیایانی بود

جای بوم شوم و پیرانی بود

سید ابراهیم اعمی

در شرح جمال ابدین تاجی گفته

انکه ما بشیر در رخ هر چار

شوق از سهم تو عالی فلک سفله چار

بدی کالانت خوردند آرقح پیرا

حال او خوب معلوم نیست این آیات بر

عمر و عاقل فرزانه جمال الاسلام

کز خالی فند از تنه تو در چشم فلک

نیکوان است طاعت مسلمان

شرف القضاة حکیم سید ابوالحسن

لذت فضیلتی زمان سحر بود در شرح قاضی القضاة عیبت

اشعار که بار از محیط طبع هدایت آمین برکنار افکنده ای تازه

شعر اینست نو بهار شریح ما رونق از فصایل تو روزگار شرح

و لغزب تو زیب خوس ملک تو قیغ دین سپاه تو زلف عذار

بلند فر دولت مرآه شمی خرد اعلام کرد دوش که ای شمشیر

وصف جهان فضیلت نهر مقتدای طلق مدح نظام ملت و دین افتخار شرح

عبد الملک که رای دل بستن آن کار ساز ملت بر این شرح

قاضی قضای شرق و مغرب کیست در صد هزار کوزه خیار شرح

میان قاضی سدید الدین و حکیم انوری کار بزل و تجو کشید محمود

این قطعه گفت سراج الدین منهاج البحر صاحب طبقات بریت

که با هم سلطان ناصر الدین غلی تصنیف نموده چون سلطان ناصر الدین

محمود بن سلطان شمس الدین المیتش غلی غوری در قصر فروزه دکنی

بر سر سلطنت هندستان نشینت سراج الدین منهاج حصیده در

نشینت است پادشاه فرمود که زاید و مطلعش نیست

آنندیشالی که حاکم بزم و رستم گوشت ناصر دینار بن محمود بن

آنست و سلطان ز البید و شمشیر و خالفت العجائب که عظمی

در بود و عین نامی همیشه کند در قید شهادت افکند در سال ششصد و پنجاه و
 شش صد تک سلاطین خلج که فرمان فرمای دهن بودند باو مشتی شدند
 به عیب عفات العاشقین سراج الدین رالا هوری نوشته و گفته که
 این از سمرقند است و این رباعی نیز بقوی از جرایع میان آن کرا
 راج کمال است دل را بخوبی تو میل افزاده است جان
 بر امید بسته ببتاوه است چشم چرخ ز یاد خاکد رت حواهر بود کرم
 وفا که قراران داده است **سبعین الدین** را چه میدان صبح و لاج نشین
 و زینت پر بوده و نهال سر سبز کالاتش از آن جو پار خورده محمد
 از نور صبح کن جبار معرفت افروخته کتایت عمار عشق
 در و سبک خوبی بسیار می آید در دو چشم خیال عارض او و عوین
 تو بسیار می آید ای عهد تو شکسته تو پیمان ما درت در مهر دلی ز
 عشقتو دافع بلا درت عهد تو در فرودن ^{در} خلیل نمود عهد ترا
 شکسته تو ان گفت یاد است ^{و این را شکسته} در عالمی که حاکم عشقتو حکم است
 چون در غم تو غم بر سپان ما در ^{در عالمی که حاکم عشقتو حکم است}
 لکن علم عشق بیدار صد کوا در ^{بیدولت و صامتو ماندیم زانکه}

در وعده وصال حدیث تو ما درست جمال الدین محمد بن علی **سراج** است

و سلطان فضایل از شعله فاطمش بر تو پذیرگشته ز عم محمد عوفی **سراج**

تقرب ابواللوک **سراج** ابدا که گوهر قدوش کرانمایه شده و بیج **سراج**

خسرو بن خسرو شاه **سراج** بهر شاه نمود که سید الدین علی بن عمر **سراج**

بیز **سراج** او است و جنبیت از بیج هر دو محمد و جرقم یافته شد

چون است روی **سراج** بیخود از حجاب شب بر روی روز **سراج** بطلت

لقاب شب **سراج** غماقاب هواقتاد در عروب ناکه طالع کرد چو پر آب

شب رخسار روز معرکه از کرد غیر کون تعیش بد الصفت **سراج**

شهاب شب **سراج** شهاب عشق صبح فتوح تو میکند در آمدن برای **سراج**

شهاب شب **سراج** دوش کردن در صف بحر معلق مینود غاه **سراج**

خزانده ز ورق مینود از هلال **سراج** خراج و انجم راست چون

نگار و سیا از **سراج** الدین و الملق مینود **سراج** الدین **سراج** فکری **سراج**

سراج **سراج** کشته کجیست شمارش از جواهر صلیب **سراج**

قمری لب ریز است و او **سراج** سلطان مغیث **سراج** الدین **سراج**

ملک شاه بود که برادرزاده و پسر دختر **سراج** سلطان **سراج**

وقت سال عمر داشت چهارده سال پادشاهی کرد و در سال پنجم

تختت پنج در همدان بعالم ارواح جولان نمود و در این سلطان

محمود این بطلح فرمود ای حسن تر از طب آب و می رفترا

فرستاتی سراج الدین بدبیره انیقمیده را و مع آن پادشاه

سزده سیرت با تمام رسانید و چند بیت آن است ای او

کف ابرو چون یک بلک رنگ تاملی درین فریب سپهر بلنگر

باز جمل بر لب نغمه خاکت در آورد کرد در هوای آرزو ببری تو چون گلنگر

ای فلک سنا بر طرب بانک چک و نامی با قامت جو چیک چه خواهی ز نامی

چیک تو جام می بخیک س خک زلف پیش خیک اصل بر چرخ کرده

آن خند چک و خیک اجل ما دکن دمی از خیک زلف کبسل و وزجی در آنک

رخساره رفت ز جبینی جو مر ترا آئینه دست سر کرفته رنگ و رخسار

در برج قوام الدین ابوالقاسم حسن در کزینی تخصیره لازم موی

بوی کینه چند بیت آن رقم خیره رفت و قوام الدین

محمود وزارت با استقلال عراق را داشت بران وزارت سلطان

محمد چون سلطان سحر نصیر الدین را از مذهب رفع وزارت غل

فرمود قوم الدین را نصب نمود و سلطان طغرل بن محمد اورا بکر
 پستی که شرح الدین در مدح او گفته اینهاست تا پدید آید چون
 کلناریار همچو موسی که تمام اندر عشق آن زیبا نگار موراکه گوید سخن بسیار
 هم در هجرت دوست وی کردار در وان بس آن منم در عشق یار مورد
 کشن بود بر دل زبیران کوه غم موی دیدی کشن بود این زخون در آن
 یای شک آلود گفتی سویش کزیناد تا بر آمد موی کردان دو ای ابدار کرم
 از کیوی زدت کمتر هم هستم عزیز همچو آن مور سلیمان صدر کار
 آصف ثانی نظام الملک کز وی شد جو موی پیکر اعدا صنیعیان شدند
 مورد او صاحب عظیم قوام الدین که مورد کشن هست در خون
 خون موی جانان برد بار اما صاحب عفات آورده که هیچ الدین
 مداح پادشاهان مکران بوده و این چند بیت فقیه است که در مدح
 حضرت الدین ابو اسحاق شاه ابوالخطاب فرموده و اورا در حدیث گفته
 میکند آنکه بریب تا به پنی برد و رخ فرود بر لب
 داو هم بار ابوالخطاب خسر و آنکه است حافظ و نام هر کار بی صدای
 در پیش در با می تر پت زان سنبل پر تاب فیض جانهای تقویت است

شکرین عتاب یافت در کستان خوش از لاله سبیل بر رسید چون

بیارسن او از آب چشم آب یافت پای تکین سراجی را بدست روی

قبول بارگاه شاه ابو الخطاب یافت و دیوان او نزدیک به بچهار یافت

در مدح خطرا الدین منشی قصیده گفته و این سه بیت از آنجا است

بھی حسن زلف از طغ آینه وی زلف تو از رشک سوتاپنے

زان کرکست پر خارت در دیده که حس بلند خواہے

روی تہ کلہ بیہ من ریزان ز پی کلت کلاپنے

خطا درو کل رخت حلیت ابر سیمی بر آقا پنے

دار و عم باد رنگ عشقت در برون جان من شہ تیچہ پنے

می نشینند کہ دارم آخر بردر کہ شہ ز فضل آپنے

جہند زمانہ بسیر الدین دریاق آسمان جابنے

محمود شہنشاہ ابن سلطان محمود سبکدین تلامذہ

شہ سراج دین کہ او از نعمت و منہل ماہی

شہ سراج الدین علامی بلخی **ہا** حقیقت آنکہ در زبان کیچہ پنے

شہ سراج کہیت معلوم نیست ولیکن از نظر کلامش مستیوان دہشت کیچہ پنے

و ایش سجیده بود ای باقی موافق ملک نوسم رکاب وی باقی
 منافع او تو همعان بریم قلعه ایل بد کمال تو سهم تو کرده
 از چشم دیدبان ملک را عهد شبانی عدل برار و ز شایطان بریم
 بدر سبب ای زرم را شیر عزی از منیب ابلون تو عیت همیکرد و حد
 جان ز جسم سگالت پچوموم از نکیس اگر نفور شود غر خجبت تو
 بسوز مشرف آتش خاور چین چگونه سز خطا عتبت تو بر کرم
 بد دولت تو بمر تلخ من شده شیرین چرا کتم سگالت تو کوتنه پاک
 ز باغ تو کشته دست من کلچین **سراج اسفراهی** از فضلا و شایسته
 محبت تو زده قطعه را از او آورده که در همچو شس ماری گفته **سراج**
 زین خضاب هموز تا که موس کونه کون نشود ریش بز کاسه زن
 که تا کشته آن سیاهی از و برن نشود **سراج الدین** **یزد که** از
سیرکان شایسته حقیقت و معرفت بوده و صاحب عرفات
 بدت را از او آورده ز به کجا سیم این شکایتی که عتبت
 بروز کلمه را از کتم نیاید راست چه سببیا بمنز برده **سراج**
 شعر کزان بنز همه انون نیتچه ریح و عناست **سجد الله تبارک** که

بیانش از ارفصاحت باطراوت است بوده این بیانت مشنوی یاد در صفت

بصورت رقم در کشیده شمالی و کمالانش چون بوشیده بود

باطن آن نحو کشید هر جای صغیر اهل منر قاصد شیر کام زود

کس چو گوگ پر سخن کشید رو سیا و بنین عزیز زینیر

بست میکند اول الالباب موج اللیل فی انهار خطاب

سر زلفها فخلق جهان شمشید بید اول و سپه بر از آن

نیک ماند که بسله شمت هر چه دهری بر آری از دهنست

تن غرادر درت سود است وین دو علت تر از آب و هوا

بهرین ملک ملک از نوریت می ندلمکت اشقیات صفت

زبان کشته جو تیغ حسم فاش کشت از نور از اهل فهم

سر مردم زبان سر به بر باد چون تر از سر شد زبان بکتاد

خواجده سعد بن سلمان با با بزرگوار و عالی مقام بود مشهور

بشیر خذ دهنست سمند سکه عمان قضا و لا از آن دیار نیست

اندر خط انما هو را آورد نشو و نامی کلین او باش هر چه است و اند

بمکوه سید کفنه در بیان اهل خود فرموده

که آهنگی کردم اصل از هزارانت اما خواجه سعد شعر بسیار گفته که در میان است

نصیب شعر از ذوق تمام داشته هر که ام که بدست اومی افتاد اولاد

رها نیکرده یکی از دشمن طبعان برای او گفته شاعر که بدست سعد است

اشعار انکار که منسی بر بند آن افتاد این را غمی باد و خواجه

دیگر نسبت به اند که نواری ترا و کر مکه است از کوی تو

باری چون در پیست اندر آیم پیش کرمون حاکم ز پرور و رون

سعد الدین طلیغی که طلیغی الکتاب وستان عرفان است

بیش ازین حرمت یکفیت هاشم پید شد اثحاب و خوش به گاه

بنی بر این خيال اوزح نموده اند اینست پیش خسار جهان

تو دست قضا دفتر حسن تا بان در آب انداخته حلقه های رقص

در صین تو پیجوی هر زمان در خلق مسکینی طاب بدخت از پیش

گوشش تمام راه بیان دارند همیشه اشکارا و بان او

چون حمد زبان پر گوهر اعدا تو چون بدف شکم بر میان

چاره پیش و نه شعرش هویدا نامی از و بجاست چون خفا و کینا

سعد الدین حکیم از نیکبختان حکمای قدیم است

پس آمد روزی کار و شوار شود عاقبت اسانخ شبانش سعد الدین نظری
 که هر یک از شاهان شجانه خیاانش غرقه نشینان خلد بران را طرف
 بویترشکی فرودده او را از استنادان کلام نمرده اند و صاحب
 حرفات گفته که نیاید او سپ نظری عبارت اید و باشد قوتش
 بیچاره پست بگردانسته میشود در ایامی که شرف ملک وین
 ای بر خط تو استی کردن نهاد هر روز از ملک خوش نرفت
 میکند به پیش بیشتر آید از بگردیل هر ای ایهای همت را از شرط
 در چپ روی جاب همت شادی فرای و عضه گاه عکس خورشید
 سینه روشننت بیرون کشید سایه باریک را چون بیخ فی الزمانه چاه
 قاضی سعد الدین خراسکانی ، ازار با بی سعادت و اطل معرفت
 هو این خراسکان معنی است از می که بلوکات صفا بانست و خزره
 آنجا شیرین و با مزه می باشد و این غزل از پرورش یافتن کشت
 ای ساقی نکل را بر بریزستان شبانه را بر انگیز
 ای مگر اولنواز بنشین با این دل مقیاسه بیشتر از زرق ساق
 جانم به آرز و زره میان منی بر بهز از زرق فسانه بل پر از

آن ره که نه سوتی اوست میسر
وز هر چه نندوی اوست برین
پیش بود جا به بکندر
در خاک سیاه کاسه مکرز

شیخ سعدالدین حمدی نام او محمد است ابن مویذ ابن ابی بکر بن

حسن ابن محمد بن حمزه و شیخ از اصحاب شیخ نجم الدین کبریست و در

در صلاح آباء و نسق گوشه نشین بود و او را از اولیا ششم برعینند

نقحات او سیه که و تنی در اثنای وحد و حال سپرده روزی سیخ خوش

از قالب ناسوتی عروج نمود و دیگر باره بدین یکسره دی سلفانه است

حیاتش شصت و سه سال بود در عید قربان ششصد و پناه آرد

که آبله از کشکان قربانگاه عشق حقیقی شد **رباعی** بر مرکب عشق

که سوار بیدای دل بر جمله مراد کاسکار آید دل کردل بود کجا وطن

ساز در عشق نباشد چکار آید دل در خنده صبح و کریم

سبزش چینی خامس و دعوت عام بهش نیکونامی مجوی و بدنامی

سبزش که عاشق صادق بود در اتم سبزش کافرشوی لار

نکاره اینی دلف سوز و ایمان نکر تا غیرت یار و افتخاریم

شیخ مصلح الدین سعدی شبرازی نگدان حقیقت برقم و

و اعلیٰ عرفان و ارباب طریقت بر حسن سیرت و تازگی بیان اعتراف آورده اند

در تحسین الیر منسطور است که از جمله سعادتانی که انانکب الابر سعد بن زکریا

مستتر شد یکی آنست که جناب معارف شاعر فارس رسیدان نکته پر داری

شیخ مصلح الدین عید الله سعیدی شیرازی با وی معاشر بوده و در بعضی

تسلیمات آداب خویش نام نامی او را درج نموده و شیخ سعیدی در سلسله افغان

صوفیه بنظام داشت و از علم ظاهری و باطنی بهره ور بود و همواره اهل

بلا و وصال میکاشت و بیایه بر نایب صمیمین شریفین جند نوبت رفت

در آن زمان شیخ شهاب الدین سروروی مصاحبت نموده در فغان

الاشس آورده که در بلا و شام چند گامی نمود تا بصحبت حضرت السلام

شرف شد و از زلال فضا شس سیراب گشته بدان واسطه مضرب

وضاحت و بسبب آنکه از ایوان کیوان در گذر آید و مدت حدود

سه سال برات عم از دیوان تقدیر یافت سی سال تسلیم نمود و در سی سال

بیت عالم کرد و باقی عم در گوشه خلوت تو شرف یافت مساحت در

بیت گزیده روز رحلت او را هفدهم ذی حجه ششصد و نود و

ایوانت بقعات در ماه شوال ششصد و نود و یکم این صورت است

یکی از شعرا قطعه فرموده بهای روح پاک شیخ سعدی چو در پر از شد

از روی احدی مهشوق بود و روز جمعه که در دیاری حجت گشت

یکی پسید سال فوت یافتیم ز فاضان بود از آن تاریخ شد نص مطبوع

شیخ سعدی با هم آمد این تهریزی مشهورست و با عبد الله خفیف شیرازی

و عبد الله بابائی هم از معاصرانست و شیخ برانست ادبیت با او

ما ابو بکر بن سعد بن زکی جلیغ دو دمان بلغری و مهر سپهر رعیت پرور

بود و او کتای قان بن هلاکو خان او را قلمی لقب بود و او پادشاه

شجاع دین پرست بود در اشعار شریعت محمدی تا صدی گذشته

که در دولت او هیچ آفریده علم حکمت و فن منطق و اصطلاحات حد

شواستی شروع نمودن مسجد و مدار سها و بازارها در شیراز زیست

و بجا رفت او اعیان دولت بقعماست خسته تعظیم راه و اهل علم

بسیار نمودی در پنجم جمادی الاخر سنه شصت و پنجاه و هشت فرق ملک

از تلج سلطنت عاری گشته بدرگاه ملک باری صل شأنه گشت

گشید و شیخ سهروردی در اقام شعر سرآمد شعرای بتقدیمین و متأخر

از هر روزم فریم شده ای که گفتی هیچ مشکل چون فایق باقی

کرامید وصل باشد همچنان دشوار نیست قادری بر هر چه بخوانی بر هر چه بخوانی

بجز آرزوی من زانکه گشته شیر بر فرقی آزار نیست شب فراوان

کسی که تا چند است بگر کسی که ز خیر عشق زربند است هرگز آن

ره نمیرد که تو عاشق باشی شادی آنکه تو را هر دو جانش با

عالمی که در آن تا نظر محبت بلند بگمفت که تو یوم نکراش باشی

بخوان و پیش جان دیده ام که من لغت گرفته بودم و دستم هنوز غایب است

باوت نیکم بوی عجز آنکه یاد کنار سعدی انا زوز که تو دور فانی

زمن پرس که چرن او دولت است زبیده تو کوی کنار چو نیست

کرده سودا بیواز دامن جان فشانم مانده ایم که کرفاک شود بیکرما

حاشیت هزار عذر بگوید گناه را که صورت چنین تقیبت در آورند

عاشقم بر عالم که عالم ازوست بجان سرم آزارم که جان سرم ازوست

تا ندیده است ز لایقش کاری نه عیبم کند از عشق ملامت گوید

که باید تو نتواند که کنیفش نکند بدنی عسی باو پیدای است

ما بر می بوسید ز ما به چاک ترا همچو کس لب دهن است لیکن دیگران

که سرهای همان پیشش فاس است کی در خجبت کل اندر میان خانه است

ببر و گفت یکی مسوّه نمی آید
 ببالا تنب سلی که اتفاق افتد
 چون بت شب با حجر از بوی موزون صبح
 آنچه بود ای قیامت، نه قیامت
 چشم من با بر جمال تو شد
 گشایش سیر بینم مگر از دل برد
 اشک حسرت نگشست فر و میگرم
 ره ندیدیم جو رفت از نظرم صورت ^{سین}
 سیدی از داغ دلم پنبه بکش
 چون نیک بدیدم که نداری بر سعادت
 دیگر یاد در کند آور که خود ندیدم
 فریادم در مان همه آرزوی نیست
 زمین هر کس بی روی او چو نیست
 خیال را کسی ز برت کس را
 کنار سوره ای از روز که بود رقاب

جواب داد که آزادگان بتی دست
 شفقت فرود نشود صبح دم که آید
 ز یاد او قیامت بر آورد آواز
 و من به تب که معجزه است
 غم ز جلیش بدل شربت است
 آنچنان جای گرفت که شکل رود
 که اگر برید هم قافا در کل رود
 پشیمانی که بر غش ز معانی بود
 کتار وزن آتش کده
 بر خبت بختیدم و بر خود بگرستم
 ریسمان پیاچه جاب جمع است
 فریاد سیدی از دل نامهربان شود
 آرزوی کس انگشترش در دست
 من خیال که ز خیال بیرون است
 ز آب دیده تو کوی آنجا چو نیست

به پیش مکر درو اشتیاق
 بیانی زمانی تکلف بر سودگی
 علامش باد اگر خاتم بریزد
 جمال در نظر و شوخ چنان باقی
 پاک پیش از روی خوب نماند
 پادشاهی کو را در دستم زبرد
 با رعیت صلح کن نور خیک خشم آفرین

ساکن شمع بر دیدم و ساقی ز شد
 فتنه منبتت جو بر ما قیامت برقا
 که سر در پای او خوشتر که بر دوش
 کدا اگر همه الم باود هند است
 بجهه کای در ابوبه لوسجده که شجاعت
 دوستش از سخن او بر دست
 زانکه شاهنشاه عال را رعیت است

بابد اندیش هم نگوی کن
 ز دست آرد شمیم خاک
 کرمیری و دشمنان بجز رند
 بزرگ آسب زندگی بارو
 با تو مایه روزگار مبر
 ز هر آدمی ناده! و دود است
 گمانی کن امر و زوجه زنت

دهن سک بلقمه دوخته به
 چند روزی که در جهان است
 به که محتاج دوستان باشی
 هرگز از شاخ سپید بر خوری
 کزنی بوری یا شکر نخوری
 که در ز آدمی ناده به به است
 که سال بگر بیز ناره خدا

نخواہی که صنایع شود روزگار بناکار و دیده سیر مای کار
 سعد الدین مختار السنوکی محمد عوفی کوئی که نیک نام و ک تقدیر او در دنیا
 دیده بهار برین بساط خضر ادوختی از برج دولت سلطان بهر شرف
 اختر طالعش تا بش تربیت یافته و سعادت بدامی این پادشاه از
 نانشانی باوج نیکامی شتافته این چند بیت از قصیده است که در
 مدح سلطان فرموده دوش بوقت سحر جان تو هم جان تو کز غم تو
 خوفت اندو دیده بهر شو سعد الدین مسعود و مستیاری با تلج الدین صدر
 الشریعہ مصاحب بوده محمد عوفی کوئی که در هر هنر تمام و اندوستان
 آن برهان بود و کچه در اسلام متولد شده بود فاما پدر او ولت اس
 پرستی داشت که او نزدیکاً و رعایا و اسعادت بهر تپ کرمت کرد و پر
 لطیف و مقبول از زبانی داشت و جمله اکا بر بخارا المجاورده او مالست
 حبشی و او را اشعار لطیف و خوبست و قوی نزدیک داعی این قطعه
 فرستاد بجانگی که تقا و یگانیت حدوت ز کلک صنع ز
 آب می بندد کمال عزت او از جلال استغنا بسوف و حفت
 اقباس بندد که دست فرقت تو ای فلان دولت زمین

کجاست که می بیند بر کس ز وفا جوی رقم شتابند زین پس بره هر قدم
 بتوان زد جز ز آینه روی همه می توان دید زان نیز چه فایده چو
 نتوان زد ای بنده درگاه رفیقت که همه عدل تو ز بند خرج کن
 کرده در معرکه هر چه چو تیغ تو بدید چون تیر و بان باز یانند از پی زه
 سعید الدین المرووی که بیت القصیده کمال بر این نزل و صرف
 روی بوزه مداح خواجه عبدالین طاهر فرمودند بیت که در زمان حکیم
 وزارت با استقلال ترا سازاداشت و در زمان هلاکو خان مغول
 عتقه اند سعید هر وی معاش شمس الدین طیب است و
 نورگانی حامی شاکرد اوست و سعید در ششصد و چهل و نه بس
 عالم بقادر پیوست و پویش به پنج هزار بیت میرسد و این ابیات
 از آنجمله است **بهر روی نگارم ز ماه تابان گوی** و لم ر بود
بهر زلف او جو جوکان گوی کسی که دی بر قاشی ز عقل عمومی کرد
بی ازنده است ساکوز نظم بر بانگوی اگر کرد بد عوی رجوع کو پیش آبی
بیانی صدر صدورد ان نهسیان گوی ستوده غر و دل آنکه در حیان کل
سه زده ذراتش بر عیش رجوع نهسان گوی جهان مبدل است و بود سلطان فضل

بصورتجان ترمی بر دین سلطنتی
 کرداد لبها و آورد از زلف تو بوی
 عطار صحرانگد ز خشت نزدگان
 سادیت بوز دید ه ایمان
 از صرمت محمد و ز عزت علی
 فردا طعام معده دوزخ کسی بود
 کامروز از محبتشان نسبت
 کردلتی از اثار صا در شود راست
 یثوان شکست حیرت ایشان
 از بهر آنکه سید کوبین کفایت
 انصالحون سد و الطالحون **حکیم سعید طای** از شعرا می مشهور است و در
 لطیفه بیان حقیقت آین زمان بلوک غزنویه و سلجوقیه نظام داشته و این
 ابیات اشعار قصیده است که محمد عوفی از او ذکر نموده
 دوست کا همچان نه باند هر تو می منی آنچه انچه نه باند راحت بشود
 پایدار نباشد کریم و زارشش با ودان نه باند هیچ کل و لا از انجم
 رخشان بر چمن سبز آسمان نه باند سند و کیون فراز قلعه هفتم
 کاشی پیش باستان نه باند خنجر مریخ پست کرد و نشت
 همچون بر آسمان نه باند صنعت خورشید را که لعل کند
 یک آن در ضمیمه کان نه باند مطرب ماه پید را باز طرب
 زخمه و سمانا ان نه باند تیز شصت سر ز موه

ایم نشود زود در کان نه بماند جان عزیزمیر که انجور و قند است

من در علم این گفته خاکدان نه بماند سعد و راق که او راق کائنات را بر طاق

ملکت که اشتیاق معلوم نیست که در جز زمانست دی جبد من باو هم

بزرگوار بر کردن که خ شایخ زیور میگردد کل در صدمت رو تیور و هم

میگفت و صبا دهاش پر ز میگردد بی رو تیور با جان خروشان کلیم

بی عمل تو باشکوه و نشان کلیم کردست رسد مر اهل توشی

دانی که بدان عمل در نشان چه کنم سعید صراب و امنایب از سکه

طرازان و از ضرب معایت و در تاریخ بهتی ذکر آن صاحب عیا

و همس نموده اند این دو بیت از جمله سکه کرده های خیال است

حکایت من پیدل که پیش بارب نیم باو بسا و اگر روزگار بر

شم فدای صبا کوز پیقراری کن حکایتی بران زلف پیقرار بود

خی سکزی از رستم دلان عرصه فصاحت بوده این بیت

هر بیت که از کان بیان او بر آمد که هر کرا ما کان و صلتش تیشیر

بهر است همچو من از دست دل بر پای جان دار و خیر سلطان ابن

عالم الدین محمد رجا او نیز هم پیش الدین تیر ز سینه و تلمسه که در دنیا

در کتاب آنجناب پاره هفت فرمودند که ما سر خود را بولانا جلال الدین ^{دوم}
 و سر خود را سلطان ولد و او را در بحر صدیقه مستوی است شهر بولانا
 این چند بیت از آنجاست چون بهای ولد بروم رسید صدمت
 اغین الی روم بنزد شد مبدش علماء دین سلطان حسین شاه
 ایشان جان بخش خویشین سپرد رخسار این که در
 چون به این جهان ملال آورد دولتش روی در جلال آورد
 کرک و ورق از کتاب بار خوالی جیران ابد شوی زده جسمی
 که کینفسی بدرسد دل نشینی استاد از این
 سلجوقی شاه آخر آتایکان فارس است و نسب او از جانب مادر
 سلجوقی میرسد و بوفور رتوروشی عت و حسن صورت اتصاف است و بوا
 سکی و باد ساری که در طبیعت بهشت در زمان سلطنت برادر بزرگش
 اتابک محمد شاه در قلعه اصطخر مجوسی بود و تخلص نامه زدرادر و شاه
 بین رباعی ایشان بود در دو خم بند من درازی دارد عیش و طرب
 سرفرازی دارد بر هر دو کس تکیه که دوران نام در پرده خلد
 بازی دارد و محمد در جواب او سطری چند فریب آید نوشت و همین

پسران خانان محمد شاه را گرفتار ساخت و نزد هلاکو خان ارسال داشت و گویی
 پسران از امر پسر شیخ شول را و پسر سلجوق شاه را بشیر از آن برده و بر سلطنت
 نشانید و سلجوق شاه او را در حال نکاح خویش در آورد و بساط عیش
 گشته و شبی در شاطی شراب اندیشیده ملاحت بد کو بیان جنت خویش
 سواد شتران را به بانده عاشق جمال و شفیقه وصال بر او بوزنگی دو
 سرتی را بر بخت که رفته سزکان پر نیاور بریده و در طشتی زنده است و
 آرد در آورد و سلجوق شاه در دانه قیمتی که در گوش ترکان بود دست خویش
 بگرفت و او بر کنده پیش مطرب محابس انداخت چون خبر بهایا کو خان
 رسید انجا تیمور را با سپاهی کران بر سر سلجوق شاه فرستاد و او تا
 مقاومت نیاورده بگریخت و در کازرون رفته مسجدی که قبر شیخ ابو
 اسحق نکازونی انجا است پناه برد بگریخت و آخر گرفتار جنگ مغولان
 شد و پای قلعه سفید برده روز روشن را از جهان بین او چو شب شدند
 و او در سال ششصد و شصت و دو اتفاق افتاد و پس از
 آن سلجوق چون در دمان اتابکان مروی که شایسته حکومت
 بود بگم هلاکو خان ایالت فارس را تا یک این خانان بن سعد ابوبکر

تتموه انکه ابو ایوب
سیدان و دیگران
مکتوب

مکتوب
از سیدان

تعلق گرفت ای بر دلم از ذوق تو بار جهان بر جانم از اندوه تو تبار
جهان در یاب هر وصل یک بار که سپید بود که چون بود کار جهان
چون سلطان محمد در گذشت امر استورت نموده او را از وصل او زدند
که بر تخت سلطنت عراقش تکیه دادند و شوی و خوب روی و بد کرد
بود اما اقبال بدشت و بر این ششصد ماه او را بر تخت و بقعه و پادشاه
و سلطنت برادر زاده اش ارسلان بن طغرل دادند و پند
پنجاه و شش از دست تبه کاری این شتی رفته در کام حیات
چون خنطل شد ای ایزدی نیاز آخر سپند دیوان است زود و ایمان
خوبند بعد از آنکه ابو الارسلان حاکم به بغداد بود
نزد دهم حبیب پند و پنجاه و هشت و دوا ملک نمود
سلطان شاه حکم وصیت و ولایت عهد و الی تحت سلطنت شد
برادر همتش تکش با او در امر مملکت نزاع نموده مدت ده سال این
جدال در میان داشتند سلطان شاه این رباعی گفته نزد برادر همت
هر که سمند عشرم من بویه کند دشمن ز زمین چینی من بویه کند
اینجا بر رسول و نام بر بناید کار شمشیر و رویه کا در بویه کند

از سیدان
مکتوب

تککش را ملک شاه نام سپهری بود حسب الاشاره پدز در جواب عم خود نوشت

بسیر کجاست خجسته بر آن مارا کاشانه تر سرب و میدان ما

خواگی که حتمت از میان بخرد خازم ترا ملک پندستان مارا

سلطان شاه در جواب ملک شاه نوشت ای جان عم اگر چه سوداگر

وین قصه در زمانه در ما گیرد تا قبضه شمشیر که بلاید خون تا ملک

اقبال که بالا گیرد آورده اند که مدت ده سال میان برادرش جد

افروخته بود آخر الامر تککش غالب شد و سلطان شاه در بعضی ولایات

ضرب السیف الی شد در سلج در رمضان سنه پانصد و هشتاد و سلطان

ببخش دست تصرف از مملکت بدن کوتاه ساخت و روز بروز کوچک

اقبال تککش ارتطاع یافته سباط سلطنت بملک عراق میر گستر رسید

سایمان کوبیدی که هر بندق کلام او در عرصه شطرنج کمالات فرزنی

بود که شاهان اقلیم فصاحت رخ بر رخ مات ساختی این چند بیت از

ای خیال اوست بجز آنکه در آتی قدم رویت کرد و زرد لعل

صفت خرات دل خلق مست کرد بفرق جانکرات همه نیست

بهم خیال و لذت ازت همه نیست مست کرد فاکند در بصرت تو مثل نبی کار

مجموعه السامری

بنیوی یکی مسلمان که نه بت پرست کرد و حکیم سناسی خورشید فکرتش چون

بوسط السامی معانی رسیدی به تیغ شتوای با کشتای ازها سیکو متی در

مجبوبات تیرتودی ماه بخون فصاحتش در زبان سخن سلو قی بر عین

تسودی رسا صاحب عرفات آورده که انوری در قطعه خود چنین بر حکوم

چون معانی مستقیم آخر کرده همچون ما بم و لکن مرزب شرا و نه بران

ماه است که انوری خود را با او سجد و ازین ایات که م قوم میشود معلوم

میشود که در مقام خود ستاسی همچو سانی بودن نه از بهالی بودنت

دل از کار خود آنکه بر گرفتم که با تو عیش بازی در گرفتم ز جان سپارتن

دست انگاه شستم که مهرت را جو جان بر گرفتم با شت ز تو بختی

تا نیم چور و ز آمدنت از سر گرفتم ۲ ترا در لبری دستی تمام است ۳

مرا در عاشقی دردی نه ام است اگر از من بری صد جان طلال است و کر

نی تو زیم بکیم صرام است سمانی نشکند عهد تو هرگز اگر خراج از تو گارا

نی نظام است ۲ از درد حبس بدین کتبه خوارسی جان همچو چه بودم

ازین پیاری ای کاشن ببرد می که مردن بهتر زمین زیستن بهشته

هزاران خوارسی نه بار کشتی بکوی من می آید نه در جبهه سی بسوی می آید

در نیم آید بر وی او آوردن آنچه از غم او بر وی من می آید

بزرگان دین و بزرگان عین الیقین است

خون بخنجا چشیش بهر مطلبی رسیده و بهر شربی پسندیده است چنانچه

بود در صدقه اشعارت باین دقیقه نموده بخدا که بر زحمت کبود

خون می هست و بود و خواهد بود و می آید جلال الدین رومی فرماید

ترک جوشی کرده ام من نیم خام از حکیم سننوی پشنتو تمام

و در غزلیات جوشش فرموده عطار روح بود سنای چشم او ما

از پی سنای و عطار آیدیم در آینه ای حال که زبان عشق مجازیه

در صبح ملوک کردن قوازه جاری داشت تکابوی بصیبت ارباب دنیا می بود

تا بداند هنگام که ابو آخ بن ابراهیم بن مسعود بجزم خیز بند و ستان

آماده ساخته بود و سبک سنای قضیده در صبح او پرده خسته شتاب

رفتی تا آن جواهر منظم را شار مجلس سلطان نماید گفت و کوی دیوان

ای در از گوشه کلخن شنید که با سالی خود میگفت بره بگوی چشم این

سلسله ایست غزنوی که مردک ناخستود است و ما انصاف غزنین را چنانکه

شروطت بنیطان کرده در زیزستان سر و سینه و در دوار در چون

علم ستار

علم ستار

او تا سخن نمود آرد و بی ملک دیگر خواهد کرد آن قبح بستد و بنوشید و ساقی را
 گفت پرن قدحی دیگر در جیب چشم سنا یک شایه بر کسب زد که اسرار
 کزانی چپ را در آهم آورده و نام شعر بنامده و هر روز پیاده پیش الملک می
 ایستاده و گش آمد میگوید و نمیداند که او را برای شاعری و هرزه گوئی نیاید
 اگر در عرض اکبر سوال کنند که سنائی حضرت ماجه آورده بود چه قدر
 آورد حکیم چون آن سخن بشنید از حال رفت و ترک هر آنچه شوان ترک او
 نمودن کرد و زهد و عبادت را بر نه رساند که پای بر بنه در غنچه کشی
 و هر چه روی خلق بدوست نشیت نموده روی بدوست آورد و آینه
 دشمنان دوست نماید ای بسته از غنچه مبرو آمد و چند گاه در ماه
 شنبه ابو یوسف همدانی همچو قافیه شطیم حلقه مریدان سوخت و طلقه
 شده اهل حقیقت و عرفان شد کایاش بر هزار است بلکه بیشتر باشد
 ششش مشنوی همه در کبر صدیقه دارد در تقضیل صدیقه الحقیقه
 الی العباد کار نامر بلخ طری التحقیق عشق نامه عقل نامه آیینه
 امجد حکما و شعرا در سخنین است و فرود شدن خورشید حیاتش در غایت
 حماقت بقوا و کبر است و سعین حسامیه انقار اوق و نوحه کلام او

کیند حسن و عثمان خنخازی و عیادی و سوزنی و ابیازی تندی و غیر بهم
 سخن است که تیزی سنان پانش بکده شستن بشود
 سینه کندی نموده آورده اند که از معاصران حکیم سنایی
 صاحب سیف عرصه حکمت و دانش بوده میخورد ای کلبرک روی کز
 زین زن ای اندوه فرای هر چه نقش رخسارت نگار ایزد است
 بر نگار ایزدی ناپید شکرت بشرو می در جام کلناری ترا است
 تو شده زان شیر و زان می شیر مست قطب فلک
 شتر آبیانی بوده وطن در دامن معان داشته و چنگست که مولدش تیر
 بین شهر باشد ماری از سمنان پریش او نموده این ابیات در
 جواب نوشته بادشمنان نگر کسی آنچه بجز تو دور از جهان
 بادشمنان کند معور با خط سمنان که صیت او در دامن
 تعقل صاحب دلان کند زیند که جو بیای خوش او بجای آب
 بن از دماغ و جله گوثر روان حکیم سحر کلام حکیم دانا و شاعر
 توان بوده گفته اند که بنی سبت خدمت سلطان سحر این خالص می
 نموده این را در صفت آبله رخسار مطاویب گفته کرک

قطب فلک

پنجاه و شصت بخور الفاس روح پرورش بموم اهل طبعی در بخار و خوش بکنند
 روزی بخانه دروشی بگذشت الفاس چنین از روز دروشی
 در بدیه گفت که من کنه جمله جهان کرده ام لطف تو امیست که کردم
 گفتی که وقت عجز دست گیرم عجز تا زین خواه که اکنون هستم
 تا کی بود این جور و جفا کردن تو بیوه دل خلائی آرزوین تو
 تعجیبت بدست اهل دل خون آلود کرد تو رسد خون تو بر کردن تو
 از دیده سنگ خونجکاند غم تو چکانه و آستاندانه غم تو
 دردت کشته و غمت همه نوش کنم تا از بس من بکس نماند غم تو
 سجان اسد شکر کاری غم تو خسته علم عظیم کاری غم تو
 گفتی که غم منست چنین مجنون کرد آری غم تو غم تو آری غم تو
 مان مردان هوی با جو ان مردان هوی سردی کنی و نگاه داری کوئی
 که شمع آید چنانکه بشکافد نموی ز نهار که از دو سحر کردانی رود
 سیفی **سیفی** ، ، نام او حکیم علی بن احمد است جامع فنون
 قالیست بوده و علم شعر را نیکو میدانسته که نه در شاکر در
 کاتب است و سیفی در اندام علماء الدین بگش خوار است به است که

شک بهستی کی قبوستی قد شمشاد یا بالای سرو کرده ایش از اجویایی
 قد و مایاستی کفتمش زلف تو کریم که کردی دست من کفتمش زلف تو
 آبی اگر نبیستی کفتمش با مادر آندیشه از سلطان بن بر محمد
 کویم از سلطان کند و احواسی نام و نک حنرویی کشتی
 ورنه در خوارم از آشوب من غوغاستی جامه نام از سودا
 او کشته کن بود ورنه نام جامه من طلسم و در پستی حنرو خوارم
 از ما زندان کردی طلب کرده از عشق تو ام بندگم ان بر پستی
 قامت کردون کج آمد راستی ناپید ازو راستی را چشم شوان و چشم ناز
 ناراستی که بعد از اندر جهان بودی کسی کسریستی و در شاهای ملک
 پادشاه داراستی و که از اندوه شهای بجان آمد دلم خوبه شهای
 نگردی کردم داناستی کاره ما چون شود فردا اندازد بچس کاشک
 امروز بودی آنچه با فرداستی چون درنگی نیستیم اینجا و خواهیم رفت
 که زمانه داشتی زینم نکوتر داشتی که کسی بودی که بشیم با تاری بوی
 آن دو تایی بر دلم من سر زمان بکناستی چون نخواستیم فرونی من بختیم
 بهر آنکه روزگار با زنا حنا طی بر من آمد کاستی بدختی بر من باشد

۱۲۶

آنکه بقریب بود کا خیار او بدی پوسته با جورستی این غزل را کرده
 و آنکه با سحر و جادو جان با و بخشید می جانی زن کخواستی
 پادشاه **سنان** ارادت شیخ خدمت خواجهمود و دشتی بودند از
 پس که شکوه مریدیش روز بروز از نظر ^{فیض} خواجها پادشاه نشان در ترقی
 او را شاه **سنان** نامسد و تاج ولایت بطن را بر فرق کمالش گذاشت
 و الا هر را بیشتر خواجها **سنان** میگفتند صاحب عرفات گفته بهر چند
 تتبع کرد اشار او را خبر در وزن رباعی نیافتم و چندی از ان جواب آید از
 بنجان قلم سجده میشود و در پانصد و نود و نهم لغزه لبیک است لعلک
 بنم رسانید و سنان یکی از قریبای فاضل **سنان** حال دوست
 در خانه است طاوس غل کسینه پروانه است زازوز که آشنا
 بنم با غم دوست هر چه غیر او است پکانه است ای دل
 تو ز هیچ خلق تباری مطلب و ز شایخ برهنه سایه داری مطلب
 بجزرت ز قناعت است خواری از طمع با عزت خود بساز و خواری
 کاش جو عوان بدو شکر نبود
 کاش فریادش که او عوانی ننگد
 نزدیک عوان خویش و برادر نبود
 هرگز نبود عوان که کاش نبود

در راه چنان رو که مسکت نکشند	۲	در راه چنان رو که مسکت نکشند
در سجده اگر روی چنان رو که ترا	۲	در سجده اگر روی چنان رو که ترا
هر کوی فسادت بردین آرد	۲	هر کوی فسادت بردین آرد
مستوجب صد کرده و حساب آرد	۲	مستوجب صد کرده و حساب آرد
مردان هر شایسته بستی نکند	۲	مردان هر شایسته بستی نکند
آنجا که حجره ان حق می نوشند	۲	آنجا که حجره ان حق می نوشند
خواهی که ترا ثبت ابرار رسد	۲	خواهی که ترا ثبت ابرار رسد
از هر که نیندیش و غم زرق نخورد	۲	از هر که نیندیش و غم زرق نخورد
درویشانند هر بهت ایشانند	۲	درویشانند هر بهت ایشانند
خواهی که رس وجود تو زگر کرد	۲	خواهی که رس وجود تو زگر کرد
وران چنان با عجب میکند	۲	وران چنان با عجب میکند
جام طرب زیاده ریز آید	۲	جام طرب زیاده ریز آید
زین پیش که دزد و کون آتا رنود	۲	زین پیش که دزد و کون آتا رنود
حسرت و عشق و ما بسم می بودیم	۲	حسرت و عشق و ما بسم می بودیم
از یاد جدال مرد مرطلق خبر	۲	از یاد جدال مرد مرطلق خبر
در راه چنان رو که مسکت نکند	۲	در راه چنان رو که مسکت نکند
در سجده اگر روی چنان رو که ترا	۲	در سجده اگر روی چنان رو که ترا
هر کوی فسادت بردین آرد	۲	هر کوی فسادت بردین آرد
مستوجب صد کرده و حساب آرد	۲	مستوجب صد کرده و حساب آرد
مردان هر شایسته بستی نکند	۲	مردان هر شایسته بستی نکند
آنجا که حجره ان حق می نوشند	۲	آنجا که حجره ان حق می نوشند
خواهی که ترا ثبت ابرار رسد	۲	خواهی که ترا ثبت ابرار رسد
از هر که نیندیش و غم زرق نخورد	۲	از هر که نیندیش و غم زرق نخورد
درویشانند هر بهت ایشانند	۲	درویشانند هر بهت ایشانند
خواهی که رس وجود تو زگر کرد	۲	خواهی که رس وجود تو زگر کرد
وران چنان با عجب میکند	۲	وران چنان با عجب میکند
جام طرب زیاده ریز آید	۲	جام طرب زیاده ریز آید
زین پیش که دزد و کون آتا رنود	۲	زین پیش که دزد و کون آتا رنود
حسرت و عشق و ما بسم می بودیم	۲	حسرت و عشق و ما بسم می بودیم
از یاد جدال مرد مرطلق خبر	۲	از یاد جدال مرد مرطلق خبر

ایمان

این باطن مردان چه عجاب خیر است
 سلفانند بر وفق قصه شکند
 غای که بگوی عشق ما بر کدرد
 بر خلقه انا در حق که کشاد
 کوه از سر جوگان سیلونی که در
 با دشمن دوست فعل نیکو نیست
 با دوست چو بد کنی شود دشمن تو
 افسوس که عیش و کارانی محبت
 ز نهار شوند غم هنج محوز
 بی عیب حق نیست برضوان مطلب
 خدای که وصال است جوهری ز نهار
 تمام در پیغ عشق مبر نشود
 هم دوست طلب کنی و هم نخواستی
 در حضرت حق نظاره کردن شست
 اول کرد و نور سبب نبود

چون موج زند از و انا الحق خیر
 خاک بره با قیمت عینر شکند
 عالم شود و ز شوق مبر شکند
 همه علم انا در سینه بگرداد
 پارس کتف انت منی که نه
 بد کنی کند آنکه نیکیش عادت و
 با دشمن اگر نیکی کنی کرد دوست
 اندیشه درین برای فانی محبت
 کین بگرد و سه زوره زنده کانی
 بی زوره و بی نازایان مطلب
 انار اول هیچ مسلمان مطلب
 در حضرت معشوق مطهر نشود
 آری خدای اولی سیر نشود
 و ز مردم بدکاره کردن شست
 آتیا از اربابره کردن شد

ای دل غم یار و ناز ناز شوست
 عجز از غم یار هر چه حاصل کردی
 علم کج حقیقتت در سینه بود
 صد خانه پر از کتاب کاری ناید
 شاد دل آگاه که باین دارند
 کجی که زمین آسمان لب غمت
 آسان آسان در آمان غمت
 زان می که غدا می جان شتافت
 مار از دو کون تکیه کا می ناید
 که سنجده سپهر خرم کرد
 غم صحرای کن کرت کج صحرای ناید
 سر رشته بدست یار و جان بر دست
 یاری بی حیات حیوان بهر دست
 از بهر لب نشسته اطفال حیات
 ما هم که پیش دوست ما آیم

خون جگر دیده خونبار شوست
 حال غم سیت غم سیت
 در سینه بود هر آنچه در سینه بود
 با یک کتاب همان در سینه
 سر رشته عشق مینوایند
 تا درنگی برهنه پایین دارند
 وین شربت شوق در گمان شویان
 یکم عمر بصد نه ارجان شویان
 نورش و تم ترک کلا می ناید
 در دیده ما بر کک کا می ناید
 غم صحرای را چار هر صحرای بار
 دم بازون قدم رسته می ناید
 از دایه ابر شیر باران بهر دست
 از یک گرم شربت جهان بهر دست
 ما هم که روی خود کیش بتا میم

در مملکت آن رود که تا فرمایم	بزم نیرماهه آرید و در که او را شایسته
از سپیده تن دانه جان کرد جدا	مهر خورشید در بلبل آن سلس دریا
مضور کجا بود حسه ابود خدا	مخسور بر بود بنگه انا الحق میگفت
وز کوشا که رسم شسته باشند گل تو	گر مریط آسمان بود نسرل تو
سکین تو و سیه های پیمال تو	گر صبر علی نباشد آن در دل تو
در دامن افق اگر حوزی دانه او	بپوششین باش پیکانه او
دیدم که چگونه حسبت از خانه	چون تیر راستی کازان کوه
صد سال وفا کنی بکافات حسبت	حقا که همه حدت مخلوق خطاست
یکبار خطا کنی همه عمر خطاست	صد سالی جو تیر با کمان باشی راست
روشن کردم پیش خودتس نه یادم	دوش آینه خویش صبقیل تو ام
کز عیبیان هیچ نیاید با	در آینه عیبش چند آن دیدم
خود لذت این عشق هم هست	عشقی ارم پاک تر از آن زلال
عشق من و معشوق مر مهربت زوال	عشوق تو که ان میرود حال با
رو دیده طلق مردم دیده شوی	گر حجاب قول فعل سجده شوی
هم با تو عشق کنند رخسار شوی	زینبار چپله بکنی که کر فعل ترا

جمعی متشککند و قومی بنیقین ۲
 ناکاه منادی بر آید ز کین
 عشق آمد و کردشسته بر جانم بخت ۲
 زین واقعه هیچ دست دستم نرفت
 رندان می خستند با قبال کشند ۲
 علمی که بدرس و محبت معلوم شود
 کبریت و نون زن که پنهانی نیست ۲
 ایانش هزار بار تلخترین کردم
 بروزه ششم کجید ختم بین ۲
 کله قویش ز قرص خورشید کنم

قومی دیگر فتا و عین در راه دین
 کای خجسته بران باده نه است
 عقلم شد و صبر رفت و هوشم بخت
 بگردیده که آنجز درشت در پالم نخت
 نه چون کران آدمی اشکال کشند
 اهمیت که از جاه بغزبال کشند
 برداشتن رشن با آسانی نیست
 این کفر از اسلامانی نیست
 موری بدو منزل بکشند ختم پن
 تاریکی سینه بردند ختم بین

از طویان شکرستان این عالم قدیم است
 و هند و شاه از این بیت را پسند آورده
 کجا تو باشی کردند ختم
 خوبان حمیت با جبه خطر هر کجا بود با کند
 حمیت چه هر بیفقد و باشد
 و ما کنده می از یاقوت است این بیت را بعضی ارشاد خوانند
 و کجاری نیز دارند
 از گشته شاعران فصاحت بیایند و این رباعی

تتمت علی روی سحرانگوشه کرد میدان ضاحت است

در هر روز یک بار

و صد هزار مرتبه

استناد به جای سنوی از معاصران طحان شاه بن بود بوده و با

مخصوصیت تمام داشته شرف الدین مقبل از اشرف

تست است و تیر فکرتش در علم هیت و ریاضی راست بوده

جهان نیرنگ کیسویت ندارد

و نپ چشم جادوت ندارد

مگر چه مشک او فر خوش نسیم است

مقامی تخت دل خود است دوس

ولیکن سکه رویت ندارد

و دست مهر اگر چه با عیار است

مگر از ره بی رحمانت نیست

ولی طعزای ابرویت ندارد

در نو دو دستم دیدنش کرد فتن

جهما صفت بد او فروش عسری را

زیاد دست که نقصان شده است

کلاه داری حضم تو آفت است

شرف الدین مشهور

شرف الدین مشهور

در صفهان بروز کار تا تکثیر گیر اورا ملک الشعراء می نامند و سوره
 با شعرای رورکا در بحث شعر سجدی و مردی نیز زبان بود همان
 عبد الرزاق و مجرب پلکانی را بجا گفته و در مدح ارسلان طغرل بر
 ملکشاه سلجوقی معالی لطیف نظم آورده و طغرل پادشاه خوب صورت
 نیکو سیرت صاحب شوکت بود و در بزم فضلا ملکشاه گرفتاری و شعر خوب
 گفتی اما شفره قریب است از صفهان که در آن زمان اورا شرف
 میگویند چنانچه خود در ترکیب بند در مدح طغرل گفته اما این صفت را بر بعضی
 اشعار شرف الدین زیور شرافت می بخشیم در زمینی که انور می باشد
 در صفت عمارت گفته او نیز عاشقانه خوب اجرا نموده از الهام
 لعل تو چون انجمن روح اقربا
 بوی زلفت جو شیم سحر اندوزی
 و عده وصل تو چون موسم گل طبع افروز
 دیدن و تو چون غزل روح اقربا
 غره شوخ تو چون طبع جهان فتنه تر
 حلقه زلف تو چون درم حادثه زار
 در نور حضرت خولیت نم ذکر بیند
 حاکم دوست تو آن ملک صغیر کسین
 ز نای سبوی تو جان نده تا بنام چه رسد
 هزار جا فدا تا جان من چه رسد
 کل این چه هنر و خوبان خط همین است
 غلام حسن تو شوق تلبیس همین است

ز اشفات نظر تا به پیران جبر
 برای روشن خورشید اجتناب
 ملک بیدیه کشت تا به برهن جبر
 زم و سبز برآمد از عقیق کمیش
 بیرسن برش آید شود آرزو
 نان ریش و لم افتاده جاده
 نیست با اینهمه کیزه غم کار
 غمزه عربه جوی و مژه شمشیر

ز تهنیت کرد و ز نازکی حجر و
 چشم اگر چه درونی و خورشید است
 دولت دین نیکو با رعایت
 سبیل تر بدین طرف یا سمنش
 کار کارکن نام که کار ازین باب
 برین بود از جا خلاص کس
 جام آمد بلب و کار بجان از غم
 کز از ملت دستور جهان سخن برند

خط تو عالی بر روی آفتاب کشید
 ز شرم رو تو سر در شتاب غایب کشید
 رقم ز مشک باور اوراق آن کتاب کشید
 قرار بر سر آتش با خیار کشید

رخت رسنبل برین شاک کشید
 عزیز کس غنا چشم مست تو دید
 رخت شبر رنگ و میان کتابی کشید
 کجای آن زلف سقر ارشد

روزگار بچرخفته چشم شوان دشت
 کنون که چشم تو آیین روزگار کشید

رخسار تو بختیست که سپی بهار

قد تو ناله است که طوطی کرخار

آسایش جان کل موجود تویی ^۲

کز غزلی و صفت زلف کتم

درین عالم آئین مهر و وفا کو

اگر از بدلتا که عارفانستند

جهانکار از اهل دعوی و لکین

مرالابق سوختن می شمارند

صدایا از آن خوانکه از بهر نیان

اگر زنت الاطاعت بیجستی

اگر در بهار بدخواستی ندانم

ماه کردون ز خجالت جو روت نگردم

زهی غلطیم خطرم کس بهان بیاید

بر رونق اورشک بر صد کلزار

هر میوه که از رو کن شد در بار

ممشوق نکو میت که معبود تویی

میدانکه بهانه است مقصود تو

درین بانغ رویند مردم کیا گو

همه مردم درند مرد چند اگو

ز دعوی شمشاد بر خیزد کوی کو

اگر صادق دانش و پوریا کو

بناوی ضعیب من پیوا اگو

بس آن تیغ جود و عطا کوی

و کربلی به امید می آتش بیاید

از تراری جو سر موی شوهر است

که تیزنگ جو سپهرنت بر راه رو چشاید

لطیف شکل طاق و شمشیر جو تختاب
 بر سبزی جو غراب بفرخی جو مسا
 شمشیر و شمشیر که در روز و شب
 نکاو ری که تک یکدیگر در با و صبا
 زلف پیاد داده بر پالم بند ۲
 بان نشوم کشاده بر پالم بند
 شمشیر و دیده سر و کرمی نشوم
 بر خیز و سیوی باوه بر پالم بند
 شمشیر و کماله بن فضل و صاحب شمشیری از دوران ۱۶۰۰ ف سحتوری بوده
 تاریخ جمع که بنام سلطان محمد ضای سیده تمام کرده از خواهر نقیسه طبع
 اوست که در شک صبیح تواریخ است یک سایه بر من افکن ای کرد
 سایه افکن کاندز جهان مذام بر سایه تو مسکن ای طوق کردن
 جان کیسوی شب نیت ضم شبی که سازم زلف تو طوق کردن
 از بس که چکانم خون آن دو دیده کوی هزاره زخم کان شامی شده ۱۵
 از کارگاه کرده و کس رشته نیا
 تا بروش نیاید چشم هزار سوزن
 کر مین خیم جود اند کو تیز در میان
 پیجاره است حیران کشته است کود
 در خانه کیتی تا صبح حشر باوا
 قدیل دست را از آفتاب رون
 یا و ایام سوال تو ز لوح دل من ۲
 بمر و فلک و کروش دوران زود
 قلم مشوق بوی چشم مهر کشید
 که همه که شلی جان برود آن زود

نفس بد بترکز از طبیعت بد
 نکتہ ماز ترک جسم زبون
 نرود چون سیاهی از رخ رنگ
 تا تو بر تداکش ملبوس کنی
 شیخ ابو علی شرف پانی پنی صاحب عرفات گفته که در حلقه اہل صفای
 اسد کوی عمر صد تقا بوده و ہزار بیت دیوان دارد شرف و ابو علی بہت
 محاسن میکند چنانچہ خود فرمود ابو علی دم تو حید میرنی خوش باش تا
 جو تا ہدان برای بزہد خویش سازد قباہی عشق کہ بردہ کنی و سوزند
 ز کارخانہ شوقش ملاستیت طراز اصل از ولاست عراقت اما
 وطن در پانی پت داشتہ باش الدین بزرگی و مولوی دو می پکانی
 و دبستانکی و بھجتی نموده ملفوظات او متعارفت و در آخر عمر غرق
 در بای مشاہدہ شدہ پچاس راتاب دیدن او نبود و ہر کہ او را دید
 بہیوش گشتی و یا خاکستر شدی وقتی شیخ علاء الدین خلجی رفقہ نوشتہ کہ
 علاء الدین خلجی خطوط دہلی را اعلام آنکہ خواجہ سرای پیش رسیدہ و
 در بیدہ فقیر خدای را طبا بخندہ کہ عیش ملبزید اگر او را سنا دہی
 و الا نہ بخت دہلی حوط دیگر خواستہ خواہد شد و مناسب این بخت
 آنجہ فرمودہ مدعی ہر اکہ زبان بھو لکن کشتہ در از وقتہ کہ

لا اله الا الله

عشرت جو بر سر شمع اندازم و خط مقدم درین را گویند و این است
 بیخودیت که از بار بچکان اوست نازی میکند ارم در خانات
 شایر روی سجودی نه قیامی زنگ کفر و ایمان در گذشتیم نه نام
 چو چمن برون از بهر دو کاهی مهیبه ده ای سپر کخسته کاری بسوزد
 از حنت که سودای حامی شرف زمار شسبیت یکی شد تو خا
 خواجه شو خواهی غلامی کمان برم که عشق تو جان نیارم
 که کونه کونه عم عشق تو مرا آرزو کمان کرده من عرش را می شکند
 چرا ای کمان صافی بیا هم درد دلم بچشم بودی و سر به حجاب
 در و سیاهی آن شوخ است پیدا ارم عشق باشد بعافیت زهر
 عاشق خیر و کام در ره زن کریم در کرد عشق کرد چون حنث
 ز در زده و زدن کر عشق نبود و عم عشق نبودی حنث
 سخن بفر که نفعی که شیبی ۲ بیمار شد دلم ز پی ناروان او ما
 پیوسته را شفا اگر ناروان دهد ۲ قبولم کهن ارا هر چه هستم
 اگر غم را بهم و ربت پرستم بی دارم درون سینه خویش
 سرور و شب من آن بت می پرستم و در جوخه و صبح در باک آید

در این حدیث از تقوی و استقامت

معاوم بشود که مایه بنیم همه
 از استادان این کتب است
 در صنایع و بدایع شهرت قوی داشته و در روح افشاری وزیر
 شمس بن حسن بقال فقیه گفته واقف صفت کارشوده و
 آن نیست ز اعتدال هوای ^{صفت} عظیم بار عروس صبح صرا میسر
 صفه بار و ایستاده بنشینده بی نشانی است اما هر وقت
 حاکم اسلام صبح ملک و ملک مالک ملوک آرام ناکت محمد و آدم
 دم محمد اسم علی مرتضی و کرار علم و سعد سهام مدرس حکما در حصول در
 حکم معلم علما در حصول علم و کلام شرف ادب فی فضل استخراجه بین بزرگان
 در یاد دل بوده و مدتی امارت چنان بیان می نمود و از روزگارهای نمایان
 نظمو آند از جمله ولایت فیر و زکوه را از منصبه تصرف میزد و حتی بر آورد
 سخن عوفی گفته که او بمیرد ^{بموتی} مشهور بود و در ابتدای حالات نوینی از
 خوارزم مجبوس بود این شعر را بخوارزم شاه فرستاد سر شنبه
 کیا جو زده ام انبل ^{مانی} من هیچ ندارم که رس بستانی زنده بود
 بخش تا باز زنده زندان تو از شک چنین زندانی و چون از زندان
 خلاص شد این ^{بانی} در ذکر در روح پاوشاه انشا نمود در خسته است

تین حکیم کو سگلی و روحی و توالمی حی نمودہ و آتش جلدہ گفتنای
 خیرل امیرت صاحب اسعد دین نودولت شخم سپا اور فتنہ
 قی کا گرو پویشا و عجمان جلال الدین کہ جہان شل او و کرنا
 تیکہ حارا سبک عنان کردہ کر رکاب کران پشاور
 زہرہ زہرہ فلک بدر و تیرہ کرسوی چرخ بکندار
 این کران قلبان ناخوش را از برای جہ کار پیدا رو
 جون از و دزد سیم تہا کم این روسی زن انکار
 حکمت او پاک در قلم کرد اند او را بالک اسپار
 شرف الدین نیازی صاحب عرفات از و چند پتی ذکر کردہ و گفته
 کہ انما و الحج و اشق ہر او خیری و کثر بنظر رسیدہ شغوش تبارہ خاک
 بود کو یا از نو بیاران شیوہ شاعری بودہ اسم محمد وحش اندر
 بیت ری بہت کتھا کہ علیست بہشش دولت انور کہ معنی
 این بیت جون لم از عدل تو پای ظلم دایم در بند دوست رفتہ
 در ہم شرف الدین مینری با فضلی بی نہایت و زبان و عظیم است
 در شش مکتوبات او مشہورست و اقلیم عبارتش از نازکی شہار

وصفت اشعار کلمات شیرین آراسته بوده هماغانه طبعش کمال
 سایه بر نظم اشعار می افکنده چون عود بود چو سبزه پیرا آورد و همزه
 سیه و موی بسبب آوردوم چون خود کفنی که نا امید می کنه است
 فرمان تو بردم و امید آوردم ملازم جمال الدین عبدالرحمن
 صفائی بوده و جمال الدین هرگز از رستایان صفائی نماند
 عجمی گوید زبان او می گفته و او زبان شعر مکفته شقیق بلخی
 شمس الدین موکد نسومی میری بزرگ مقدار قاضی نیکو شعاری
 این عوفی گفته که با درزی بسری در پیشا بوسری بید کرده بخیه رازش
 بروی کارش افتاد و چند کاهی رشته حمایتش صرف و خشن عشق
 او شد و این رباعی طامه است که بر قامت صفت او بر درخته حسن
 که درزی بجزان منی از شلخ دریده جامه بیرون آید و له از بکره
 دل و دین کرد و آنکه حوسره و شستن پین کرد و کفتم سخن بلخ ملک گفت چو
 آن خود چو لب رسید شیرین کرد در روح ملک عماد آله **گفته** حاجت
 نظر آن بزرگ اعدای جلالت پیشه جو احوال نظم عجیب می کرد و مجرب

شعبان

خستناک بود بدانام تو مرهم بیمار اهل را کند اگر ام تو دار و قهر تو کجا
 شریک آرزوی عادی خود شیر کی اندیش از حمله راسو صنیعی
 انصاف تو آینه دولت نموده یکس عکس جو آینه زانو قاضی
 شمس الدین منصور ابن محمود از محبب المشهور صدر الشریعین ^{فاده}
 خطه کلمه کوه خیزش بر سمت خط استواری فضیلت و حکمت موافق
 ستر استان حالش آب و هوای تحقیق پرورش یافته با نظم
 نژاد در ایوان فصاحت و بلاغت کتوده در علم طب و حکمت و حکم
 سر آمد اهل رسوم بود چون نخستین پایه روزگارش محبت و کل فلاح
 برآمده بود ذات ناک محنت نیاورد و تیر تیر بید ف با اختیار
 خط انداخت و بجنب تقدیر درست آقا چون بان خط خوش
 آب و هوای سید پوشیده حکمت و طبابت منزلت تقرب ^{کنه}
 خطاب کرد غاشبه احترام بردوش استعداوش فکند صاحب
 شکرده دولت شاه آورد که قاضی شمس الدین طیبی بر آوازه کام
 و فضل صدر المشربیه رفت و صدر الشریعیه در انشب قصیده گفته
 بعد از آنکه طلبه را درس گفت این قصیده را خواند قاضی شمس الدین

از مجلس خاست و بدیده جواب گفته بگذرانید صدر الشریعه او را
 و ختین بنوده و قصیده صدر الشریعه نیست بر اثر کجاست
 شکر البیت من و تو آواز خروس سحری خاست زهر بود بر خیر
 که بر خاست بیایه یکی پای - بنشین نشسته است صراحی بود را
 در ساغر مینامی رنگین خور و انداز سنگی و در برن شیشه کوفته
 ای داده تک آه و ویر چید دل ازین من اثرت جسد لسی فضا
 ساید سسه کردن دلمابده دوش کز همه سینه کرده نگهشت در آب
 نور شده مشرق شده محجوب ز غیرت ز آسید کف دست کبوت جو آلو
 در عشق دو شفق لوی نوح تو ز من ز اندام جوط سر قوی تو در کف تو
 رفت آنکه در ایام خزان چون زان بخت و زیاد خزان خشک شدش
 در پیش خیر و امروز زمانیت که میزان فلک را حملوست چو پروین
 چو صدف پله لولو کوهی که طبق دارم از خوشه پروین می رگشته نکور
 فشرده ترازو بر روی طبق مارستان خفته و لزان کز باد خزان
 خشک شدش سینه و پیلو روزی که نه پیغم رخت ای سر و خزان
 چون خسته می نامم بهاره که کوکو قمری چوز کو کوزوت رو و فر و پله

شهرهای در از آمده همچو ابرو من کو
همچو کسی خوانده که با لب چو گاه

ای آهوی خوشبوی هم از شوی

چرخه پیر از ماه که از رخ نیکو
از زلف تو یکجوبه صین و خطا

بوتید بد زمان و نیاید بدار
چون با خن مایان شه دوده بید

بگروه مکن پیشین غنره جا
دارای جهان چه کین سقش فلک را

دارنده کت او ست با تون و بازو
بشد کمر با و کتاوند سراج

میران خطا لب بفرمان **قاسم شمس الدین محمود بنی و اعظمی**

و فصل و شاعری بوده همواره از شرح باران نصیحتش درین دنیا

طاعت رستی و از زکس زار دیده یمن اشک بر من شکفتی محمد عوفی

مرستایش ای بنوده و در نعت سایه نشین سدره رسالت علیان

الصلواته من لیل الهدایه ایات ابدار جو بیار بیان او بتو در آید

این به و پیت دو جرعه واری جو بیار است او سخن گفت عقل حسین

بختش از خدای تلقتین کرد آسمان کفحت من زمین بشم در شی کو برا

زین کرد که رسنه ویدار موی نیرند جا رویت طور سنیامیکشد

منج رعنا تو عاشق میشوی غالب بر روی زیبا میکشد

بی امید و کاری کی کند هر می کارش بود همیشه شایخ ضرابین
 صبح بلوغ در بازار ارب برضما میگفت در پشت ارب در غنواها
 همی تو تیا در چشم خورامیگفت شمس الدین بلخی الباقلائی در محفل و نشو و نما
 و مست خوش سانی صاحب محل خوش پانی بوده از بلج که وطن او بود
 سمرقند آمد و از زندیان مجلس نظام الملک صدر الدوله وزیر سلطان صلاح الدین
 خوارزمشاه شد محمد عوفی گفته که چون سمرقند رسیدم چهارم شمس دیدم که
 هر یک در فلک فضل اقبال کشتی فیروز بود که همه در خدمت صدر الدوله
 کبابی بی بی اول قاضی شمس الدین عبدالکریم طبیبی دوم شمس الدین
 باقلانی که ملازم آن درگاه بود و سوم شمس الدین عمید چهارم شمس الدین
 قاله وقت صدر الدوله راضی بهم رسید هر یک آن شتر از مرگ آید
 خوشی جانند و باقلانی آن رباعی گفت دست تو کار نو بهار گرم است
 زو کردن جرخ زیر بار گرم است بروست تو کرمیت بگویم آن صحبت
 ای گلین بود خار خار گرم است قاضی شمس الدین محمد عبدالکریم طبیبی نویسنده
 طبیعت و نیکو شنایل بوده در ابتدای حال جوانی از طبیب بهری آمد
 و طوره نشو و نما در آن شهر خوش آب و هوا نمود در حلقه و در صدر شمس

کبریا سپهره در ارفیض افاد علوم می شد و در سفین گوهر نظم با یک
 ختر یک بود و تا آنکه از تبرکان علما و فضلاء خراسان شد و از ندیمان
 سیرالدوله وزیر سلطان جلال الدین خوارزمشاه کرد
 چند بیت از قصیده ایت که در شرح آن دستور جلالت نشود
 بر صفحه برین دستور گذاشته بیا که در حصار گل نقاب است
 زلمنه در سرفلف نبفته تاب انداخت پاله وار میان از می طربند
 که در دمان ریاضین هوا شراب انداخت طرب سرای شنشاده گل
 چمنست که عنذیب دروناه رباب انداخت زهی نبفته خطی که زجا
 طره تو زمانه سایه طوبی بر آفتاب انداخت جبهه شهای ملون که در
 رنگ آمیز زهر محاسن دستور کامیاب انداخت ۲ رو که کاک
 تو شد حاکمک دلبری عارض کلگون بر آرزو عهبری بو که در
 رخساره من بر عرو و بشیر که از طرف کل سبزه برون آوری
 ریشدی اشکار بحسره لعل تو فقل ندی روزگار بر سر سغری
 هیچ شمی نگذر و تا نکنه رویتو قافله روز را سوی جیان رهبر
 کنی جبهه اشخ جبار از دست بر در عرش سید وصل ما تو کنیم و اگر

تازی خوش کام او با صبارا جو خواند	شغیفه سقیرا در زخم دردی
آخر کشید درخش فائز ازل	۲ خطی که در حالک حسن فکند خصلت
بزدلف او صبا بکر از بهر آن وزد	تا در جهان بکلیقه ریائی شش
ای لبر کی بوی شیتان لغتو	هر صبح در مزاج هو تنگند مثل
نین غم که جو سیم ناید ستا	کردیم چهره زنگ بسما بر زبل
خیرای گرفته روی کل از عارض قوی	تا باغ عم تازه کنیم از سیم می
از یک سد که زهت خساره تو کرد	لطف بهار نقب شیشه در زناوی
از ز کس سیه دل جاو و سوال کن	کین جور تا جدت این عیوه تا کبک
خرای پیر حسن ترا اخر اوقا	تا افکیم در افق ساغر آفتاب
یکار موی تخف سوی آسمان ورت	تا در کنار لاله که عسیر آفتاب
خطاره فروغ جمال تو میکند	در دیده در چرخ این منظر آفتاب
والا نظام ملک محمد که خج یافت	در کوهر حدس او منظر آفتاب
از بهر استماع نواهای کلک	دری جبهه زهره خنیا کرافت
کرد پناه راه تو آتش علم زدی	طالع شدی ز جهر خاستر آفتاب
از خط غایب تا بیز تو ماند	۲ دروادی غم نایب خنیا

بیخبر است که چیزی نگشاید
 از طره متقاعد مشک خطا چیست
 بر روی آنکه بر سر زلف تو بگذرد
 با خلقی بر مکن که جبار از او برود
 مکنیز و از هر غم و شد سبک دید
 محکمیر تو با سر و حیوان
 برود بجز وقت دیر اینی در خطر
 از وجود بدی تو در دست ملکین رحمت
 هم از طراوت شربت شکر بریدند
 دلم جو بسته حسن تو نشد حسن بود
 چرخ کردن عین الکمال دشمن سوز
 بر حسن کردی بی بر آستانه تو
 بجای شکر کنجیت میفرستادم
 چشمه حاشی از من بهت عالی
 کسبای فلک بیایست

ز من خانه شش کوشه وین پر تو
 ز جهره تو حسروا بجم ضیا گرفت
 شدتی که تنگی عالم صبا گرفت
 صدر سپهر مضب دریا عطا گرفت
 کوه را را بختی چون کند نازت
 نیافریده نظیرت خدای بی مانند
 بگرم و سرد و عیاقوت فارغی ز کزانه
 حکر شکاف جو تیغ و کز کار چو بند
 هم از طراوت نظمت چنین بریدند
 که شسته را سر است آب را سید
 که یک حسود بر آتش از هزار آید
 که استا شوام هست بهتر سوکن
 اگر زاده طبعم تو میشوی خرسند
 بسند کن همین تو و س شاه بسند
 سریت وزین عرض کنم بر آید

جون از سر شمنت بیان آمد درو آید شطلم وقت

امیر شمس الدین خالجه در زمان سلطان سخر سلجوقی بمیضب المارت

ترقی نمود و محمد عوفی او را بامیر شمس دیگر از نمایان مجلس صدر الدوله و وزیر

جلال الدین خواند شاه شمرده چنانچه ذکر شد بهر حال صاحب فضل بود

این آیات در مدح طغرل لاجوشباز از آشیان ضمیر او و پسر آندوه

سپیده دم جو بر آوردن شام شرق سپاه

رزوی صبح جدا کرد شمشاد

نخار من ز بدل ریودن عشاق

فکنه دهن شبرنگ زلف بر رخ ماه

هزار بار نوشتنت عبده و فدای

بریده باد زلف نلیکون قدر

مگر که دست فراتش ز ما شود کوتاه

که کردم راه خلف دوست

در هوای ملک چرخ کامران آید

۲ و در محیط عدل ابروستان آمد عیب

حافظ اسلام سلطان سخر سلطان

انکه از چرخ بلند سستمان آید

پادشاه پادشاهان جهان کز رای او

عقل سیموز بلایت جوان آید

علیم شمسی اعسنج جوهر تیغ زبانش خنجر برج دانش فضا است بود

و کلمات بهجوشش کو بهر جنبه بلاغت محمد عوفی گفته که او بار برهان

صدر الشیخ تاج الدین عمر بن مسعود هم عصر است و این سه صفت چون سه
 گوگب نسطرا تیر لذ فلک بیان اوقات عارفان خردوی پلیس با است
 ششده بر مکر و فرغم و دوع ریزم هر ششی پروغنت کیر خواهم گفت تن یا
 اندر برین دورتن تانشیند کرد این دشتام بر پر مهنت که حکویم کیر
 اما حی زنگویم کیر ضر ما کی با فایه در حد و کرس و کون زنت شمس الدین
 بی شهاب الدین روحانی جامع هر قسم از فنون فضل و هنر بوده در زنده حقیقت
 پیکر سخن صاحب سخن اعجاز خردوی بودی و او مداح خسرو شاه خسرو است
 دستایش کرد ز راه عصر نیز بوده صاحب عرفات آورده که او غیر علی
 روحانی این ابیات از انعام روح بخش اوست برای حرص شکم
 خوار دایسه جگر تجر بخوری نه ساز تمام غصه و غم بسوی بقعه نم کن
 جو کاسه دهن زهر جریه نم کن جو کوزه شکم غذای جان و دل از
 قوت علم حکمت کن که قوت خود افزاید این غذا هر دم بخشوی شبن
 محقق راحت و مانع بساز به روی از شر و نظم خیل و چشم کند لطف عیاش
 زنج و تاب و وف ز بهر صید معانی و زوگشای ایهام برای است
 گشت و خست ز صمیر زنگنه یاره و از بند راهت کن قائم بنال

لطف بیارای چیده الفاظ بنوک خامه فلکین جعبه او خم اندر خم سخن بیاری
 صبا نیش نکتہ کوی وجود که از دستان حیات و که از زبان قلم مگر
 که گوگب سلطان گل رسید از راه که ساکنان چین را فرود ز روی
 گرفت کردن شایخ از شکوفه در زریور منتظر روی زمین آرنفشه در راه
 سمنبران گلستان و گلر خان جن زریور غنچه چشم میکنند نگاه گرفت
 خون کی لاله رادین است که شد ز صلت ایام عمر او کوتاه اگر نه لاله
 اندیش خسروست حیرا حلق پذیر شود و عمر و دستش ناکاه جدا یکان
 گلستان بهر فخر الدین علای دولت سلطان عزیز و شایخ امام شمس الدین
 محمد بن محمود الزابلی در لب لباب عوفی بد کورست که مدتها امانت و
 قضای پیشاپور با و تعلق داشت و چند گامی در خوارزم والی و مقصد می
 شد بد رسته سلطانی بود در مدح شایخ الدین خبرتی که سر آمد علمای روزگار
 بود شمار بسیار دارد ای صفت حسن تو همچو علم بی شمار ای شاکر لطف تو
 همچو علم پیسار لعل لب او شده است تشنه بچون و لم ای عجب آخر کرده
 شده او آبدار خط تو همچون نبات سبز ولی بانگ نشانی تو همچون شهاب
 تلخ ولی خوشگوار فصل بهار آمد و باره که تازه کرد نوح و نوحه کا

در این فارغ صغیر ششم ذکر در صبار برش ساعد سیمین بر و کرده اند
 سیوسن آزاد کرده صدر جبار ادعا از بی آن بر کشاوت
 یاسین چیار وقتی امام جلال الدین خوارزمی بمولانا شهاب الدین خرقی
 نامه نوشت که مطلعش نیست نامه که ز بیایدان جناب نویسنده
 لایق آن از کجا جواب نویسد که جهان عکس گشت بس در معنی
 دیوتو سوری را اشتاب نویسد هست کواه من آن حدای که او را
 شمس جهان مالک الرقاب نویسد کار ز روی من بدان جمال مبارک
 گشت فرو نزانکه در کتاب نویسد **شمس الدین دیوانی** محمد عوفی گفته که بی زنی
 عالم بوده و نفسی سالم داشته و با سلطان طبع تلعلج خان راه شناسی
 و خدمت تمام داشته در زمان او نشسته عظیم سپه اشدا این رباعی را
 گفت شاه که از شیر فلک را سیم است خسرو فرورستم جل
 جم تعظیم است ای دیو ستم رو که سلیمان آمد و می آتش نه زمین که
 از سیم است **شمس الدین محمد بن نصر سکر** خطبه بلاغتش بر سیم نظم
 ششم مایه بشک مضای عرب و عجم بودی بقول محمد عوفی خطیب دانا و تمام
 ادا بود و اهل بیستان وجود او می نازیده اند و صاحب چند تصنیف بوده

از آنکه هیچ بحرین است که جوهر شریعت و طریقت را در آب رنگ حقیقت

این رباعی گوهری از ان دریای نالامال است در عالم با این

کسی در عشق تو من باک ندارم نفسی درمان دلم که هست در نای غمت

موجی زده در باد آورده سی شمس بن طغان کرمانی طعنا نشاد گشت

سرفت و ماه فلک طریقت و حقیقت بوده محمد عوفی آورو که چند شوی

پیکر خسته و هر یک را در بیان حقایق مظهری ساخته و تصنیفات بسیار

دارد و همواره سجاد و بی بی ارشاد در خانقاه سلطانی شهر اهواز

و این بیت از جوپان او رشح است که از زبان قلم بکام رقم جلیده شد

تن شد گران ز مهرت دست از غم سبک شد دل شد سبک ز عشقت زهر

می گران و شمس بن نصیر الدین محمود بن ابی توبه جو از زمی ، ماه

پدرش وزیر سلطان سنجر بود و جمعی بسبب دشمنی احصارت الدین گشت

برو نهادند و شمس الدین او را محض معارضه او شدند پدر و پسر هر دو در جاه مجوس

شدند شمس الدین این رباعی گفته و کار کردنیقتا و تا آنکه هر دو در سر

نفس گیر شدند وی بر پدرم نزد خداوند وزیر احمد زمین و پدرم و

ایمیر کزنده جوالمز جوانی کم گیر یارب تو خجای بر من پسر فقیر امام شمس الدین

از یاد در پارسی و تازی داده محمد عوفی گوید که ز نیت الزمان از جمله
 بیخیزد از نیت این از بحر خفیف از آن طبع لطیف نمونه ایست
 بدو تو سه زمانه آمد عشق تو سر زمانه آمد صبر از دل من کرانه کرده است
 با عر تو در میان آمد **خواجه حسن الدین** پی از صدر نشینان محفل حلال و کمال
 بوده سحر او راست رویت آئینه روح جانست کفر لطف تو پور آیت
 شعر تو دل بر دیده خوانید رفت و راهم را بگذار بچکانست **شمس الدین**
شاه آرمه مردمان از زمره مردمان آگاه و عارفان صاحب جا به است شکر
 حکمت و معرفت را طوطی خوش بیان بوده آورده اند که از شو شتر است
 و این بیت از کف آتشگر ریز اوست برای آلت جان ساخت کردن
هکین تن را تو کردی آلت آلت روان کار و نما را **شمس الدین**
شاه بن بلاء **سکری مبارک** شاه تخلص می نموده و با محمد عوفی در یک زمان
 و رحمت بهر آیت شاه غزنوی نموده و این ابیات چون آجیات از طلاست
 بنجوم کلاه چنان او در مدح عنایت الدین بر آمده جان سخن تو ذوق جان
 دارد شیر نیان لب و دندان دارد عاشق چه شکی مگر مبتدائی

به جای این که
 در هر حالت
 در هر حال
 در هر حال

کین منضج حسن را زبان دارد • شته سیر مبارک از نعمت لیکن
 سیر سیت که دولت جوان دارد این کوکب حوالی دو
 از سبزه کی شته حسان دارد فرماده حسروان عنایت الدین
 که لطف صفات عقل و حیا دارد کوکب زفلک سبک فرود یزد
 که نفسی برو کران دارد نیکو فرشیخ اولیاء حلاله
 رخسار عدو جو زعفران دارد و در مرثیه ناصر الدین عثمان این درباری
 از تیغ زبان و لکتهای جواهر آساده رخشان ساخته کی تیغ توفت کمال
 دارد ایسلام از کفر تو نماند توانی دارد سر بر کن و نیک که زم که تو حبان در
 پای ابلاجه زندگانی دارد و له فی صفت الفرس نیز کاجی که گرز جا ملقا
 بر نشیند کسی و گوید ما نارسیده هنوز ما باغ او رسیده بودی با
شمس الدین هستانی شهریار شهرستان حکمت و منزلت بوده این دو بیت از
 خود کاشتهای دهقان خیال اوست بر دل ز جو عشق تو نیکو چه می رود
 بر تن ز روزگار شکر چه می رود بی تو ز جوی فصل زویت آب بهیاس
 از دید ما ز حشر تو که چه می رود **شمس الدین بن حاجی یحیی** و غم مفضل نصیب
 که خلق بود شهر روم رفت و ایجا منزلتی در بایه فصل خود نیافت این قطعه را زیور

میسر از شیشه ساخت خطه روم اندم خطا بند ششونده بودم کورا
 بچو دینت سگیت دیدم الحق دیدم محبتت در کاهمی که با جلالمت او
 در شب شیا نیست ندیدم از همه پوسکان در که او بجز زهی که
 کار او میمانیت درین فکر با عقل خوشتن گفتن که سیر ختر برای او
 داناشیت بچوب دیدم کیشب جمال فرودی که گفت شمس این شب شیا
 در حقیقت که تویی من هم بر محمود دوست گفتم در خاطرت همانا نیست محبت
 در که محمود ز اولی در یاست چگونه در بیاکانرا که این پید نیست ششم بر
 عوطه زوم ندیدم در کناخت منست و گناه در یانیت تو شاد ز می و
 بجا اول گذران که در خرج بگلم ضایع است **شمس** این حاجی سهراب
 لطافت طبعش از حساب آفرینست و سایر قهر فضایش بر فراز کنگره
 کردون این ایات در بگوئی از اهل زمان گفته در خدمت ای صید
 فلک مرثه در دست کوزهر سحر از دهن مار بزدود چون دست برسان
 میل حبت بر آرد حال از رخ زنگی شب تار بزدود پیراهن دردی
 چون حبت پوشد از کون برهنه دوسه شلووار بزدود در
 کتد شکی خا تار یک چونگاه ریاگاه ز دیوار بزدود طراز زرد

بخت درمی انقطعه را از او ذکر نموده داستان سپهر بندگانشیندی

که از او دست نزن او به پیر چو رسید کاو بناحق خلق داماد پیر بگریخت

تا در او بگریستم پیر بگریخت پیر اولب و دندان پیر شکست

پیر او سر فرزند پیر برید همچین کس را کرد و نزار و نیاید

انگسی کو بگذاو به پیر کردید ورتوا و را کنی لعنت من میگویم

لغنه ایسه برید او علی آل زید و ایضا صاحب تحفة السعادت اقام

ز در اجین آورده فار و زیاده ستا هزاران خانه گیر طویل منصرفه

خواجسته **الدین محمد صاحب دیوانه** از قصبه اژده و است از اعمال حرمین و

دشمنش مجمع البحرین کرم و عرفان بوده و بسیاری از ازا زادان جهان سلطه

احسان او گرفتار بوده اند و در وزارت و جلالت ضرب الشل بزرگان

عالم است دانشندان کتبی کتابها در سالها نام او پر خسته اند که از جمله

شمش کاتبی است و شیخ سعدی در صوح او و برادرش **خواجسته ملاک صاحب**

تاریخ جهانگشا قضایه در بابش کرده و در تاریخ العنی آمده که بغض کل

خیر از بلاها عظیم از ساکنان بلاد روم برکنار شده این جهان بود که استجا

فان بر اهل دیوانه بسبب زیادتی و دست انداز محین الدین بر

کاشی حکم صل الکاء روم فرموده خواجہ شرف عرض رسانید کہ حکیم فاضل بلا
 عام نمودن دخلاف شریعت و عدالت است این کلمہ از تلامذہ منوودہ وضع
 بلاد فقہ از ان مسکسان بیچا شد و خواجہ شمس الدین پیر بر سر عاقبت
 وزارت بردوش کشیدہ جدا خواجہ شمس الدین عبداللک مستوفی سلطان
 محمد جواز شہ و سلطان جلال الدین بودہ چون ہلاکون از بچون در
 گذشت وزارت خود بآن کافی الہام داد و در زمان اتقا خان مستقر
 داشت و فرزند او ارغون را مجد الملک کمر اہ نمودہ با خواجہ شمس الدین
 اتقا خان مدت ہفدہ سال در ایران پادشاہ بود صبح بار شنبہ ہشتم
 زی حجہ سزہ ششصد و ہشتاد و ہجداں در گذشت خواجہ شمس الدین وزیر
 او بود و برادرش کبودا را و علی شرف اسلام در آمد و احمد بزاق لقب
 یافت و وزارت بر خواجہ قرار گرفت و خواجہ شمس الدین بیایا دین
 امر وزارت بر فاست برادرش عطاء اللک نیز بیاری داد
 امور مملکت مستقیم شد و چون ارغون خان بس از عم خود احمد خان
 بر سر بر قرا زوی قرار گرفت خواجہ را بر صدر وزارت استقامت
 داد و عاقبت او را بوقان خان و غیرہ بچون اتقا خان تہمت زدہ ساختہ

کام جانش را بجایستی زهره از شیرینی حیات بر آوردند و این واقعه
 سال شصت و هشتاد و سه اتفاق افتاد که در آن شب که در آن شب
 در عالم شمس از شفق خون
 بجکیده روی بکند و زهره کینو برید شب جابه اساید کرد و در آن
 روز بر آن نفسی سرد در میان برید کونیکه وقتی مجد الکلیان
 در بیغی تابو و شتاد او نیز جواب فرمود هر دو ترتیب سرد و سرد
 نوشته شد در کبر عم تو غوطه خوانم خوردن یا غرق شدن یا
 گری آوردن خصم تو بسی قولیت خواهم یا رخ کنیم روی بدان
 یگردان یغور شاه خون سا درون بس بنظر روز یک
 باید خردن این کار که بای در سایش واری هم سرخ کنی بدن هم
 کردن هر تیر که از قبضه تقدیر برون شد کی شاید ازان تیر بتیر
 صد کرد هر طلسم که بر اهل جهان کردم ازان پیش پیش آمد و احوال
 هر چه برگرد یا ترا من وفا بیا موزم یا ز تو من خطا بیا موزم با تو
 وفا کنیم صبه که جبار او وفا بیا موزم بکه امین دعوات خوانم صفت
 تا رویم آن وفا بیا موزم و در هر شبه قره العین خوشی بهاء الدین محمد

صاحب دیوان گفته فرزند محمد ای فلک هندویت بازار زمانه را بسیار
 کیویت از حضرت قد العت پشت پدر محمد نام بر ما ابراز
 در ماتم توجیح در آمد بخروش من در غم تو چگونه باشم خاموش
 نبود بستنی جام پدر ای جان پدرم پدر کردی خوب در جواب پدر
 جاجرمی نیز رباعی فرموده در زیر نام بدر آمدین مسطور شد **عواجش الدین**
عبدالملک جوینی، عواج محمد شمس الدین محمد صاحب دیوان شریف
 ایشان ولطیف بیان بوده در روضه الصفا مسطور است که چون **سلطان**
 ابوالارسلان بنگش خان بچون رسیدند آن بزرگ در مع سلطان
 این رباعی فرمود و سلطان بدوق آن حسنی عظیم تمام روز به نشاط
 شراب بگذر آیند و آن رباعی اینست لطف شرف کو هر مکنون
 سجود گفت رونق همچون برود حکم تو بیک لحظه اگر رای کنی سودایما
 محال از سر کردون برود چون چرخ دلیر است ایام بهار عیشیم کج
 باید و شادی بکار در این جای سزه کو تنغ برو انداز بکای قسط
 کیمسنگ بیارم خاک سر کوی آن بت شکنین حال می بینیم شتی
 بمید وصال سپارم زرقیب آده در کوشتم گفت میخورم غم ما و فایک

میجویم تا و خاک بر لب می مال شمس الدین کاشانی از جمله بزرگان
آن عهد بوده این ابیات را در مع حسن و شاه گفته

سید عقیق مین خراج تو چون کبریا کرده دل مرد و زن رویتوان
خوشترین سخت نقش بهار بویتوار فیض خویش ساخته مشک

قاعده کفر و ظلم زلفت تو و حال تو قاعده دین و داد در که شاه
ملت حق را پناه حسن و شاه ابن شاه عدش حین نورماه تافته وطن

چون کند اندر سوا ز نایگانان غرور صف کشد اندر هوا از فی طومر
میجویم که در بی قادر و فرمانرا را دیت و بدل شاد بروج و تن

شمس الدین طاهر سجستانی از مشهوران بر فصاحت کسرتان بوده لفظی

الدین محمد او صدی در عرفات آورد که دو هزار میت دیوان او نظر
من رسیده این ابیات فصاحت نوازان هزار و ستان کلشن

پاینت است ای از رحمت گرفته نه نکشت در دمان سودا پوئین
کرد نکشت در دمان از محبت تو هیچ دل آزاد کی مشور چون بنده

کشت قدرش کم و پوستان کاری نیاید از لب و دندان توان خرد
بلکه میبری بدین و فکر میجویی بدان میجویی بدان وصل ترا بود ز برنج آرم

جو بر رخم ز زینند نیم غم نو خدا یگان حشمت بجان ستانی از آنجا که
 است کرد افتد کجتر شاه جهان ستان بی حشمت مانه قدس
 فلک و یک این پاکیه نیافت بنه پایه یزدبان در سینه حسود نور
 زانکه گینه است آن گینه بزنگه از آن سینه چرخ سان ای بر در صلات
 ایام پرده وار بر ما کبریا تو اقبال پاسبان کر ستر من رسد بر
 بوس حضرتت از بخت نام ما ایم از روز کارگان حبه آنکه روزگار
 ساد و بیای حبه آنکه دور خج بانه در بیان انتقصیده سیر
 سیدت که از روضه طبع او بروادی روح سعد الدین وزیر زنده
 مژده روضه شمس آورند مسکسیم که در منتر جهان خوش لبان عظیم
 چه دولتت که دل مست کس ز لیسور جدر حشمت که جان پاره نشد
 ناز و غیم عالم از نفس من را صیت شکر بکتبی اردو لطف
 ز تبت عظیم ز صیت قامت هم کور همجو حلقه دوال نسبت
 چشم ستم کور با همجو دیده هم اران که صف اول بسته زنده را نصف عهد
 از آنکه صدر کرم تانده شد ز صدر کریم وزیر شاه نشین خدوین کلمه
 صدرش را سعادت نیست رفیق سلامت نیست قدیر جهان شکرده

بعد تو زنده شد چه عجب که خوب خشک شود جا فور دست کلیم نصیب
 ز دنیا بپوشید بپوشید نصیب حضم تو در آخرت عذاب الیم ولی که بر دل تو
 در آن است یکتا جو کاف باور زانده آسمان بدو نیم ملک شمس الدین محمد بن
 محمد بن کرکوت **۴** اول ملوک کرکوت است که بر سندا امارت نشینت و او
 زاده ملک کن الدین است و او را از فرزندان میر غزال الدین است که امیر
 غزال الدین از بنی عمان سلطان غیاث الدین غوریست و زیر و نایب سلطان
 بود و الی دار السلطنت بهرات شد حکومت قلعہ خوار و بعضی ولایت
 غور را ملک رکن الدین داد و چون ملک رکن الدین در زمان ایلخان
 شکر خیز بر ولایت خراسان با ایلچیان جنگیز و لشکر خوار معاش نمود
 کرد و آنرا دیوار جنگیز خان نیز حکومت غور را یافت و کارش قوت
 گرفت و چون در سنه شصده و چهل ملک رکن الدین در کرکوت
 ملک شمس الدین بر جای نشست و بر سبط مردم انگیها که در جنگها نود بود
 منبطور زمام حکومتان گشت امارت بهرات و غور و خراسان و سمرقند
 و قندهار و سیستان با توابع با او مقرد شد در زمان ایلخان و او الی
 سلطنت ایلخان نیز حکومت امارت بهرات و توابع اشغال نمود

پس از مدتی بممالک خواجشمس الدین محمد صاحب دیوان باردومی القباخان
 آید چون القباخان اندر بخیده بود دیگر حضرت باز گشتن ~~بیت در آن~~
 بخو خوزیر اجل از عمل حیات باز ماند مولانا وحید الدین ~~بیت در آن~~
 فوت او گفته بسال ششصد و هفتاد و شش من شعبان قضا
 مصحف دوران جو نیکریت بقال نهم مقدم ایراسیان محدث کرد
 برآمد آیت و شمس کو برت فی الحال ملوک کت هشت نفر بود
 قدرت ملکشان کبید و شتا نزه سال و ملک شمس الدین بعقل و دانش
 و شجاعت و سخاوت و حسن آداب القباخان هشت رزمی از پیش نهاد
 با صفت خود را درین رباعی ادا کرده ای دل طمع از منت عالی کسب بر بختی
 بخت کام زن نه تحمل در و هر دو چهرست پسندیده دل یار و بنام ما
 غرضت حاصل برون نکوسه هشت اربود سمر باشد برون رومر شکر نوره
 بار صر باشد مذباده ارسرت ار یک کلمه برست افقه خاک پای شجاعت کرد
 سر باشد با بن من بود دست بسیار شست باد و سره نینا بوم در کباب
 شست پر و نیز آن غسل که باز هر بخت بگریزانان کین که بزه است
 آن به که خردمند کناری کیزد یا گوشه قلع و حصار تی گیر می بخورد

ایران

۱۹۹۹

تهمینه بی بوسه ستایم شوریده قزاقی کیم و ملک شمس الدین کسین بن
 ملک شمس الدین کزرت ملک رعیت پرورد و او کزرت بود کز الدین
 کزرت در سال ششصد و هفتاد و هفت با شارت القبا^{خان}
 حکومت هرات بدو تعلق گرفت و بفرمان القبا خان او را بوقت بدیش
 نزد او رسانیدند کسین گفتندی در تاریخ شاهرجی آورده که
 پیش از آن کز الدین در قلعه محبوبس بود امیر نوروز التماس جرم کرده
 این ایات مشنوی گفته زد امیر نوروز فرستاد و مرئی
 خیره کش طرف دیوانه البیت که از وی بهر خانه افسانه البیت
 هیچ آفریده نمی ننگرد سخن در جهان آفرین نکند و حسیله ایچا
 بجد از دانیو ویا کیز روز آرزو های توت با نیم نزدیک تو شرمسار
 ز کردار این در نامباز کار شمس الدین نیازی طبیعی بی نیاز داشته
 و حاصل و برک منمش بود کوشه که سسکس را ازین رباعی توان داشت
 یکتایان که حاصل سرد و ز کوره شکسته دم آبی سرد ما جور کم
 از خودی صرا لید بود یا خدمت حوبن خودی صرا باید کرد ^{مورد} ^{شمار}
 الدین تبریزی عالم امر از حقیقت و ساک اطوار طریقت بوده

در خدمت شیخ ابوبکر سلسله یافت و شیخ رکن الدین که کسب معرفت نموده

و چون بدو اشارت توحید و تجرید شنودتی هم در خدمت کسب

کسب کلمات نموده و سبوح و اربابحت عالم صورت

نسبت ارادت مولوی معنوی حیا بجهت مشهور است با او پیدا شد **محمد بن علی**

صاحب طبعی تراکت آفرین بود و این

شهادت می نماید **تعباصد در دول گفتن چه حال چو خرم سینه**

بمد عارا که همین درد دل در نامه کنجد مگرد خون بیایم صبارا

شمس الدین کسی از بزرگان زمان خود بود و صاحب عبد القادر مجلس خود

این طبعه را از او ذکر نموده فرصت عمر دهن صحت **در حال**

دست نگذارد قدر وقت فراغ بشناسد **خط خوشش از زان**

بر آورد **شمس نام شیر از غای عارفی** بوده که از خود شنای کج نامی

رسیده حیا بجز از زنت او این معنی تراوش می نماید **شمس نام صر تو**

شناس که شنای صدا که خوشناسان بی دیده **شمس نام**

یکیم شمالی دهمستانی در شهرستان فضل و کمال از مشایخ **جلال**

بوده و هوای شمال طبعش در پرورش نهال خیال استعدال شکر

کتبی و کتابی را در او شناسی
 چون نمی باشد ستوده کی ماند
 که تو اینک ضعیفی میکنی
 نینو من نازد و ده کی ماند
 نه و بیار نشویم هر دو
 نیک و بدناش ستوده کی ماند
 اما اندازه کمال سخنوری شمالی را ازین ابیات میتوان دانست
 و یا که است کمن زرافای تغیب
 ز رفتنی همه دانی و مفردی ز غرور
 ز بودنی همه داری و مفلسی ز نظر
 همه فایده ها تو رسوا کنده چسود ترا
 چنانکه شاعر بد را قضا کرده زور
 زندان پیوست دین که هر زمان
 بیرون می اندازم از وی حیال تو
 شهاب الدین محمد بن امام خراسانی
 پیوسته بکره کشای اندیشینه
 صافی صل گشتای دشوار را آسان نمودی محمد عوفی آورده که امام
 شرف و شهنشاه را از زور و بیهوشی بیدار کرد ای حشر و ستوده که
 ایامی همای عدل از آستیان دولت عا به توحی پرد اعمی بند
 سر کوزای میزند یک یک به نیم شب کمر شو بشود از لطف آفتاب

تو ز نیاز دست آنکس بر سرت ز گرم را چه گسترده شفا گانم که در دست
 من این بهر حال تو هر دم هزار در معانی پرورد تو آفتاب در دست
 کان که سخن جز آفتاب گوهر کارا که پرورد شدت کوه کوه با کوه
 مهر می نامم ز سبده گان جناب تو می برد لیکت از ره گرمی
 دارم امید آنکه روزی بیایم **ای ستمگر** رستم
 مدتی اختیار ملازمت اختیارالدین علی روز به می نمود و او **بخطیعه**
 و بیخ او سروده ای سپهوان کام رو اختیار دین ای طلق هزار
 کشتن انعام تو هوس خون در دل عدوت پیغمبر چون نظم
 شکر در نیلا ز بیم تو هم ناک آید ممانند کندم ار چه ز غم سینه بان ز غم
 از آسبای خیم نیاید می بسوس شد یکدوم که تنده بشوریده است
 زین خیز مشعبه و ایام جابوس همتش ز دروغ و غم صفت حال او دروغ
 نالید نشنید فاشه پیدای از خروس تا خدمت و دل کند حضرت
 آید بدو که تو بمانید پای **امام شهابی سلطانی** ای که در خاک بوده
 در سلطان عالم خیال در عاشق مشربی طبعی تقاضا طلب در **ایمان**
 بلاحق آشنایت و شاهد حالش این چند هوس فرزند است

الحمد لله رب العالمين

کلکلی چند تازہ چیدہ آئندہ دیدہ های بی چیدہ وین همه چهره های بی چیدہ
ای وید در حیران ز بهکایت بهار چشم دارم ز جسم تشنه و آب باران
نی دیدن جمال تو ای نور چشم من مذہد حیات زینت نیاید زین
روز گرم گذشت گرم را بیوستان اندر میان سبز کنده اشطار چشم
و فرشتن شعله حیات شهاب الدین زسان پانصد و نود و شصت و پنجاه
شهاب الدین خالد فرزند حیاتش در بستان فصاحت و بلاغت
مدت آفرین زبان جوش نیز بسیار نیکین افتاده نکی چند که از نگار
فصاحت پراکنده ساخته ایناست ملک الموت از این طبیب
می رشت که بار کاخه ای که جبار از خلق خالی کرد اندرین کار
کم شدم سه و پای یا ازین شغل دور کن او را یا مرا خدمت و گرفتاری
می محبتی پراخه دیدم در دست گرفته خوب ارزن رینارنگ
گرفته بیزد نظاره برو زبام و بزین پرسیم ازان میان بگریه
کیس جویت چسرا از بند برارت لغت زینت رو سپه
محببتت زین شیخ ابو الحسن الشہید السلخی از مشایخ
سامانت و سامان فصاحت با کاشش بی اندازہ بود و نموندا شعا

بسیار تازده محمد عوفی گفته که استاد شهید را شغری تازده است
 و نیز در روزی نظم برده چنانچه در هر دو میدان سواری نورس و خج
 با بسته اطراف که ابو محمد عبد الکافی روزی تالیف کرده است
 حسرت از او آورده است و استاد در وی به پیش دستی او را
 در مکتب او این دو بیت فرموده کاروان شهید رفت
 پیش و آن را رفته کرمی اندیش از شمار دو چشم کنتیم
 و حساب خود هزاران پیش آنچه از اشعار شهید مطبوع است
 محمد عوفی ذکر نموده و از الجمله این دو بیت است که در مدح صاحب
 خراسان آبر سعید ابو الحسن نصر بن اسمعیل بن نصر بن مالک گفته
 همان کو هست مرا و را که در جهان گن گشت بجز کوا که سزاوار نص
 مانند دانتا بس در بزم آبی از آنکه بی بیاسی و لیکن از تو نیست
 پیرت از حاسته میام کنج بچین نار و از ما تو بر نیست
 ۱ خلی پیرا بسا به بیست ۲ خا ادب با هزار کس تنه است
 ۳ مکتب جواشش دو بودی ۴ جهان تار که به بودی بلبل
 ۵ کینتی به راه که کردی ۶ خردمند می نیایی شادمانه

دانش و خواسته است کس و کل ۲ که پیکای شکست

هر که او است است خواسته است

و انکه را چون

دو ششم کند را قشاد بوی آنه طوس ۲

دویم صعدی ششتر

کفم جبهه بردار یک ازین میرانه

کفم جبهه بردار یک ازین میرانه

شهاب الدین ابو الحسن طلحه

مایه دادی و چیب حورای سپار از دم جانفستزای فصاحت ختم

سارا در ستاد می نگه می تچید که از پراهن پوسف خیاش و زید هتیا

که در باغ جانرا معطر می سازد و از اقام شتر باغی بیشتر می برداخته

زهر آنکه نه پنم می سسای را ۲ کنارین جو سمانند استار

زرف در پیماندر زریح فرقت

جو شک من ز صفا رنگ روی او

آندل کمیدی فارغ و ساکن است

آندست که بند جرت را بکند

یا قوت زوید خچ پنم تا جگنی ۲

در هر که ز تو که خستم دیدا

بر خاست جو اندرو هوا بیوست

بند سر ز لغتوب

در پای علم تو خستم تا جگنی

از تو بود در ک خستم تا جگنی

از رنگین توکل سفید و زردت
 کل را تو چنان خوشی که سر را گل
 دست ز غم فرقت آمد بخروتن
 بچخت آهست بارانت دوش
 جان رفت زیر شش سلام توجه بود
 دمسوخته شده عده خام توجه بود
 دیده ز وفاتشان آواز و گریه
 غمناک بهم از توبه که شاد و گریه
 دشمن ز تو ای دوست بمن رخسود
 آنجا که در غمت دلی بود نبود

بستان امید می
 میوه کل پوست
 نو دم شاه خدای همه نوش
 سیر می قاس آن را بد کردن
 چهره زنده شده بود
 در تاش حیران تو ای جان جهان
 در عشق تو دل نگرد یا از و گری
 که چه ستماز تو و بد و داد از و گری
 زانداشته بودم محبت فرسود
 کوی دل من کی نفس ای جان جهان

علیم شهاب الدین بن علی بزرگ
 صلواتان پیدا شد هزارا بخت بریر از جوهر تخم بر سر و بر صبح جهان
 کفرین از هر بی فاستی و کسب ز برای حمالس سوخته
 جواهر صدام پر استه بود این چند کوه به تا بدین از لایع که گشته
 خالق را آفرین باید که نقش کانیث
 امرا از خاتم قدرت مصورید

هر چه شش تکیف او چون بندگان
 حلقه ماه نو اندر کوس اکتسب
 کیمیای جنتش از بهر آسیا بود
 و من کانرا چون جیب بزرگ
 سنای غزال **مجنده** محمد عوفی گوید که سنای شهاب فلک
 وز با سربین او ثقه طبیعت را چنان سنجیدی که درو و ذره قطعه نماند
 و یکی از طایف طبع او آن بود که هر مطابقت در حق او گفته بودند
 با دوستی و حکایت کردی از دشمنی که وقتی از مریخ را در فتم برین
 السلام این دو بیت در قدم من گفت . شعر استوده عالی بود
 که آن بود در علم حسدی چون شهابی رسید باز از مریخ
 شعر من را رسید چشم بدی و گفته که وقتی شعر حکیم در پیرا آمدی
 میگردد شمس الدین فاله این دو بیت بگفت **فرزانه شهاب الدین**
 دستور افاضل را تو بخیر پیشرو غیب باشد چندان نکت
 در گفتند است این طرف که چشم تو جز غیب نباشد این
 قطعه را در حق عابد اوله وزیر هر ات گفته
 سینه پیران شهابیات و دین که گاه جو دگفت آب بگو کاش میخورد
 که آستانه خود بر فلک برد ایام . کان مبر که سر از خطرتان

بود شیرینی در کلامش همچو بلخی در بادام حشمت جان سرشته
 استعاره بجا است بالذکر لیران عشته در صفا عت
 بجالی مقدم است نسیم از اوکی از روضه شش میوزید
 عوف مطلق دیوانش بهین قضیه هارا سخته بود بر در محاق
 بودن عمر ضایع کردنت خاک آن در بنو کعبه آب عید کاش رو سخته
 زان که بیان هر که بر کرد روزی باشی آسمان بر پایی او بود
 ز نایب و نیست آنکه اثر کشت سبز آسمان از فضل او هم عطار
 خوشه دارد هم قمر با خرم نیست از من و تو کس نه زنده است گلکش بلبل
 و نگش شکر که طوق ماه نور پر کردنت در کد زرین عالم کند مزار
 که جفا می و دل هر ابا زرن ازت مرد دینی در دل با شوق کام دل بان
 زانکه دین و کام دینی بمجواب و روست حله جنت کسی دوزخ که از روز بروز
 آن جو بلبل سبک دل چو حشمت سوزنت خواب ضرر کوشن جل گفتار و رسته کرد
 الحدیث بینه راه رو بی شکر فکند هر کجا نورست در عالم نیست
 هر کجا سوزت در کتی قران شیونست هر کجا شصت اصل انداخت و کردت
 حشته کرد و که جو مایه روز و شب در جو تیره کی انصیعت روشن شود لکن هنوز

وگر کردون کشد کزین بگوشش کز نشنکین در از روز که از بهیت ز پیم ^{شخص}
 فروش جان از درها بر آمد خان اهرن ظفر جهان در آجین یاب در آن
 چه ای سوزان بنده میان جوشش در دل این همی جو بشید خون از حلقه شک ز به پیر
 برانگوت که آب روان ریزد ز پر و زین ^{در آن} تشکان در کام چون محل در آن
 بزی خود مغز سو و همچون سر مرده باون جو اندر زم دلستی بان کوبال که آسا
 چو اندر کتیه پوستی بدان شمشیر شیر آون تخت از کعبین کا ^ع هاک ^ک ^ن
 سباط ز شدید ان مهر مهره کردن جهان از کشور روشن ز رعیت مندر سر که می
 که کس روی نه پند بجز در کرد به سخن خداوند از رکاتش تخت تو خان
 نشانه بوده در هر فصل و فتنه کشته درین فلک بر کلستان با طره با نشان قام
 روان بر نشان عایشق ضر و با نشان الکن ندانم ما کجا رفتیم می دالم کون باریک
 حکم عقابان در فکندم بپیدان که تو سن مثال بنده و صدر تو در آشنای آن ^{قدیرت}
 همان پیوسته با شاه باز انداختن ازین ^{الان} انا ^ص صبح دهر سازد صبح ^ش
 کی مرماه را بایره کی خدشید رازرت بشیر از طریق عمر راه ^{باز}
 بانصا از زمین که پنج دشمنان کن **شهاب الدین** **مهره بن جمال الدین**
بیدو الی صاحب عرفات آورده که در زمان دولت سلطان ^{کر} ^{الدین}

پسر دین سلطان شمس الدین سرآمد فاضلان عصر بوده و امیر خسرو
 را اهل زبانیش و مباحثات سخن سرای خود اشارت بجای آورده
 در بدو او ان مست بر خیزد شتاب همزه نشین
 و شعر مرغیان دلی را نوا و در شعر بصفتهای مشکل التفات می نمود
 همچو این قصیده بی الف که فرموده
 منزه برک سمن پیش دار عبود
 در سنگ سوده کش کرد نشتن خیر بر روز اول شب هجرتو بدل کرده
 و در وقت خورشید دین بود با بر پهر روی وجود مجد ملک علی
 که هست همچو علی بچتر بوقت خطر ز شرف لفظش درو هن گرفته صد
 ز بیم بدلتن دور یک نغمه حجر بچشم معنی بین در عروس فکرت بینی
 که جز صنعت من نیستش در کوزه ز طبع خرم شیخ سخن پذیرد زین
 زین چونک بود به بود خست نم زینج و محنت طبعی گشت پرده
 بگو که روی از بیت سخن گستر از زبان کرده شکاف او میکا بیان
 اینها که که حیرت همچو مویلم بیان در مجید عقل راهی درس که صفت
 اینستو پیشتر توانا را و مودنا توان نیست بر حکمتش بر موی جمال هنرها
 سرور و ملک سلیمانانی بوری را کمان آنکه سر نه چید از درت بر در کش

گشت موربی زبان چون سوسمار مع خوان در رهت چون موی بچوان پیر

ماه با چون دو نیمه کرد از تیغ زبان دید اندر لقمه و صوم

اه معده است این چون گزین رده خوان و لم همچو پده مورست

نفه آتین موری میان مختصر موی سر مورست پای مور در چشم جهان کیست

که باشد در میان چه باشد در نظر موی شم چون مور در است همچون موی برین

ازین با کرده در سبکین لیش هرگز از موی چو موران پایال خود مداد پیری ام

که بیج سر و رفاق میگویم زهر موی چراغ دوده بر زمین که از حکم موی

دل موری بپا زاده از در ربه موی محمد آنکه بی مهرش زوید برشی هرگز

ز مور و مار و وحش و طیران سر موی کندش چون شود میان بد صد موری

سندش چون جولان و در موی خطی چون موزنطی چون شکر آورده ام

بجز احسان بخشش در نمی آید در موی هر زمان این پر کرک شرفی طهر خوا

آن کند با سبک و کرک وقت کارزا آسمان نلیکون بالدم را کرک سیر

روز کار نیز و نش صبر را با کرک ار شیخ شهاب الدین بهر

صاحب نفحات از آن آورده که نام او بچی بن جشست و دولت مشتاقان

و اثر اقیانوسیک دانایوده در هر یک از ان تصنیفات لا اله الا الله

در این علم بسیار مشهور داشته اند خواجه رفیقان او در راه دمشق کوفی
 در آن راه در هر چه خریدند او مصالحه میکرد شیخ اصحاب خود را پیشتر ستاد
 در آن راه که او را صنی میشد و دست جب شیخ را کشید دست از نشانی
 جدا شد و زن رختن گرفت ترکان ترسید و بگریخت شیخ آنرا برداشت
 و بیاران رسید و در ساری مدلی بود امام هاشمی گوید که بدان کار را
 بسیار گشته است علی که بچنین کار با کشاید و هم در تاریخ یا فنی مذکور است
 که در آنجا در عقیده و اعتقاد حکمای متقدمین ائمت زده میداشته اند
 چون بجلب رسید علی تقبل وی فتوی دادند بعضی او را مختار ساخته
 میان انواع قتر و چون وی بر ریاضت عادت داشت اختیار کرد که او را
 بگر نسکی بکشند طعام از وی باز گرفتند تا بمرد و عمر وی بسی و شش یا
 یا بسی و هشت رسید بود و این قصیده در سال پانصد و هشتاد و
 اقصی شد و اهل حلب در باب وی حلیت اند بعضی گفته اند که بعد
 از آنکه او را از وی ظاهر شد اما سنا باین را عیش بر عقلش
 چنانست می بود وی باید که عقل بر علم غالب بود و در آن طایفه که در عالم
 سراج دومی بگفتند و فرود آمده مکتوم شدند و از عالم ربانی سخن

میگویند اما همین عالم ارواح است که ربانی پیدا کند که **سخت**
 و خدیو از جذبات بر روی نهد و نام دی او را در **عین** **میر** و از عالم
 ارواح به عالم ربانی گشت تا محبت یابد که جذب از جانب مجنون است
 پیداست چه آید ز هوا و هوس **لیکن** شیخ مقتول مقبول اهل
 تصوفست و از تصنیفات او حکمت **است** و هیاهو است که
 علمای عقلی را بر آثارش جانوشند **معتبر** **میدانند** **و** **در** **دوره**
دری قدرت تمام بوده و این چند رباعی و او در زبان **فلا** **بها** **از**
 ذکر نموده که کیفیت عشق حقیقی از وی تراود **بجز** **تو** **ناب** **خون**
 از دیده کشاد **خوناب** **دل** **کبا** **لم** **از** **دیده** **کشاد** **یاد** **جو** **است**
 اندر **لسن** **حالی** **که** **در** **آدم** **لم** **از** **دیده** **کشاد** **نخ** **شای** **بر** **آنکه** **خ** **تو**
نیار **ش** **نبود** **خ** **خوردن** **عنه** **تو** **کار** **ش** **نبود** **در** **عشق** **تو** **حای** **تو**
باشد **که** **در** **تو** **بهم** **ب** **تو** **و** **هم** **ب** **تو** **قرار** **ش** **نبود** **آ** **سب** **س** **جان**
حمله **موجود** **توی** **محبوب** **نکون** **میت** **که** **محبود** **تویی** **کز** **عز** **بی** **ما** **نظر** **و**
رف **برم** **و** **ان** **که** **بانه** **ایت** **مقصود** **تویی** **شیخ** **شهاب** **الدین** **بلخی** **حقیق**
بیکری **سهروردی** **نسبت** **او** **بجز** **قه** **بعم** **خود** **ابو** **حجیب** **سهروردی** **است**
از **جمله** **بزرگان** **ان** **است** **در** **مستط** **خلیقه** **ما**

یرب پوست بخلیفه رسانیدند که وی هر روز دو ختم قرآن و وظیفه دارد و
 هر روز دو رکعت نماز ادا می نماید خلیفه حجه آزمون او را طلبید حیا کعبه
 کند و در دو رکعت نماز ختمی بجا آورد که هیچ دقیقه از او از نماز و اوقات
 فرونگذاشت این دو رباعی اندان خاتم نکشت هر بیت ولایت است
 سرای است وجود و عدت است سر بایه شادی و عمت او است همه
 بودید سروری که بی پستی او را ^{روزنه} از سر تا قدمت است همه
شهادت الدین والدولت الملة والدین صاحب الوشکافی وی پروردگار این
 سده الکتابت محمد عوفی الاستکفافی در عالم استیفا بدرجه بود که
 عطار در درخت او بجز کردی و ششتری فضل او را تقریر نمودی رساله
 استکفاف را در علم استیفا ساخته و قانون حسابها را در درج
 بنوده و فضلی بی پایان داشته این چند دقیقه حنا زود در شکایت
 پسنده هر چند که زمانه سر ارم بلید است و در کشت این کار هم
 بجز نیست بجز فضل و کار همه شکرت است فی بای ناستی و ختم
 شکایت در جلد رفت عمر بهره جانگرفت انیس اصل واقعه دیگر
 کجاست بجز و عود من باشد در من جنین باشد کسی کور ادرم

mundane or monotonous, almost appearing imbalanced. Mir Ilahi has often described the name of the certain text of his time here or referred to them keenly in this manuscript. He has also made use of reference as seen in the names of his predecessors. With a lot of generosity he has referred to their works, giving them their due place. He has recorded several secondary details of poets in this manuscript too. For example he has recorded that how Farukhi's Diwan's commentary was written by him. He has written about Sheikh Jamalludin, with the fact that he lived near Hisar where people used to rebel quite often and King used to send his army to sabotage such uprisings. In this anthology Indian poets and writers were also included like Sheikh Hamiddudin, Sheikh Abu Ali Sharif, Masood Bin Saad, Alauddin, Nizamuddin etc. This anthology has names of poetesses and gives them recognition to a great extent. More than poets and writers, musicians, artists, architects, sufi saints, religious scholars are also given due space in this manuscript. This how it proves to be a rich reservoir of information of that age, it is not solely a literary anthology but rather serves as a treasury of other creative information with all vividness.

Nizamuddin Allahabadi, Syed Hadi, Sheikh Jamali, Amir Syed Sharif etc.

This manuscript can be quite challenging when it comes to reading the text written around the margins. At some places these important text inscribing margins are broken or have imprints of moth infestation. Often the script of writing on margins has been notified as *Shikasta* Script. After a thorough analysis of this manuscript in my personal collection defines that this anthology is the first edition whereas the Berlin Manuscript is second part or edition of the same work. In my personal collection I have found out, as mentioned on its colophon that Ilahi intended to write in this first volume about classical poets or ancient poets. And second volume was to be devoted to poets of medieval periods and third volume was to be dedicated to contemporary poets of his age. In both the editions first few pages are obsolete and not present therefore to establish a sure shot fact is challenging or not possible. With the help of my personal collection of this manuscript's colophon justifies that actually this was the layout of his anthology. The colophon confirms that the anthology was first time calligraphy-ed in 1065 AH and Ilahi died in 1064 AH in other words it can be confirmed this anthology inscribes the time line which shows remarkably shorter time difference in the demise of Ilahi and the completion of first volume of the manuscript. What is important to observe how Ilahi was not mentioned on the Colophon as the '*Late Ilahi*' as its writer/poet. At some points it is convincing how written inscription or corrections on the margins were made by Ilahi himself. May be the facts can be discernible but the volume in my possession is rare and very significant. Because it has a well-defined colophon, and it is complete and it was written in Nastaliq script with utmost care and precision. It does not have calligraphic mistakes either. This manuscript contains 728 names of writers and poets. In Berlin Manuscript the volume starts with Ibn-e-Yameen and ends with Humayun. But in this manuscripts seven poet of last Persian alphabet 'Ye' has been written or catalogued. Like Yusuf Bin Mohammad, Yusuf Bin Nasar, Yusuf Hamadani, etc. apart from this, its colophon describes the date of calligraphy and about the author. It also states how this *Tazkerah* was to be written in volumes. The personal manuscript contains approximately seven hundred pages. Every page has fifteen lines. The script of writing is Nastaliq and poets names are written with red ink. At the time of binding the book this anthology was divided into two parts. Here pages have gone really old, and bears the marks of moth infestation. The script was inscribed with great skill and cares making it appear very clean and crisp. It looks like it was written by one calligrapher who has a very skilled and seasoned hand for recording or inscribing throughout. There are no evident errors in the text which is remarkable. Due to these internal evidences it appears that this manuscript was written under the supervision of the author himself. Sometimes at various places the quotations and selections of verses or choice of poets are rather

Ahmed Gulchin Maani, who was Persian Poet in his anthology, has shown ambivalence regarding the lack of reference of this anthology. This is rather unique that Mir Ilahi's poetry was quite famous with people but still somehow his readers were not aware with this anthology. It is considered perhaps due to lack of completion, people were not aware of its existence mainly because it did not get published at its due time. Owhadi despite of being a humble friend of Ilahi and an anthologist he was unaware about *Tazkerallahi's* existence. This could have been also possible that during the life time of Owhadi, Ilahi did not start to write this anthology as per say. It is recorded that Owhadi passed away in 1040 AH and in 1042 AH Mir Ilahi migrated to Kashmir. It raises a poignant question that how this anthology got included in Noorjahan's personal book collections. It is known that second part of this anthology (maintained in Berlin Museum) preserves the writings of Bi Lali Isfahani, who was the calligraphist and the custodian of Noorjahan's personal library. Emperor Jahangir died in 1037 AH and Begum Noorjahan died in 1054 AH there is no contemporary evidence of this manuscript during the stay of Ilahi in Kashmir. Neither there is an evidence of poetic statement or detail, about this anthology. This manuscript has covered a fascinating journey from Noorjahan's collection to Nawab of Awadh to Museum in Berlin. Whether the journey is real or wondrous it is stated that this anthology is composed by Ilahi himself or it was calligraphy-ed under his instructions. This manuscript holds personal initials of Ilahi for sure.

Safina-e-Khushgo's writer has described the name of this manuscript without any reference. It is possible he might have seen or heard about the existence of this work. But this vital reference directs our attention towards the existence of this manuscript. There was a strong confusion regarding this manuscript because people might have written about it with another name which was *Khazina-e-Ganj*. Despite this various literary scholars have mentioned it as "Tazkirah-e-Ilahi". Ilahi himself has mentioned his work with both the names. But the emphasis has been laid on *Tazkirah-e-Ilahi* for sure. Dr Springer in Berlin Catalogue has recorded 400 poet's names, after a more in-depth study it is known that the correct number of poets is 533. This anthology is very crucial because it contains poets, poetesses, scholars, religious scholars, Sufis and artists etc. In Berlin Manuscript there are three hundred and forty nine pages known. It also has at least 27 blank pages which are not inscribed at all and forty pages are partially written. It has few beginning and closing pages which are also missing which shows a lack of colophon. It appears after great probe that this manuscript might as well be the very first and most authentic edition of this anthology. Several pages were left unwritten jotting the names of some poets and writer so that they could be filled after notifying correct information's on them. These poets for example were-Khwaja Hafiz Sheerazi, Allama Jurjaani,

towards the side of his philanthropic personality. His faith and order of believes did not entail him to harbor aggressive or staunch belief. He valued humanity, compassion and good will for all mankind. He had firm belief in all four Caliphs of Islam. He loved the aspect of Prophet Muhammad's (PBH) life and practices; he has considered him as an example of his own moral conviction and devotion. "Zikrussaliheen's" writer Abdul Razzaq Quadri has established linkage with Shekh Abdul Qadir Jilani who was a Sufi Saint. Despite all such fact one cannot assume that he belonged to any particular faith system. Several verses from his Ghazals proved that he was not a Shia. It was known that he belonged to 'Naqtavi' beliefs which created a lot of contention in his lifetime and propelled him to migrate to India. In Iran during the reign of Shah Abbas Awwal all Naqtavi faith practitioners faced challenges of execution on mass scale. Ilahi was a zealous activist of this order of Naqtavi Faith therefore Ilahi had to flee from Khandhar and he arrived in India to save himself. Naqtavi was a movement marked by having deep trust beyond the Monotheism of One God which has its firm root in Islam. This order of Faith believed in the concept of cosmos and Life after death. They were also known as "Passi Khani". That was the era of Mughal king Akbar who was also known for his liberality, this is how several Iranians took refuge in Hindustan during this time. Ilahi has hinted in his poetry towards this new faith system. After arriving in Hindustan, he grew more firm towards his Islamic faith and identity.

In this personal manuscript the colophon states date 1065 AH of its completion. It is a bit confusing a fact, because Ilahi died in 1064 AH as stated above, but it is quite possible that his death took place in 1065 AH. To a great deal this manuscript justifies that Ilahi himself has created this last Manuscript. There is one more possibility that this manuscript was copied from the original a year after his death. In this copy of manuscript there is no mentioning of calligraphist and the place where it was calligraphy-ed. This manuscript has shown Ilahi's name as the writer of this esteemed anthology at several places. There is no second copy of this manuscript known or found in the world, to confirm the date of its formulation and other valid information about the manuscript so far. This is the only surviving copy of the manuscript which has been preserved. This manuscript has been written with a lot of precision and writerly skill because it was written by only one writer and it does not bear any sign of error in the text. At certain places around the margin some corrections have been found which indicates the possibility that this copy has gone under the scrutiny of Ilahi himself. This is somewhat bewildering, how many historians have talked about his poetry but did not write or speculate about this anthology. Dr Springer in his catalogue wrote:

"The book has no preface and has never been completed it is therefore perfectly unknown."

Collection of Poetry is comprised of at least five thousand Verses in which several poetic forms are evidently present. The major portion of his work has recorded Ghazals in them. The manuscripts of Ilahi's Diwan are also present in Berlin, London, and Rampur (India) as a collection. Ilahi was self-aware of his poetic expression and caliber which he talks about in his work as well. He claims his own Diwan as the best among other Diwan of his time. Various critics and poets have talked about Ilahi and his poetry as one of the supreme. Like 'Shahjahan-Naama', 'Kalematush-Shauara', 'Serve Azaad', and 'Lobabul Albab' etc.

"Zirkus-saliheen" has jotted down wrongly that Ilahi came to Kashmir twice. His first and last journey to Kashmir happened in 1042 AH and he stayed there till 1064 AH. This is how he stayed in Kashmir for good twenty two years and here he died and became one with its soil as well. Three of the most eminent poets of Iran migrated to India and became the dust of the Indian earth; they made three wondrous cities of India as their memorial. Like Sheikh Ali Hazeen liked Banaras, Mir Ilahi made a choice to inhabit himself in Srinagar and Naziri Nishapuri lived and was buried at Ahmedabad.

Taqi Owhadi came across Ilahi's verses in Agra and prophesied he would be an acclaimed poet of the future. Later on Mohamad Saleh Kamboh has also praised Ilahi greatly. Mir Ilahi has written 'Hajwa' which is a poetic form also understood as a lampoon. The date of Mir Ilahi's demise is greatly disputed. 1064, 1063, 1060, and 1057 AH amongst all these notified dates the most apt and accurate date happens to be 1064 AH. Mohamad Tahir Ghani Kashmiri, the most famous poet of Kashmir, has recorded in his Poetic Epitaph the date of Ilahi's death as 1064 AH the tomb stone on Ilahi's grave justifies his date of demise as 1064 AH correctly. In 2004 I was a visiting professor in Kashmir University which gave me an opportunity to locate and visit his grave. His grave was adjacently located near the tomb of famous Sufi saint Sheikh Bahauddin Ganj Bakhsh. Here several Mughal royalty and eminent people of the court were also buried; this is how the graveyard holds tremendous importance even today. The grave stone on Ilahi's grave has fallen from its assigned place but it has been restored and given its due place near the tomb of Sheikh Bahauddin Ganj Bakhsh. This grave yard is known as "Kalanmazar" situated in the North-west from the main city. Also it is near Qila-e-Magar Nagar outer wall which is in the solitude of 'Khoh-e-Maran' (Maran Hills), this makes it the oldest grave yard of Srinagar. There are seven notable verses accompanying his epitaph.

In the light of this anthology there is no certain evidence of his religious practice and beliefs. His poetry has certain level of echoes of his faith system and set of beliefs. He was amongst those who were followers of Hussaini faith. Hence it can be established that he was a free thinking mind who was more

Mahabat Khan he worked under Nawab Zafar Khan Ahsan. Zafar Khan was himself a poet and he valued other fellow poets as deeply. Zafar Khan was called to Agra from Kabul. This marks the very first year of Shahjahan's Coronation and being an Emperor. Shahjahan started to ascend his kingdom towards the Southern India in which Zafar Khan accompanied him for these overtures. In 1040 AH some of the Deccan states fell under the kingdom of Mughal Dynasty under Shahjahan. After his victory to mark its celebration Mir Ilahi wrote a panegyric in his beloved Kings' Grace. Mir Ilahi's contemporary Abu Talib Kalim also wrote a Victory Ode in praise of Shahjahan. He nominated Zafar Khan for the governorship of Kashmir and Zafar Khan requested to bring Mir Ilahi with him to this new destination, which was accepted by the King as well. This is how Mir Ilahi reached Kashmir where he gathered a lot of respect. Zafar Khan's father Khwaja Abul Hassan was the previous governor after his demise Zafar Khan was promoted as the governor of Kashmir to take over his father's position. Zafar Kahn died in 1073 AH in Thatha which was located in Sindh. Mir Ilahi was very fortunate that he lived under the patronage of Zafar Khan peacefully for a long time.

Mir Ilahi's early life was marked by homelessness from one place to another. But in the later part of his life he lived prosperously and peacefully. He lived later days with exuberance and harmony. He considered the peaceful valley of Kashmir which exalted him with the vision of this world, beauty and with serenity of hereafter. This place was a home for luxury and comforts both equally. The climatic concerns were similar to Iran, fresh orchard fruits and dried delicacies of fruits were found abundantly. Ilahi established a poet's Commune. In 1050 AH Ilahi constructed a garden called '*Bagh-e-Ilahi*'. It had a beautifying harmony of trees, flowers and tranquil canals. Here affluent and wealthy gentry of the city would come for excursions. This garden hosted the most ancient 'Chinar' tree (maple tree) till it decayed in AD 1932. The trees' branches have been known for spreading across 48 feet in approximation. In "*Bagh-e-Ilahi*" eulogy, Ilahi himself wrote a long narrative poetry called 'Masnavi' in its praise. This garden was located 10 Kilometers away from Srinagar in North direction. Here remnants of Shahjahan's era and kingdom were present as well. Pandit Anand Kaul's book "Archeological Remains in Kashmir" had recorded incorrectly that Shahjahan constructed this garden for the amusement of his Begum Noorjahan. With the wretches of time the ruins of garden are lost over decades, now human inhabits the very ground, the description remains recorded only in the pages of books.

Ilahi in his poetry wrote descriptively about scenic beauty of Kashmir. Especially in his Masnavi "Faiz-Bakhsh Bagh" he has presented a very soothing and alluring picture of this terrain. This Masnavi's Manuscript is preserved in Srinagar. Second Masnavi's Manuscript is also present in Srinagar. Mir Ilahi's

a known center for knowledge, learning and culture of his time.

His father was a man of repute and he was well known for his nobility. His name was Amir Hujjatullah Hussaini. Dr Springer and Dr Story have recorded his name as "Hujjatuddin" in his famous catalogue. He was also known as literary figure of religious scholarly repute. Ilahi was deeply influenced by his father's achievements and scholarly zeal. His early training happened under his father's guidance. At the age of sixteen in 1010 AH he travelled all the way to Sheeraz for perusing further education. He was there for three and half years at Shahdai's Khankhah, which was a known seminary of that period devoted to learning and educational pursuits. To a great extent he received further education there and learnt tremendously. He received an opportunity to explore 'Diwan' of several poets which inspired him to formulate his comprehensive selection of poetry. From here he developed a taste for poetry which helped him further. Sheeraz was green with the fertile knowledge of poetry in its rich exuberance. Khwaja Hafiz and Sadi were some names which emanated from this land. Numerous collections of poets were available there from which he gained maximum benefit.

In a Tea House his poetry got introduced and he received chance to recite. There few people desired and were keen to learn about his belonging and history. A reference has been marked in his poetry that he visited Kaba for holy pilgrimage. Other than that no certain fact of his holy visit can be stated assuredly. In most of the historical accounts his exodus to Hindustan in search for a livelihood is clearly evident. But the truth remains in Mir Ilahi's interest in individual faith because of which he travelled all the way to Khandhar. Being a 'Naqtvi' which was a new faith commune, he was exiled to save his life and hence travelled all the way to Hindustan leaving behind land of his origin. Later Khandhar's Governor Mirza Ghazi Tar Khan bestowed his protection onto him. From Khandhar he travelled all the way to Agra. Jahangir was the ruler of India in that period. Hindustan was hosting a lot of poets from Iran ever since, because of this very influence of Persian poets the land of Hindustan saw a deep interest and developed its rich poetic traditions.

Mir Ilahi in 1021 AH After a brief stay at Khandhar came to live in Agra. He remained under the employee ship of Mahabat Khan since 1022-1024 AH. Here Taqi Owhadi kept him in a jovial company at Agra, which resulted in literary exchanges of poetry and knowledge. It proves to be a very peaceful and delighted part of his life which was spent in Agra considerably. He had received favors of Royals and Emperor equally. This made him known and famous because of which he was ushered into the royal court of Jahangir. He wrote eulogy in praise of King Jahangir in his poetic work. He had barely stayed for three years when he went back to Kabul. And there he remained in Mahabat Khan's employee ship. After spending some years in service of

written evidences there are gaps in extracting his personal details, which remain ambiguous to a certain level. Taqi-ud-din Mohammad a well-known anthologist is known as Ilahi's contemporary and friend. During the days of their stay at Agra they grew very intimate and close to each other. He has recorded in his famous anthology entitled "*Arafat-ul-Ashiqeen*" that his name is Mir Imaddudin Mehmood Bin Mir Hujjatullah Asadabadi. Sirajuddin Ali Khan Arzoo has seconded this statement or certified it for more coherence; he was a well-known scholar of his time. It is seen in many books the name of Mir Ilahi was mentioned differently.

It is known that Mir Ilahi was an inhabitant of Hamadan. It has been recorded that a Physician of the similar named arrived in the era of King Akbar, where Jahangir bestowed upon him a title of 'Royal Healer'. Overlooking these references Ilahi himself has recorded his name and father's Name in the colophon of this personal manuscript. "*The writer of this manuscript is Ilahi Imaddudin Mahmood Al Hussaini Son of Amir Hujjatullah Asadabadi Al Hamadani.*" This writing justifies his paternal place of birth and belonging of name is evident, this does not leave any cleavage for any doubt. Asadabadi was a suburban space located in Hamadan. Mir Ilahi has noted down beautiful details in his poetic work about Hamadan.

Abdurazzaq Qadri in his book "*Zikrussalaheen*" has recorded some facts about Ilahi's lineage. Mir Ilahi from his father received traditional education; afterwards he travelled to Shiraz and Isfahan for further education. He accumulated detailed knowledge in Arabic and Persian Literature. This has increased his interest in poetry and hystorography, but he reached the heights of admiration for his poetry and poetic expressions. He was indeed fortunate that he in Iran, Afghanistan and Hindustan got the patronage of affluent and the royal equally. In his poetry the names of his benefactors are evidently present. Like Jahangir, Shahjahan, Zafar Khan, Mahabat Khan, Ghazitar Khan etc.

Mir Ilahi was privileged that he belonged to the era of Jahangir and Shahjahan. This happened to be the golden period of Mughal Sultanate. This was also the era of prosperity and peace, which harbingered scholars, poets, writers and 'Umra' (Amir or lords of the time). Apart from these mentioned literary icons calligraphers, Sufi saints, architects and many other specialized aestheticians were known to this age. Ilahi's contemporaries were from Iran, Hindustan and Kashmir like—Ghani Kashmiri, Mohammad Jaan, Mullah Shah Badakhshani, Tughrai Mashhadi, Taqi Owhadi, Hakim Haziq, Aqa Razi, Talib Amli, and Sirajuddin Khan Arzoo Afi etc. Taqi Owhadi's friendship was a known phenomenon in his life. In this anthology readers will find a clear reference made to him. There have been several poets named "Ilahi", but the most prominent name happened to be of Mir Ilahi. The place of his birth is Hamadan which he has mentioned in his poetry and anthology. Hamadan was

Preface

Jaunpur has not only been the seat of Sharqi Sultanate but an admirable custodian of literary and cultural heritage also. It was a store house of knowledge. 'Tazkira-e-Ilahi' is the third amazing academic achievement of the soil. The first and foremost was "Almusannaf", which is the rarest and the only existing manuscript of the world, published in volumes from Beirut. The second discovery was 'Diwan-e-Hafiz', the oldest manuscript written during the life time of the poet. It was published from Tehran, under the patronage of the King of Iran. I feel honoured that the National Mission of Manuscripts, New Delhi has been pleased to publish 'Tazkira-e-Ilahi' in two volumes. This is a wonderful gesture of the mission in restoring the priceless text of high academic value.

I submit my heartfelt tribute to my revered elders for restoring the literary heritage in their innovative writings. Anthologies are unique contribution of historiography of creative cognizance of poets and writers. The luminaries not only started writing Tazkirah but also managed to leave voluminous literature on biography and critical approach for the judgement of poetic art and thoughts. 'Tazkira-e-Ilahi' is an impressing contribution in two volumes. Imaduddin Al Husaini, poetically called Illahi son of Amir Hujjatullah was a Saiyed of Asdabad near Hamdan. He was an eminent literary figure, learned scholar, who flourished in the first half of 17th century. His valuable and voluminous Tazkirah, written in India has mainly Persian Poets and some of Indian poets as well. It is of adequate notice in many of biographical dictionaries of the 17th century and 18th century of repute like Maulana Mashhadi and Mir Ali etc. Ilahi also wrote about Mir Bulbul Baaz Dehlavi, the falconer of Humayun. Its importance is unparalleled and hence it needs a special attention. The work is divided in two volumes. The editor's copy of the manuscripts has two parts, while Berlin Manuscript has been contained in second volume.

My special thanks are due to Prof. Dinesh Singh, Vice-Chancellor, University of Delhi. But for his generous academic support, it would not have been possible for me to publish this manuscript.

I am grateful to Prof. Dipti S. Tripathi, Director, and Dr Sanghamitra Basu, for their enlightened inspiration and co-operation on this project.

Abdul Haq

Professor Emeritus

Department of Urdu, University of Delhi

Delhi

15 December, 2012

New Delhi

Foreword

Tazkira-e-Ilahi is a 17th Century work by Imaduddin Al Husaini. He was originally from Iran but later in life, he made India his home. He passed away in Kashmir and was buried at Srinagar. This work is an anthology of literatures who wrote poetry as well as those who wrote prose. It provides extensive information on the life and work of creative writers. *Tazkira* is an important text because it provides authentic information on authors and their work. It is a unique feature of Persian literature where scholars have undertaken to write *Tazkira* the example of which has not been emulated in most of Indian languages. Especially in Sanskrit there are hardly any works comparable with *Tazkira*. Authors in Sanskrit literature hardly provide any information about themselves thus very little is known about the person who writes the text. *Tazkira-e-Ilahi* contains information on more than 500 authors. The number varies from one manuscript to another because it is believed that the manuscript at Berlin contains only 400 entries (it is yet to be verified). Prof. Abdul Haq owns a rare copy of *Tazkira-e-Ilahi* on the basis of which he has edited this work. It will be published in two volumes. It is hoped that this publication would be helpful to researchers of medieval Persian literature of Iran as well as of India.

This Mission is grateful to Prof. Abdul Haq for having undertaken this massive work. His commitment to bringing to light an important text will surely inspire a generation of scholars in undertaking this sort of work.

M/s Dev Publishers and Distributors deserve our sincere appreciation and thanks for the beautiful facsimile production of the manuscript. The beauty of the manuscript is enhanced by the borders designed round the folios, which almost merge into the original. For sheer aesthetic presentation, I am sure this will be another landmark in Mission's publications.

We would deeply appreciate feedback from scholars which helps both in planning and production. We look forward to bringing to light many more texts in future with the help of dedicated scholars.

Dipti S. Tripathi
Director

28 May, 2013
New Delhi

Published by:
National Mission for Manuscripts
11 Man Singh Road
New Delhi 110 001
Phone : 91 11 2307 3387
e-mail : director.namami@nic.in
website : www.namami.org

and Co-published by:
Dev Publishers & Distributors
2nd Floor, Prakash Deep
22 Delhi Medical Association Road
Darya Ganj
New Delhi 110 002
Phone : 91 11 4357 2647
e-mail : devbooks@hotmail.com
website : www.devbooks.co.in

Rs 2000 (for set)

Prakashika Series No. 6

ISBN 978-93-80829-16-6 (Vol.6)
ISBN 978-93-80829-02-9 (Series)

First Published 2013

© 2013 National Mission for Manuscripts

All rights reserved, including those of translation into foreign languages. No part of the book may be reproduced, stored in a retrieval system, or transmitted in any form, or by any means, electronic, mechanical, photocopying, recording or otherwise, without the written permission of the publisher.

Tazkira-e-Ilahi

Volume-I
(Part-I)

Mir Imaduddin Ilahi Hamadani

Edited by
Abdul Haq

Professor Abdul Haq
Professor Emeritus
Urdu Dept.
University of Delhi
Delhi-110007



National Mission for Manuscripts
Dev Publishers & Distributors

Prakashika Series - 6

General Editor

Dipti S. Tripathi

Introduction to Tazkirah-e-Ilahi (*The Only Available Manuscript In the World*)

—Prof. Abdul Haq

Mir Imaddudin Mahmood Ilahi Al-Hussaini Hamadani, received royal patronage and pursued a well-recognized place in his poetic endowment, but despite that he never wrote his biography or wrote details about his personality. All his life he has spent considerable amount of time jotting down people's biographies and their literary achievement, despite this he remained much reluctant and estranged from his own biographical details. He did not even put in records his actual date of birth. Somehow it has been known that during this era noting down facts about themselves was not considered a noble aspiration by the "Shurafa" clan. Ilahi Hamadani himself was the custodian of values and moral aesthetics of his prevalent time. Due to the influence of royal company his temperament and his character was nurtured to refinement. In his demeanor, self-respect and higher regards was a natural phenomenon. About his date of birth there is no evident or categorical statement which can be determined properly. In his anthology at one point it is written clearly that he arrived in Agra 1021 AH where amidst some of his bosom friends he tasted wine for the very first time, at the age of thirty. Keeping in mind this chronological detail one might as well speculate that he was born in year 994 AH this he has noted down in his anthology in connection with Maulana Agahi's description.

This statement justifies his date of birth and reflect ample light on Indian culture and the custom of drinking to a certain extent. This was his foremost folly which did not leave him till last days of his life from which he could not abstain. He spent his life in drinking or in the company of wine. Ilahi wrote his *Saqi Nama* (Ode to the Tavern Keeper) in which he has depicted a very intoxicating or ambrosiaiac quality of the beloved wine.

Some of Ilahi life trajectory is evidently present at instances in this anthology. This throws light in a partial manner on his life and persona. Although real picture of his life is still in-ponderable, still these pastiches are valuable and encouraging for his readers to know his life. All these minuscule signs and appropriations are important footstones to understand Ilahi's art and thought. As with his intoxication one would get to learn a lot about his characteristics and his mannerisms.

Mir Ilahi's parentage and place of birth projects minor differences amongst the various Persian writers. It is strange that how despite all contemporary